



لاہور کی شام ڈھل رہی تھی۔ گلابی آسمان پر پرندوں کی قطاریں واپس اپنے گھونسلوں کی جانب رواں تھیں، اور مہا نور چھت پر بیٹھی ایک خط پڑھ رہی تھی۔ ای میل نہیں، واٹس ایپ نہیں... بلکہ باقاعدہ کاغذ پر لکھا خط، جو امریکہ سے آیا تھا۔

وہ لاہور کے ایک خاموش محلے میں اپنی نانی کے ساتھ رہتی تھی۔ چھوٹا سا گھر، دو کمرے، اور ایک چھت جہاں اس کے خواب رہتے تھے۔

اس کے ماں باپ اور چھوٹا بھائی یزدان، کئی سالوں سے امریکہ میں مقیم تھے۔ لانگ آئی لینڈ کے ایک سادہ سے علاقے میں۔ وہاں اس کے والد احمد بختیار یونیورسٹی میں پڑھاتے تھے، اور والدہ زہرہ بانو ایک اردو ادب کی آن لائن کلاسز چلایا کرتی تھیں۔

## خوشخبری (رائٹرز متوجہ ہوں)

ہر لکھاری کا خواب ہوتا ہے کہ اس کی تحریر کتابی صورت میں بھی شائع ہو اور ان کی کتاب بک شیف کی زینت بنے۔ اگر آپ بھی ایک لکھاری ہیں اور اپنی تحریر کو کتابی شکل میں لانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ ہم آپ کی تحریر کو بہت کم ٹائم اور بہت مناسب قیمت میں آپ کی خواہش کے مطابق بہت عمدہ اور معیاری کوالٹی میں کتابی صورت میں شائع کرنے میں آپ کی مدد کریں گے۔ مزید معلومات کے لئے نیچے دیئے گئے ایڈریس پر ابھی رابطہ کریں۔

Prime Urdu Novels Publications

Whatsapp : 03335586927

Email: [aatish2kx@gmail.com](mailto:aatish2kx@gmail.com)

مہا نور کو بچپن میں ہی نانا نانی کے پاس لاہور چھوڑ دیا گیا تھا تاکہ وہ مشرقی ماحول، زبان، اور اپنی جڑوں سے جڑی رہے۔

وہ تعلیم مکمل کر رہی تھی، شاعری لکھتی تھی، اور گہری سوچوں میں رہتی تھی۔

امریکہ سے ہر ہفتے خط آتا، ویڈیوز، کالز، سب کچھ ہوتا۔

مگر احساس ساتھ نہیں ہوتا۔

مہا نور اپنے والدین سے محبت کرتی تھی، ان کے خوابوں کی عزت کرتی تھی، مگر اُس کا دل لاہور سے جڑا تھا۔

یہی شہر اُس کی نظموں میں تھا، وہی گلیاں، وہی پرانی دیواریں، جن سے وہ باتیں کرتی تھی۔

اکثر والدہ فون پر کہتی تھیں:

”مہا، بیٹا اب تم آ جاؤ ہمارے پاس، یہاں تمہارے لیے بہت مواقع ہیں۔“

اور وہ ہمیشہ ہلکے لہجے میں جواب دیتی:

”امی، میں موقعوں سے زیادہ خامشیوں میں راحت ڈھونڈتی ہوں۔“

وہ سب کی تھی، مگر خود کسی کی نہ تھی۔

بس نانی تھی جو ہر صبح اسے چائے دیتیں، اور پوچھتیں:

”بیٹا، آج کون سی نظم لکھی؟“

اور مہا نور ایک ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہتی:

”آج بھی وہی... جو کل ادھوری رہ گئی تھی۔“

.....



## خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی تحریر (افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر ہمارے سب ویب بلاگز (ویب سائٹس) اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- [aatish2kx@gmail.com](mailto:aatish2kx@gmail.com)

Facebook ID :- [www.facebook.com/aatish2k11](https://www.facebook.com/aatish2k11)

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUSSION

"ماہے نور... اُس کا چہرہ جیسے لفظوں میں ڈھلا ہوا ایک شعر ہو، اور آنکھیں جیسے کسی پرانی دعا کی خاموش قبولیت۔

اُس کی مسکراہٹ میں لاہور کی شاموں جیسا سکون تھا، اور چال میں ایسی نرمی، جیسے خزاں کے موسم میں ہلکی بارش۔

وہ محض خوبصورت نہیں تھی... وہ وہ حسن تھی جو نظر سے زیادہ دل میں اُترتا تھا۔  
سادگی اس کی زینت تھی، اور حیا اس کا زیور۔

'یہ حسن، صرف دیکھنے کے لیے نہیں... محسوس کرنے کے لیے ہے۔'

oooooooooooo

پیرس جیسے شہر میں جینا آسان نہیں۔ مگر مہیر ان لوگوں میں سے نہیں تھا جن کے لیے زندگی نے راستے پہلے سے ہموار کیے ہوں۔ اس کی کہانی چمکتے ہوئے کیمروں سے نہیں، ایک اندھیرے کمرے سے شروع ہوتی ہے۔

ماہر نے پانچ سال کی عمر میں اپنے ماں باپ کو ایک کار حادثے میں کھو دیا تھا۔ سب کچھ ایک پل میں ختم ہو گیا۔ اور وہ ننھا سا بچہ، جو کل تک ماں کی گود میں سوتا تھا، آج یتیمی کی سخت چادر اوڑھ چکا تھا۔

اس کا ایک ہی سہارا بچا: اس سے تین سال چھوٹی بہن، زرین۔  
ماہر کے لیے اب جینا صرف اپنا نہیں رہا تھا، بہن کا بھی تھا۔ ان دونوں کو ایک رشتہ دار نے پیرس منتقل کیا، مگر تھوڑی ہی مدت بعد وہ بھی دور ہو گئے، اور ماہر کو خود ہی زندگی کی چالاکیاں سیکھنی پڑیں۔

یہی وہ وقت تھا جب مہیر نے ایک فن سیکھا۔ بغیر سہارا کے کھڑے رہنے کا فن۔



اس نے اسکول میں فوٹو گرافی کا شوق دل سے اپنایا۔ دن میں پڑھتا، رات میں چھوٹے شوز میں تصویریں لیتا، اور بہن کو کہانیاں سناتا۔

پھر جب وہ جوان ہوا، تو اس نے پیرس میں ایک پرانے فوٹو اسٹوڈیو کے مالک، Monsieur Renaud، کو قائل کیا کہ وہ کرائے کے بدلے میں اس کا کام سنبھال لے۔

اب وہ اسی اسٹوڈیو کے ایک چھوٹے سے کمرے میں زمین کے ساتھ رہتا تھا۔ بہن اسکول جاتی تھی، اور مہیر فوٹو شوٹس کرتا، گیلریوں میں جاتا، اور رات کو جب وہ دونوں چھت پر بیٹھے، تو زمین اس سے کہتی:

”بھائی، اگر ماما ہوتی نا، تو کہتی تمہاری تصویریں دل چھو لیتی ہیں۔“

مہیر تب خاموش ہو جاتا۔

پھر کہتا:

”اما نہیں، پر تم ہو۔ تم مسکرا دو تو لگتا ہے جیسے میں نے دنیا کی سب سے خوبصورت تصویر کھینچ لی ہو۔“

مہیر کی چالاکی یہ تھی کہ وہ زندگی سے کچھ لیے بغیر، اس سے جیتا تھا۔  
نہ کسی کا بوجھ، نہ کوئی شکایت۔  
بس ایک کیمرہ، ایک خواب، اور ایک بہن۔

یہ وہ سچائی تھی جو مہیر کے ہر عکس میں چھپی ہوتی—اداسی کی وہ گہری پرچھائیں، جو صرف وہی دیکھ سکتا تھا جو کبھی تنہا رہا ہو۔

"ماہر... وہ لڑکا جس کے چہرے پر وقت کے زخم بھی جیسے فن بن گئے ہوں۔

اس کی مسکراہٹ میں ایک عجیب سا اعتماد تھا، جیسے وہ دنیا کو جانتا ہو، اور اس کی پروا بھی نہ کرتا ہو۔

اس کے نقوش سخت نہ تھے، مگر مضبوط ضرور تھے۔ وہ خوبصورتی نہیں، وقار تھا۔

اور اگر اُس کے چہرے کا سب سے گہرا راز کچھ تھا، تو وہ اُس کی آنکھیں تھیں...

وہ آنکھیں جو خاموش بولتی تھیں۔

کبھی گہرے نیلے سمندر کی طرح، کبھی کہرے میں چھپی ہوئی یاد کی طرح۔

ان میں اداسی نہیں، گہرائی تھی۔

ایسی گہرائی جو چھپاتی کم تھی، اور دکھاتی زیادہ...

جیسے وہ کسی اور وقت، کسی اور زندگی کا حصہ رہا ہو۔

ان آنکھوں میں نہ غرور تھا، نہ ضرورت...

بس ایک بے نیاز سا سوال:

"کیا تم سچ میں مجھے دیکھ سکتی ہو؟"



.....

آج لاہور کی فضا کچھ خاص تھی۔ ہلکی ہلکی دھوپ، ہواؤں میں نرمی، اور درختوں پر بیٹھے پرندے جیسے کسی نئی شروعات کی خوشبو سونگھ رہے ہوں۔

ماہ نور آج تیرہویں میں تھی۔ نہ مکمل بچی، نہ مکمل بڑی۔ ایک ایسی عمر جہاں خواب آنکھوں میں سچ بنے لگتے ہیں، اور دل کو ہر دھڑکن ایک نئی کہانی لگتی ہے۔

یونیورسٹی کی پرانی، مگر باوقار عمارت اُس کے سامنے کھڑی تھی جیسے برسوں سے اُس کا انتظار کر رہی ہو۔

اس کے قدم آہستہ تھے، مگر دل کی دھڑکن تیز۔

اس نے آج ہلکے نیلے رنگ کا سوٹ پہنا تھا، سادہ سا دوپٹہ، کتابوں سے بھرا بیگ، اور آنکھوں میں وہی پرانی نظموں کی روشنی۔

اندر قدم رکھتے ہی ایک نئی دنیا اس کے سامنے تھی۔ نئے چہرے، نئی آوازیں، قہقہے، سوال، ہنسی، اور بے ترتیب خواب۔

مگر ماہ نور ان سب میں الگ تھی۔

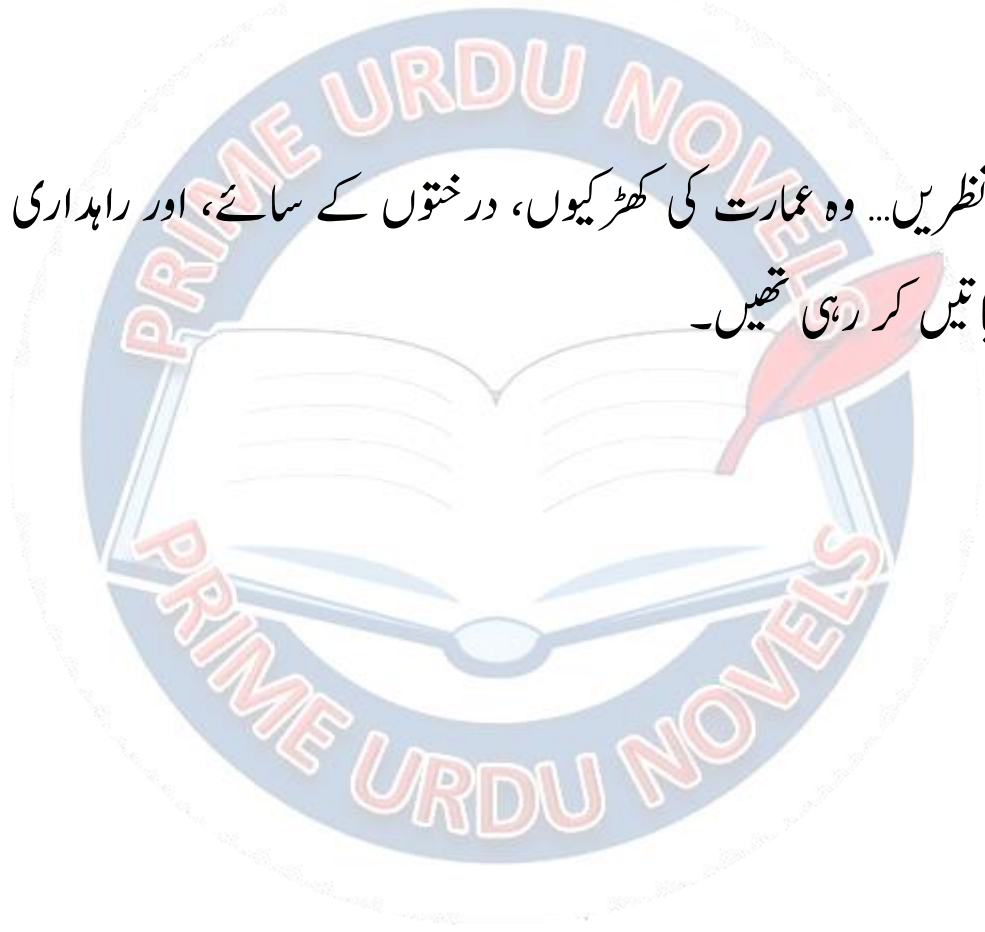
نہ وہ شور میں تھی، نہ خاموشی میں۔



وہ بس خود میں تھی۔ ایک خاموش، مہکتی ہوئی خوشبو کی طرح جو آس پاس کے لوگوں کو چھو کر گزر رہی تھی۔

کچھ لڑکیاں اُس کی طرف متوجہ ہوئیں، کسی نے اس کا لباس سراہا، تو کسی نے اس کی کتابوں پر نظر ڈالی۔

مگر ماہ نور کی نظریں... وہ عمارت کی کھڑکیوں، درختوں کے سائے، اور راہداری کے پرانے پتھروں سے باتیں کر رہی تھیں۔



.....

لاہور کی پہلی تصویر — مہیر کی نئی صبح

لاہور کی سڑکوں پر جب مہیر کی گاڑی داخل ہوئی، تو وہ منظر اس کے لیے نیا نہیں تھا، مگر احساس نیا ضرور تھا۔

پیرس سے آیا وہ نوجوان، جس کی آنکھوں میں تصویروں سے بڑھ کر کہانیاں بسی تھیں، آج ایک نئے شہر میں ایک نیا باب شروع کرنے آیا تھا۔

پچھلے ماہ اُس کی فوٹوگرافی کی ایک نمائش پیرس میں منعقد ہوئی تھی، جسے سوشل میڈیا پر بے حد پذیرائی ملی۔

وہاں کی گہرائیوں میں چھپی مہیر کی تصویریں لاہور کے ایک بڑے، بااثر اور باوقار ادبی شخصیت جناب فہیم رضوی کی نظر سے گزریں۔

فہیم رضوی، جو پاکستان میں کئی اہم ثقافتی اور ادبی منصوبوں کے بانی تھے، اور جن کی دعوت، محض ایک پیشکش نہیں، بلکہ اعتراف ہوا کرتی تھی۔

انہوں نے مہیر کو فون کیا:

”بیٹا، تمہاری تصویروں میں خاموشی بولتی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم ہمارے ایک خاص فوٹوشوٹ کا حصہ بنو۔ لاہور کی روح کو تمہاری آنکھوں سے قید کرنا ہے۔“

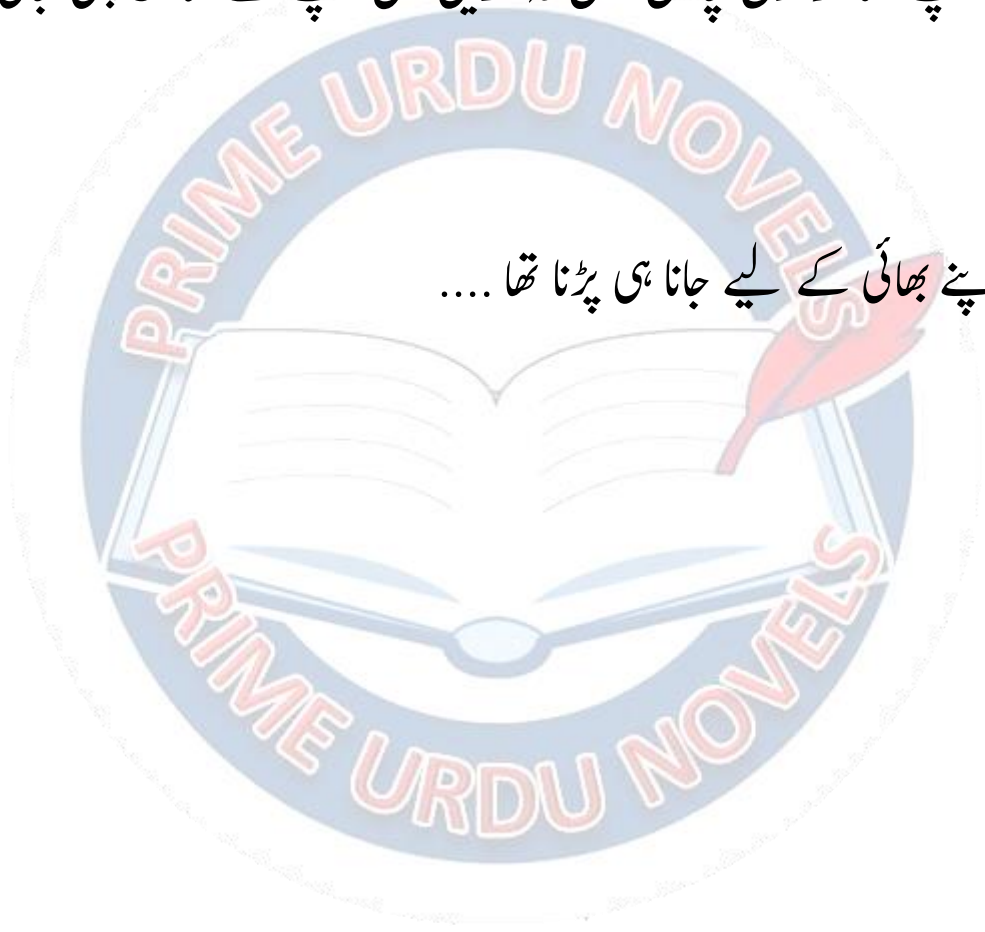
مہیر نے کچھ پل سوچا۔ پھر زریں ن سے مشورہ کیا.....

بھائی میں نہیں جاؤ گی....

ٹھیک ہے تمہارے بغیر میں بھی نہیں جاؤ گا....

اچھا اچھا بھائی آپ اتنا گولڈن چانس مس نہ کریں میں آپ کے ساتھ چلی جاتی ہوں...

زیریں ن کو اپنے بھائی کے لیے جانا ہی پڑنا تھا....



اور آج...

وہ اسی بلانے پر لاہور کے ایک مشہور تاریخی مقام پر کھڑا تھا—کیمرہ ہاتھ میں، نظریں ارد گرد، اور دل میں وہی ایک خاموش جستجو:

"کہیں نہ کہیں... کوئی تصویر میرا انتظار کر رہی ہے۔"

وہ سائے تلاش کر رہا تھا، روشنی کے زاویے...

اور تب، اس کی نظر ایک چہرے پر پڑی—

نرمی، وقار، اور خاموشی سے بنا ہوا ایک چہرہ...

مہیر نے کیمرہ تھاما، اور کہا:

"یہ وہ لمحہ ہے... جو صرف لینز نہیں، دل سے قید کیا جائے گا۔"



oooooooooooo

یونیورسٹی کی گھنٹی بج چکی تھی۔  
 طلبہ و طالبات ایک ہجوم کی صورت باہر نکل رہے تھے، قہقہے، کتابیں، اور دن بھر کی  
 کہانیاں ساتھ لیے۔

لیکن ماہِ نور... وہ ہمیشہ کی طرح تنہا تھی، مگر مکمل۔  
 ہاتھ میں کتاب، دوپٹے کی نرمی ہوا سے کھیل رہی تھی، اور چال میں وہی ٹھہراؤ...  
 جیسے وہ کسی اور دنیا کی مسافر ہو۔

مہیر یونیورسٹی کے سامنے والی گلی میں، اپنے کام کے لیے جگہوں کا جائزہ لے رہا تھا۔  
کیمرہ اس کے گلے سے لٹک رہا تھا، اور نگاہیں ارد گرد کے زاویوں میں مصروف تھیں۔

اور پھر...

اچانک اُس کی نظر ایک چہرے پر ٹھہر گئی۔

ایک لمحہ،

ایک ہوا کا جھونکا،

اور وہ چہرہ جیسے کسی خواب سے باہر آیا ہو۔

ماہِ نور، دھوپ اور سائے کے درمیان چلتی ہوئی، کسی غزل کے مصرعے جیسی دکھائی دی۔

مہیر کے ہاتھ خود بخود کیمرے کی طرف بڑھے۔

اس نے فریم سیٹ کیا، فوکس کیا،

اور بنا کچھ سوچے...

شٹر دبا دیا۔

.Click

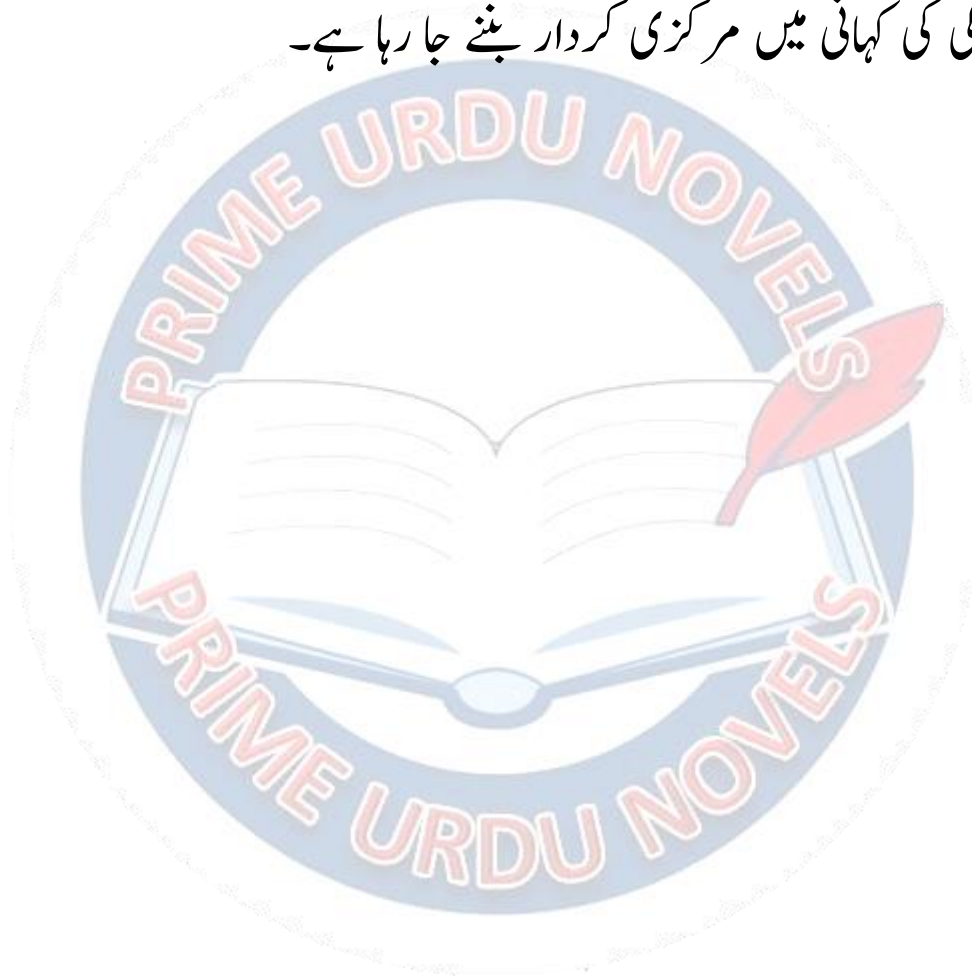
وہ لمحہ اب تصویر بن چکا تھا۔

مہیر کے لبوں پر ایک ہلکی سی مسکراہٹ آئی۔

اس نے کیمرا نیچے کیا اور دل میں ایک خیال ابھرا:

”میں نہیں جانتا یہ کون ہے... مگر یہ تصویر، میری سب سے خاص ہوگی۔“

اُسے یہ خبر نہ تھی کہ جس چہرے کو اُس نے کیمرے میں قید کیا ہے،  
وہ اُس کی زندگی کی کہانی میں مرکزی کردار بننے جا رہا ہے۔



oooooooooooo

: تنہائی کا ہمسفر

ماہ نور یونیورسٹی سے نکلی، رکشہ لیا، اور لاہور کی گلیوں میں اُسی پرانی راہ پر روانہ ہو گئی۔  
جہاں ہر موڑ اُس کے لیے جانا پہچانا تھا،

مگر دل کی راہوں میں کچھ نیا سا چپکے سے جنم لے رہا تھا۔

گھر پہنچتے ہی نانی دروازے پر مسکرا کر ملی:

”آگئی میری شاعرہ؟ چائے رکھ دی ہے، گرم ہے، سلیقے سے پیو!“

ماہ نور ہلکے سے مسکرائی، بیگ رکھا، اور دوپٹہ اتار کر صوفے پر بیٹھ گئی۔

یہی اُس کا معمول تھا... دن بھر خاموش، شام کو لفظوں سے باتیں۔



گھر چھوٹا تھا، مگر دل بڑا۔

نانی اکثر پرانی کہانیاں سناتی تھیں، اور ماہِ نور اُن کہانیوں میں خود کو تلاش کرتی تھی۔

اس کے دل کے کسی کونے میں ایک ہلکی سی دستک ہوئی تھی۔

اُسے خبر نہ تھی کہ اُس کی تصویر،

کسی ایسے انسان کے کیمرے میں قید ہو چکی ہے...

جو بہت جلد اُس کی دنیا کا سکون ہوگا

ماہِ نور کی پہلی غزل... جو اُس نے شاید اپنی ڈائری کے پہلے صفحے پر لکھی ہو:

دل کے کُنچ میں جو چراغ ہے، وہ بجھایا نہیں کبھی

خاموشی کا درد سہا ہے، پر سنایا نہیں کبھی

نرم ہوا کی اوٹ میں، کوئی خواب بولتا رہا

لفظ میرے لب تک آئے، پر جگایا نہیں کبھی

چاندنی کی بات تھی، یا تیری یاد کا فسوں

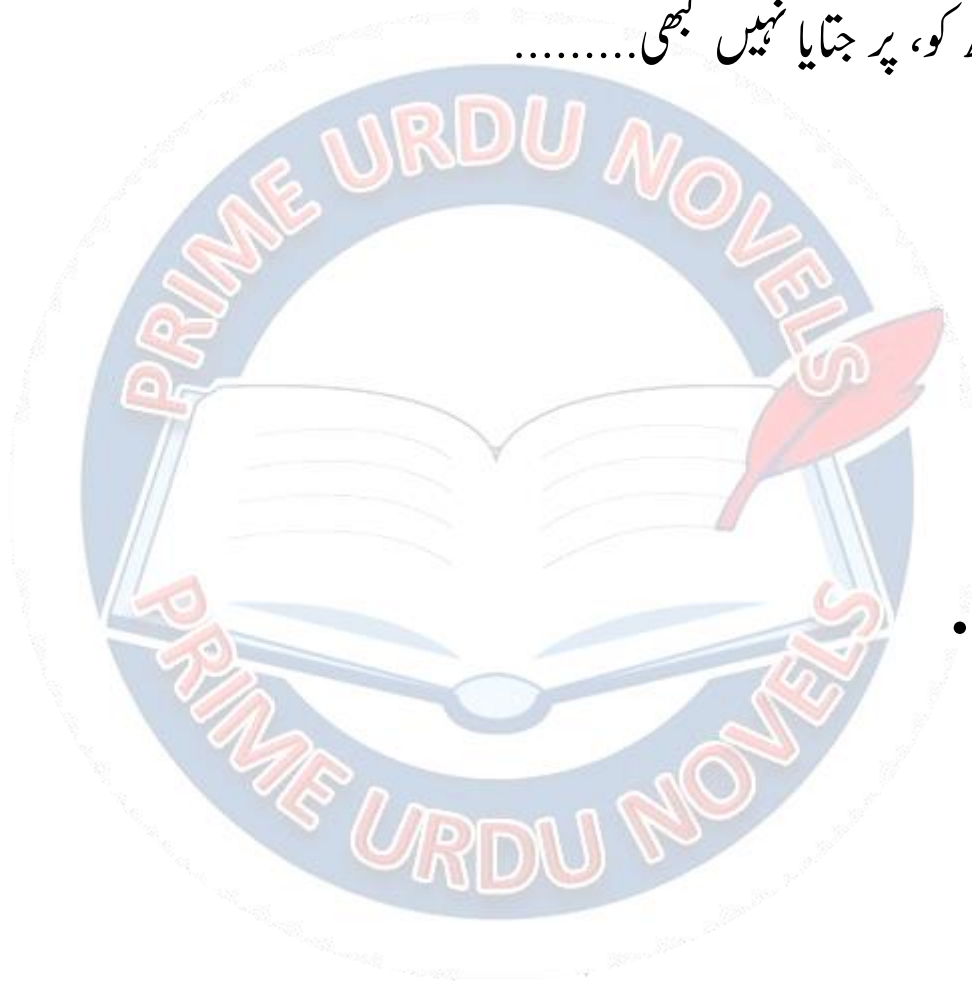
آنکھ بھی بھیگی کئی بار، پر رُلایا نہیں کبھی

شہر کی وہ گلیاں، وہ سایے، وہ زرد روشنی

سب میں تیرا عکس تھا، پر بتایا نہیں کبھی

رُوٹھنے کا فن بھی آتا ہے، منانے کا ہنر بھی

دل نے چاہا تجھ کو، پر جتایا نہیں کبھی.....



.....

اک تصویر، اک راز

کمرے میں ہلکی ہلکی روشنی تھی، اور ونڈو کے پاس بیٹھا مہیر اپنے لیپ ٹاپ پر وہ تصویریں دیکھ رہا تھا جو اُس نے آج لاہور کی گلیوں میں کھینچی تھیں۔

مگر اُن سب میں ایک تصویر...

بس ایک تصویر تھی، جو بار بار کھل رہی تھی۔

وہی چہرہ... وہی نرم آنکھیں... وہی چال...

ماہِ نور، یونیورسٹی سے نکلتی ہوئی، کیمرے کے لینز میں قید...

مگر دل میں آزاد۔

مہیر نے Zoom کیا—

پہلے اُس کی آنکھوں پر،

پھر اُس کی ہلکی سی مسکراہٹ پر،

پھر اُس لمحے پر، جو رک سا گیا تھا۔

زرین نے چپکے سے جھانکا، اور مسکرا کر پوچھا:

< ”بھائی، آپ یہ ایک ہی تصویر کتنی بار دیکھیں گے؟“

مہیر نے نظریں تصویر سے ہٹائے بغیر آہستہ سے کہا:

< ”زرین... مجھے لگتا ہے... مجھے لاہور سے محبت ہو گئی ہے...“



زرین نے حیرت سے اُس کی طرف دیکھا:

< ”لاہور سے؟ یا... اُس سے؟“

مہیر کے لبوں پر ایک ادھوری، چپ سی مسکراہٹ آئی۔

اس نے تصویر کو Zoom کر کے، اپنی بہن کو دکھایا:

”میں نہیں جانتا یہ کون ہے... مگر یہ چہرہ... یہ خاموشی... یہ لاہور کی روح ہے۔“

زرین اُس کے دل کی گہرائی سمجھ چکی تھی۔

اور مہیر...

پہلی بار کسی ایسے چہرے کو دیکھ کر تلاش کرنے لگا تھا، جس کا نام اُسے معلوم نہ تھا،  
مگر جس کی تصویر نے اُس کے دل میں ایک داستان لکھ دی.....

.....

تلاش

رات کا وقت تھا۔ کمرے میں ہلکی مدھم لائٹ جل رہی تھی، اور لیپ ٹاپ پر وہی تصویر کھلی ہوئی تھی...

ماہِ نور کی وہ تصویر... جس میں خامشی شور کرتی تھی، اور آنکھیں سوال پوچھتی تھیں۔

مہیر نے تصویر پر نگاہیں گاڑ دیں۔

اس نے زوم کیا، یونیورسٹی کی عمارت کا ایک کونا نظر آیا۔

وہی در و دیوار... اور پیچھے ایک بورڈ، جس پر دھندلے الفاظ:

”ادب و فن کا سفر“

مہیر نے فوراً نوٹ بک نکالی اور اُس پر کچھ لکھنا شروع کیا۔

“Step One: اُس یونیورسٹی کو تلاش کرو...”

اگلی صبح، کالج گیٹ پر کھڑے بوڑھے چوکیدار نے تصویر دیکھی، اور کہا:

“یہ تو ہماری یونیورسٹی کی لڑکی ہے... بڑی خاموش سی ہے، روز یہی وقت ہوتا ہے جب وہ نکلتی ہے۔”

مہیر کا دل جیسے ایک لمحے کو رک گیا۔

آنکھوں میں چمک آ گئی۔

اس نے ہاتھ جوڑ کر کہا:

”انکل... اگر اجازت ہو، تو میں کل اس وقت دوبارہ آنا چاہتا ہوں... بس ایک بار...“

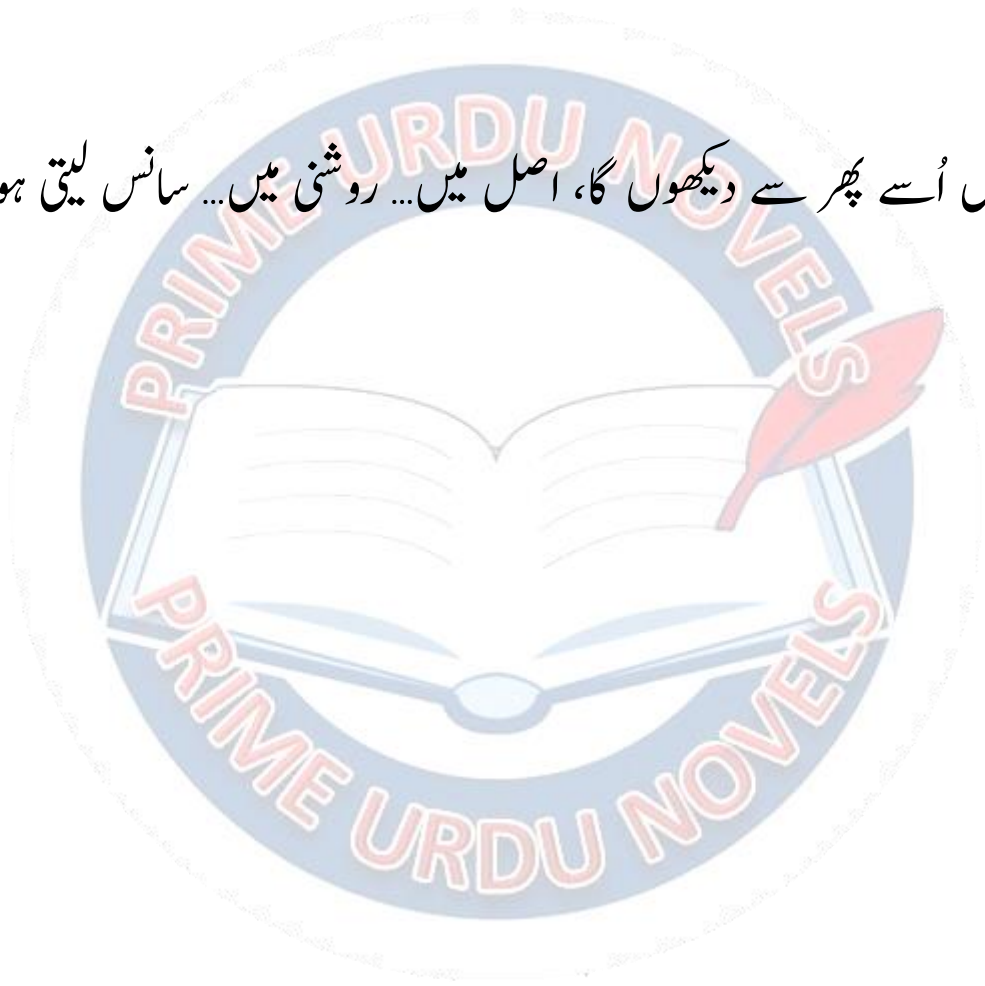
بوڑھا مسکرایا، کندھے پر ہاتھ رکھا:

”پتر... محبت کی تلاش ہو، تو راستہ خود بولنے لگتا ہے۔ آ جانا کل...“



مہیر نے پہلی بار اُس تصویر کو بند کیا، اور دل میں عہد کیا:

”کل... کل میں اُسے پھر سے دیکھوں گا، اصل میں... روشنی میں... سانس لیتی ہوئی حقیقت میں...“



.....

صبح کی روشنی کھڑکی سے جھانک رہی تھی، پر آج ماہِ نور کے کمرے میں وہ usual چہل پہل نہ تھی۔

کتابیں میز پر بکھری تھیں، یونیفارم کرسی پر رکھا تھا، مگر ماہِ نور خود کمرے میں لیٹی ہوئی لیٹی تھی۔

نانی نے کمرے کا دروازہ آہستہ سے کھولا، چہرے پر فکر تھی:

"ماہِ نور بیٹا، یونیورسٹی نہیں جانا؟ آٹھ تو بج چکے ہیں۔"

ماہِ نور نے آہستہ سے چادر اپنے چہرے سے ہٹائی۔  
آنکھیں سرخ تھیں، ماتھے پر ہلکی سی گرمی تھی۔

"نانی... آج مت جانا، طبیعت کچھ ٹھیک نہیں لگ رہی۔ شاید بخار ہے..."

نانی فوراً اندر آئیں، پیشانی پر ہاتھ رکھا، اور پریشانی سے بولیں:

"ہائے اللہ! تو پہلے کیوں نہ بتایا؟"

ماہِ نور نے کمزور سی مسکراہٹ دی:

"بس نانی، سوچا شاید ٹھیک ہو جائے... مگر لگتا ہے جسم تھک گیا ہے... دل بھی۔"

نانی نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا، اور چائے بنانے چلی گئیں۔

ماہِ نور آنکھیں بند کیے پڑی رہی...

باہر لاہور کی گلیاں وہی شور لیے ہوئے تھیں، مگر اندر کا موسم کچھ اور تھا۔

کیا پتہ... مہیر آج ہی گیا ہو اُسے دیکھنے... اور وہ نہ جاسکی ہو۔

مگر اُسے کیا خبر،

کہ اُس کی غیر حاضری کسی اور کے دل میں بھی ایک خالی سا دن چھوڑ جائے گی۔

انتظار

لاہور کی سڑکوں پر ہمیشہ ہلچل رہتی ہے،  
مگر مہیر کی دنیا ساکت ہو گئی تھی۔

ایک تصویر، ایک چہرہ... اور ایک لمحے کا انتظار اُس کی زندگی کا مقصد بن چکا تھا۔

پہلے دن وہ صبح نو بجے یونیورسٹی کے گیٹ کے پاس پہنچا۔

کیمرہ کندھے پر، نظریں دروازے پر۔



ہر لڑکی کو غور سے دیکھتا، مگر وہ چہرہ کہیں نظر نہ آیا۔

دوسرا دن آیا۔

وہ پھر وہیں تھا۔

اسی جگہ، وہی وقت...

مگر ایک بار پھر، خالی نظریں واپس لے کر گیا۔

تیسرے دن اُس نے یونیورسٹی کی دیوار کے سائے میں بیٹھے بیٹھے چائے پی۔

چہرہ تھکا تھکا، مگر نگاہوں میں وہی روشنی۔

زمین نے اُسے فون کیا:

< ”بھائی... تین دن ہو گئے، آپ واپس نہیں آئیں گے؟“

مہیر نے آہستہ سے جواب دیا:

”زرمین... کچھ چہرے صرف خواب نہیں ہوتے...

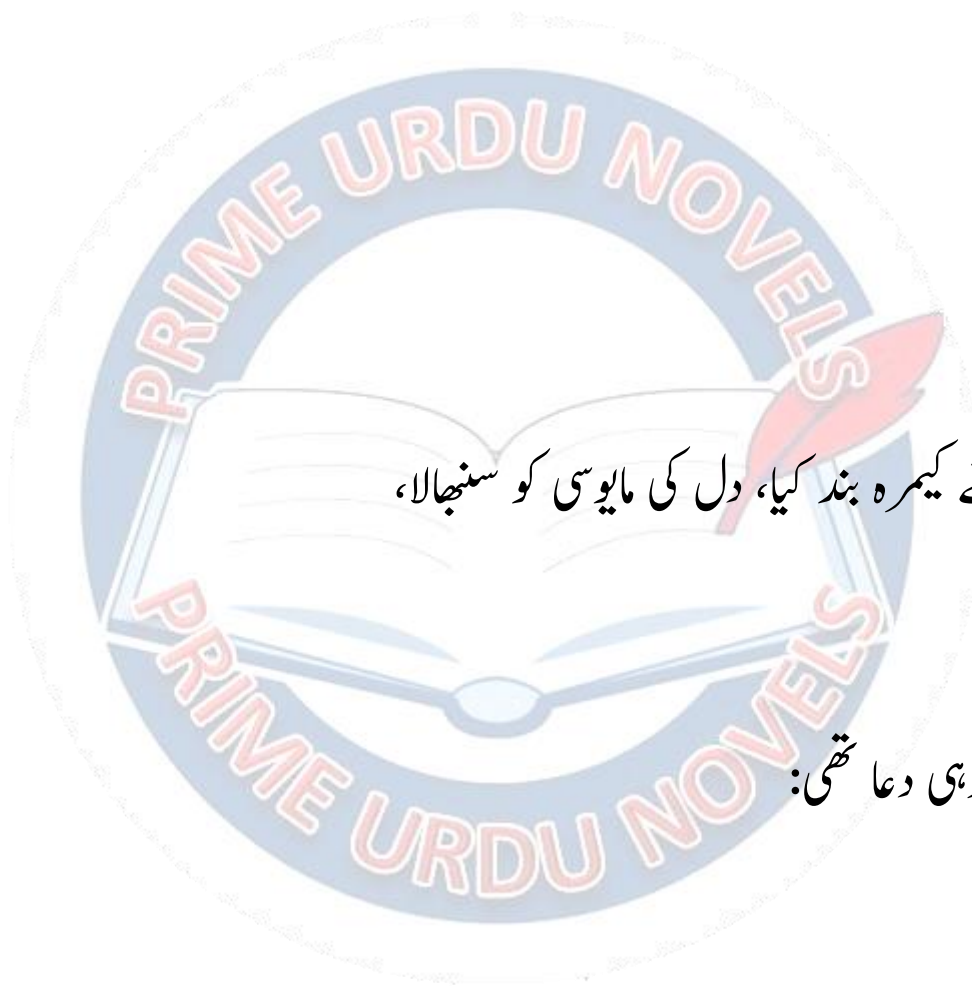
وہ حقیقت میں ہوتے ہیں، بس ہمیں انہیں پانے کے لیے تھوڑا صبر کرنا ہوتا ہے۔“

زرمین خاموش ہو گئی، وہ جانتی تھی یہ عشق کا آغاز ہے—خاموش، تنہا... لیکن سچا۔

شام ہونے کو آئی، سائے لمبے ہونے لگے۔

مہیر نے آخری بار گیٹ کی طرف دیکھا...

”آج بھی نہیں آئی...“



اور پھر اُس نے کیمرہ بند کیا، دل کی مایوسی کو سنبھالا،  
اور چل دیا...

لیکن دل میں وہی دعا تھی:

< ”کل شاید وہ آئے... اور میں بس دیکھ سکوں... ایک بار...“

رات کے ساڑھے دس بجے تھے۔

کمرے میں صرف ایک لیمپ کی روشنی جل رہی تھی،

اور لیپ ٹاپ پر کھلی ہوئی وہی تصویر...

مہیر نے اپنے کیمرے سے وہ تصویر پھر سے لیپ ٹاپ پر transfer کی،

Zoom کیا...

اور لمبی سانس لیتے ہوئے کرسی پر جھک گیا۔

اس کی انگلیاں تصویر پر چلتی رہیں، جیسے وہ چہرے کو چھو لینا چاہتا ہو۔  
دل سے آہستہ آہستہ الفاظ نکلے، جیسے کوئی راز خود بخود لبوں تک آگیا ہو:

”کاش تم جان پاتیں...

کہ تمہاری ایک جھلک نے

میرے اندر کی ہر خاموشی کو لفظ دے دیے ہیں۔“



اُس کی آواز میں تھکن تھی... مگر جذبہ بھی تھا۔

”کاش تم سن پاتیں...

کہ تمہیں دیکھ کر دل صرف دھڑکتا نہیں...

دعائیں بھی مانگنے لگتا ہے۔”

تصویر کی طرف دیکھتے ہوئے اُس کی آنکھوں میں ایک چمک آئی،

وہ اب بے ساختہ بول رہا تھا—خود سے، تصویر سے، محبت سے:

”کاش تم سمجھ پاتیں...

کہ تم کسی تصویر میں قید چہرہ نہیں،

بلکہ میرے خوابوں کا سب سے حسین رنگ ہو۔”

ایک لمحے کو خاموش ہوا۔

پھر ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اُس نے آخری بات کہی:

”میں نہیں جانتا تمہارا نام، تمہارا پتہ، نہ تمہاری آواز۔۔۔

مگر میں یہ ضرور جانتا ہوں—

کہ تمہیں دیکھنے کے بعد،

دل نے کسی اور کو دیکھنا چھوڑ دیا ہے۔۔۔”

مہیر نے تصویر کو بند کیا، مگر دل میں ایک اور دروازہ کھل گیا.....



oooooooooo

لاہور کی راتوں میں خاموشی ہوتی ہے...

مگر مہیر کا کمرہ اس رات روشنی سے جگمگا رہا تھا۔

لیپ ٹاپ کی اسکرین پر ایک ای میل چمک رہی تھی:

Congratulations! Your shot has been selected as the Global Portrait “  
”of the Year by International Photography Guild

You are now officially among the World’s Top 10 Most Influential “  
”.Photographers



مہیر کے ہاتھ لرز گئے۔  
کچھ لمحے کے لیے وہ بس سکرین کو دیکھتا رہا—خاموش، حیران، مگر پُر سکون۔

فون بجنے لگے،

میڈیا، چینلز، انٹرویوز...

لوگ اُس کے کام، نظریے اور ”اس خاص تصویر“ کے راز پوچھنے لگے۔

اب مہیر دنیا کا مشہور فوٹوگرافر بن چکا ہے،

لیکن دل میں وہی ایک چہرہ ہے — ماہِ نور۔

جس سے ملاقات ابھی بھی ادھوری ہے۔

oooooooo



اسٹیج پر مہیر کھڑا تھا۔

ہال تالیوں سے گونج رہا تھا۔

اسکرین پر اُس تصویر کا بڑا سا پوسٹر تھا۔ ایک بوڑھی آنکھوں والی خاتون کی، جس کی ہتھیلی پر ایک پرندہ بیٹھا تھا۔

یہ تصویر جیت گئی۔

Global Portrait of the Year کا خطاب حاصل کر چکی تھی۔

دنیا تعریف کر رہی تھی، میڈیا سوال کر رہا تھا، اور ہر کوئی مہیر کو ایک ہیرو سمجھ رہا تھا۔

لیکن جب مائیک مہیر کے ہاتھ میں آیا۔

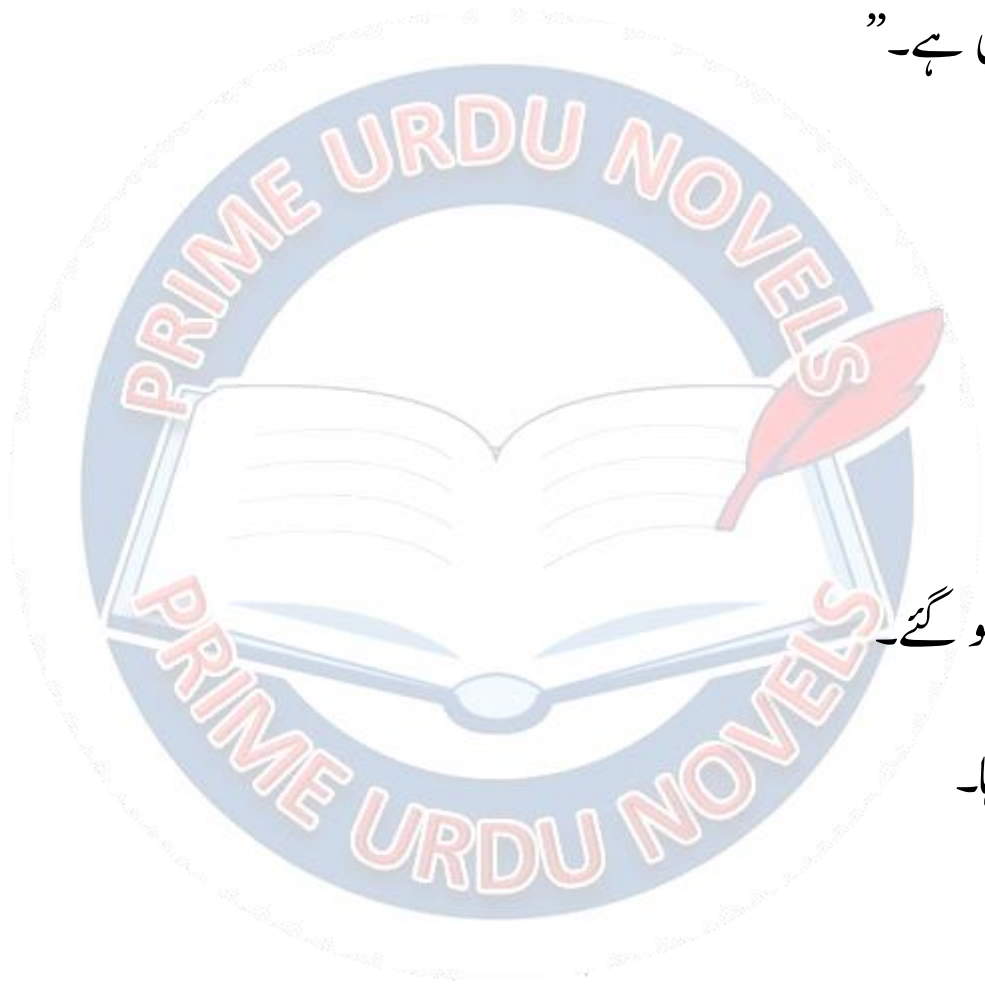
اُس کی آواز پر سکون مگر گہری تھی:

”یہ تصویر میرا فن ہے،

مگر وہ ایک تصویر...

جو میرے کمرے میں نہیں، میرے دل میں قید ہے۔

وہ میری پہچان ہے۔“



لوگ حیران ہو گئے۔

مگر وہ چپ رہا۔

رات گئے وہ اپنے ہوٹل کے کمرے میں واپس آیا،

لائٹ بند کی،

اور لیپ ٹاپ کھول کر وہی ایک تصویر نکالی۔

ماہِ نور کی...

زوم کیا،

دھیرے سے مسکرایا،

اور آہستہ سے کہا:

”دنیا نے جسے پسند کیا، وہ تصویر جیت گئی...

پر جسے میں نے چاہا،

وہ تصویر... میرے دل نے چن لی ہے۔”

یہ لمحہ مہیر کے دل کی گہرائی کو اور واضح کرتا ہے۔

اب شہرت اُس کے پاس ہے، طاقت اُس کے پاس ہے۔ مگر محبت... اب بھی تلاش ہے۔



.....

سب کچھ، پھر بھی کچھ نہیں

زمین ہنستی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی، ہاتھ میں موبائل تھا۔

“بھائی! آپ ٹرینڈ کر رہے ہو! انسٹاگرام پر، ٹویٹر پر... ہر جگہ بس آپ کی تصویر ہے!

لوگ آپ کو 'دی لینز آف لائف' کہہ رہے ہیں!"

وہ خوشی سے جھوم رہی تھی، جیسے ساری دنیا مہیر کے قدموں میں آگئی ہو۔

مہیر کھڑکی کے پاس کھڑا باہر دیکھ رہا تھا،

ہاتھ میں کافی کا کپ...

اور دل میں ماہِ نور کی خاموش جھلک۔

زمین اُس کے پاس آئی، اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا:

“بھائی، کچھ بولیں بھی! آپ خوش کیوں نہیں؟”

مہیر آہستہ سے مسکرایا، مگر وہ مسکراہٹ تھکی تھکی سی تھی۔

کپ کو میز پر رکھا، آنکھیں بند کیں اور دھیرے سے بولا:

”میرے پاس شہرت ہے... دولت ہے... نام ہے...

مگر وہ چہرہ نہیں ہے...

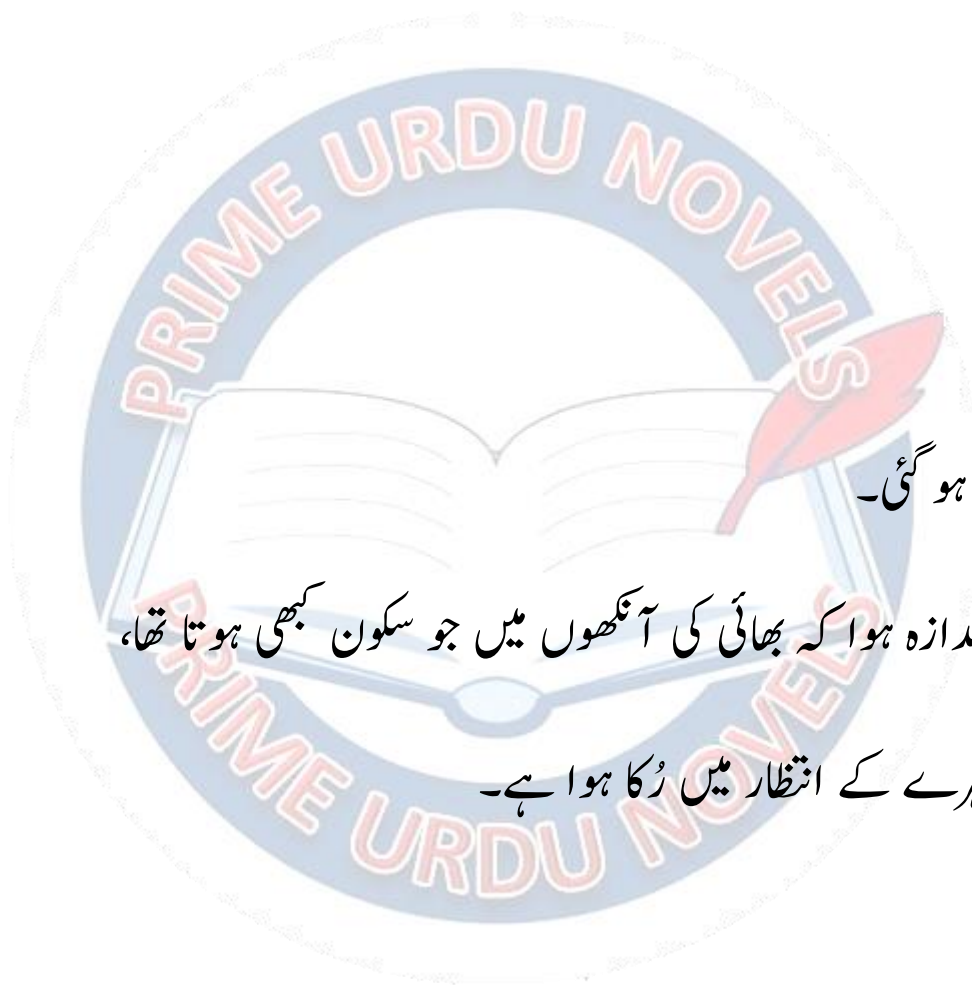
جسے دیکھ کر دل کو سکون ملتا ہے۔“



”زرین، دنیا کے پاس میں سب کچھ لے آیا ہوں...

مگر اُس کے بغیر، سب کچھ...

بس ایک خالی فریم ہے۔”



زرین خاموش ہو گئی۔

اسے پہلی بار اندازہ ہوا کہ بھائی کی آنکھوں میں جو سکون کبھی ہوتا تھا،

وہ اب ایک چہرے کے انتظار میں رُکا ہوا ہے۔

مہیر نے آہستہ سے لیپ ٹاپ کھولا،

ماہِ نور کی تصویر دیکھی...

اور صرف اتنا کہا:

”کبھی کبھی، صرف ایک انسان کی کمی  
ساری دُنیا کو بے رنگ کر دیتی ہے۔“



پُر رونق دن تھا۔

یونیورسٹی کا سالانہ فنکشن، کیمپس روشنیوں اور قہقہوں سے گونج رہا تھا۔

طلبہ خوش، استاد مصروف... ہر طرف جشن کا سماں تھا۔

ایک کونے سے مہک آتی خوشبو کے ساتھ، ماہِ نور اپنی قریبی دوست حنا کے ساتھ داخل ہوئی۔

ایک ہفتے بعد، وہ قدرے کمزور لگ رہی تھی۔  
چہرے پر خفیف سی زردی، مگر آنکھوں میں پھر بھی وہی سکون کا سمندر۔

حنا نے مسکرا کر کہا:

"یار، تُو تو ایسے غائب ہوئی جیسے فلموں کی ہیروئن! سب پوچھ رہے تھے تیرے بارے میں!"

ماہِ نور ہلکے سے مسکرائی:

"بس طبیعت ٹھیک نہیں تھی... دل بھی تھوڑا اُداس تھا۔"



دوسری طرف...

مہیر یونیورسٹی میں فوٹوگرافی ٹیم کے ساتھ موجود تھا۔

یونیورسٹی نے فنکشن کو کرنے کے لیے خاص طور پر اُسے بلایا تھا۔

اُس کا کیمرہ ہر چہرے کو گھور رہا تھا، مگر آنکھیں... بس اُسی چہرے کی تلاش میں تھیں۔

اچانک،

ایک لمحہ رُکا۔

کیمرہ خود بخود ایک طرف موڑا۔

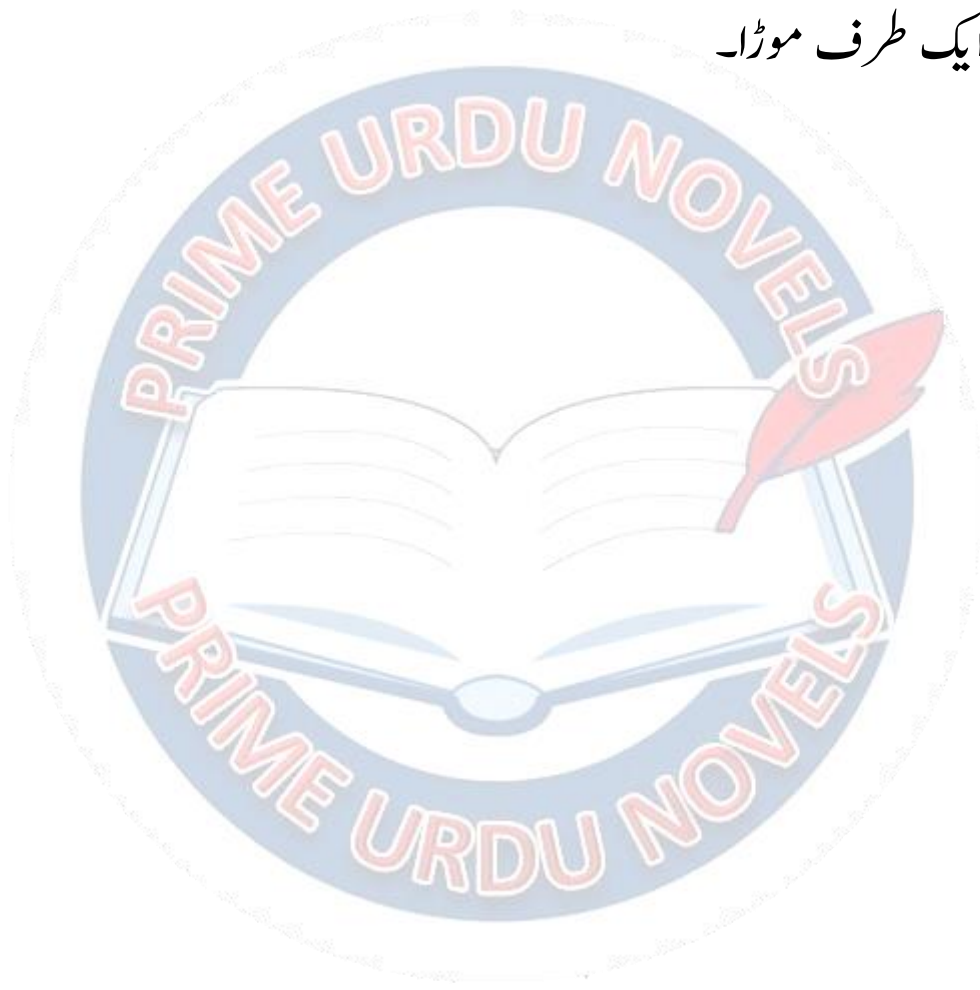
Zoom کیا...

اور پھر...

وہی چہرہ۔

مہیر کی سانسیں رُک گئیں،

دل ایک لمحے کو دھڑکنا بھول گیا...



"وہ واپس آگئی ہے..."

کمال سین بنے جا رہا ہے!

جب ہر طرف رنگ، رونق، آوازیں ہوں... اور ایک چہرہ ہو جو سب سے الگ چمک رہا ہو۔

ایسا منظر جو صرف آنکھیں نہیں، دل بھی قید کر لے۔

آئیے وہ لمحہ لفظوں میں ڈھالتے ہیں—جب ماہِ نور فنکشن میں شرکت کے لیے آتی ہے، اور  
مہیر کی نگاہیں اُسی پر ٹھہر جاتی ہیں۔

ماہِ نور...



آج وہ خاص انداز میں تیار ہوئی تھی،

سفید اور ہلکے گلابی رنگ کی ڈریس میں وہ ایسی لگ رہی تھی

جیسے چاندنی خود زمین پر اتر آئی ہو۔

بال کھلے تھے،

اور اُن میں ہلکی ہلکی ہوا کھیل رہی تھی۔

چہرہ جیسے روشنی سے بنا ہو،

اور آنکھیں... جیسے خاموش خوابوں کی گہرائی۔

وہ ہنس رہی تھی،

دوستوں سے باتیں کر رہی تھی،

مگر اُس کی ہنسی میں وہ پاکیزگی تھی  
جسے صرف دل محسوس کر سکتا ہے۔

اور مہیر...

وہ اسٹیج کے پاس کھڑا کیمرہ پکڑے تھا،  
مگر اُس کی انگلیاں حرکت کرنا بھول گئیں۔

اُس کی نگاہیں جیسے کسی دعا کے پورا ہونے پر رُک گئی ہوں۔

کیمرہ آن تھا، مگر مہیر کی آنکھ...

بس ماہِ نور پر ٹکی ہوئی تھی۔

دل نے آہستہ سے کہا:

"یہ وہ لمحہ ہے جس کا انتظار تھا..

اور یہ وہ چہرہ ہے،

جسے ایک بار دیکھ کر انسان دوبارہ کچھ اور دیکھنا نہیں چاہتا۔"



oooooooooooo

فنکشن چل رہا تھا 1 مہیر

جس طرف جاتا، وہاں ہلکی سرگوشیاں سنائی دیتیں۔

لڑکی 1:

"یار، وہی ہے نا؟ مہیر خان؟ جو انٹرنیشنل فوٹو گرافر ہے؟"

لڑکی 2:

"ہاں ہاں! یہی وہ بندہ ہے جس نے Global Portrait Award جیتا تھا! OMG اُس کی تو آنکھوں میں کچھ الگ ہی depth ہے!"

لڑکی 3 (حسرت سے):

"اتنا ہینڈ سم، اتنا ٹیلنٹڈ، اور اتنا ریزرو... uff دل چوری کر لیا اس نے!"

لڑکی 4 (ہنستی ہوئی):

"میں تو function سے زیادہ اُسے دیکھنے آئی ہوں، کیمرے کے پیچھے سے زیادہ خود کو focus کر رہا ہے لگتا ہے!"

ماہ نور اپنے دوستوں کے ساتھ بیٹھ کر یہ سب سن رہی تھی۔

اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی،

مگر دل کے کسی کونے میں ایک انجانی سی جستجو جاگی۔

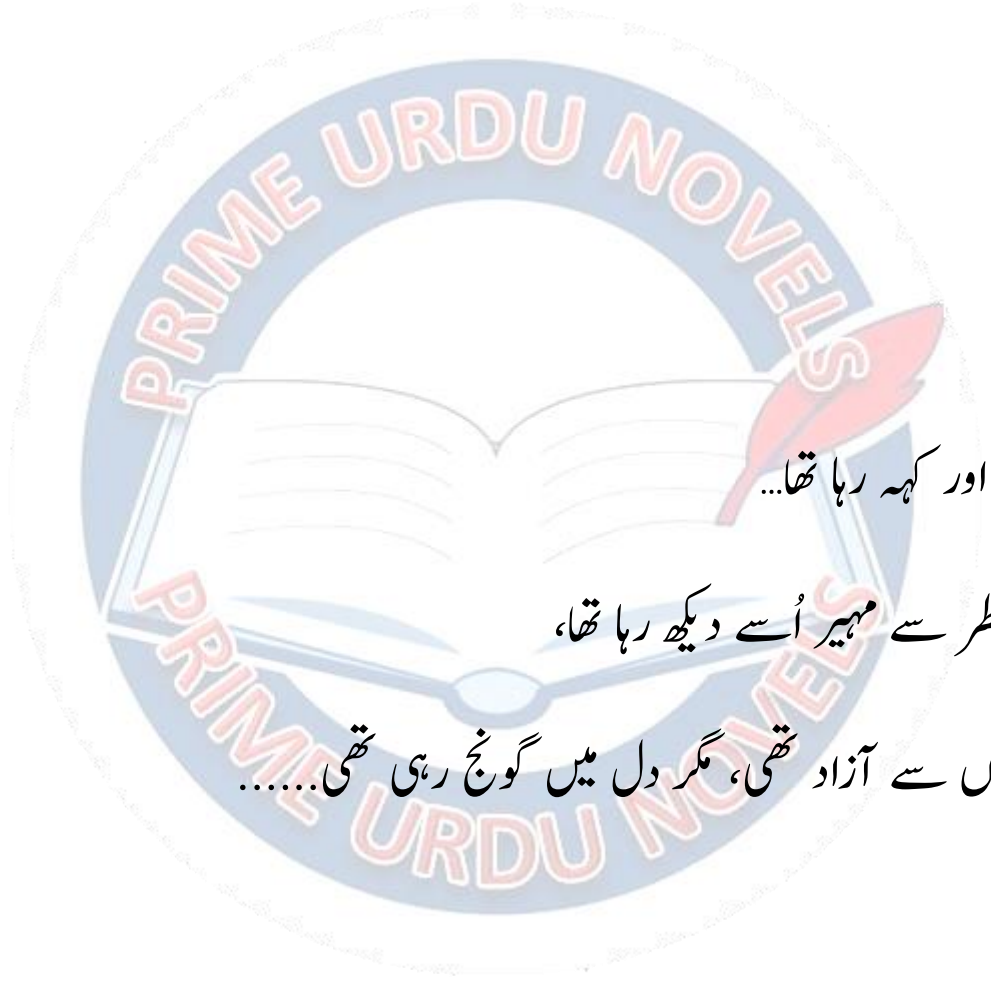
حنانے اُس کی طرف دیکھا اور شرارت سے پوچھا:

"کہاں گم ہو گئی؟ کہیں تُو بھی اُس مہیر خان کی فین تو نہیں بن گئی؟"

ماہ نور نے نظریں چرائیں،

اور آہستہ سے کہا:

< "نہیں... میں کسی کی فین نہیں بنتی۔"



لیکن دل کچھ اور کہہ رہا تھا...

کیونکہ جس نظر سے مہیر اُسے دیکھ رہا تھا،

وہ نظر... لفظوں سے آزاد تھی، مگر دل میں گونج رہی تھی.....

فنکشن کا ماحول پُر رونق تھا،

مہیر اب بھی کیمرہ تھامے ہر لمحے کو قید کرنے میں مصروف تھا۔



مگر ایک چہرہ ایسا تھا جو بار بار اس کے لینز میں خود بخود آ جاتا تھا۔

ماہِ نور۔

وہ جہاں جاتی، مہیر کی نظریں پیچھے پیچھے ہوتیں۔

ماہِ نور نے پہلی بار نظر انداز کیا، دوسری بار نظر چرائی،

تیسری بار... بس ضبط ختم ہو گیا۔

وہ تیز قدموں سے مہیر کے قریب گئی،

مہیر اُس لمحے کیمرہ آن کیسے اُس کی ہی تصویر کھینچ رہا تھا۔

ماہِ نور (سخت لہجے میں):

"سُنیے، آپ بار بار مجھے کیوں دیکھ رہے ہیں؟

آپ پروفیشنل ہیں یا بس کسی کو گھورنے کا شوق ہے؟"

مہیر ایک لمحے کے لیے چونکا،

پھر کیمرہ نیچے کیا،

مگر ماہ نور بولے ہی جا رہی تھی.....

ماہ نور (تیز لہجے میں):

"آپ کو کسی نے سکھایا نہیں کہ عزت سے دیکھنا اور گھورنا دو الگ باتیں ہوتی ہیں؟"

"کیا آپ ہر لڑکی کو یوں ہی نظریں ڈال کر فنکار بننے کی کوشش کرتے ہیں؟

"اگر آپ کیمرہ ہاتھ میں لیے پھر رہے ہیں، تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ کو ہر حد پار کرنے کا لائسنس مل گیا ہے!"

"پروفیشنل ہونے کا صرف دعویٰ ہے، یا سچ میں کچھ اخلاق بھی ساتھ لائے ہیں پیرس سے؟"

"مجھے کوئی شوق نہیں ہے، نہ آپ کی نظروں کا، نہ آپ کی باتوں کا۔ بس اپنی حد میں رہیے گا!"

اگرچہ ماہِ نور کی باتیں تلخ ہیں، مگر ان کے پیچھے اُس کی عزتِ نفس، خودداری اور ایک  
انجان سے ڈر چھپا ہے۔

اور یہی چیز اُسے مہیر کی نظروں میں مزید خاص بنا رہی ہے۔

ماہِ نور کی باتیں کڑوی تھیں،

لہجہ سخت تھا۔

مگر اُس کے جانے کے بعد مہیر کی نظریں اُسی طرف جچی رہیں۔

کیمرہ ہاتھ میں تھا،

مگر اُس وقت وہ صرف ایک تماشائی تھا۔

کسی ایسی حقیقت کا، جس نے اُس کے دل کو چھو لیا تھا۔

مہیر (دل میں آہستگی سے):

"کتنی عجیب بات ہے..."

اُس کی ہر بات میں شکایت تھی،

مگر دل کو سکون دے گئی۔"

"وہ غصے میں تھی،

مگر اُس کے لفظوں میں وہی پہلی محبت کی جھلک تھی۔

جو نظر چھپا کر دل میں اتر جاتی ہے۔"

"کیا تم جانتی ہو، ماہِ نور..."

تمہارا غصہ، تمہاری بے نیازی،

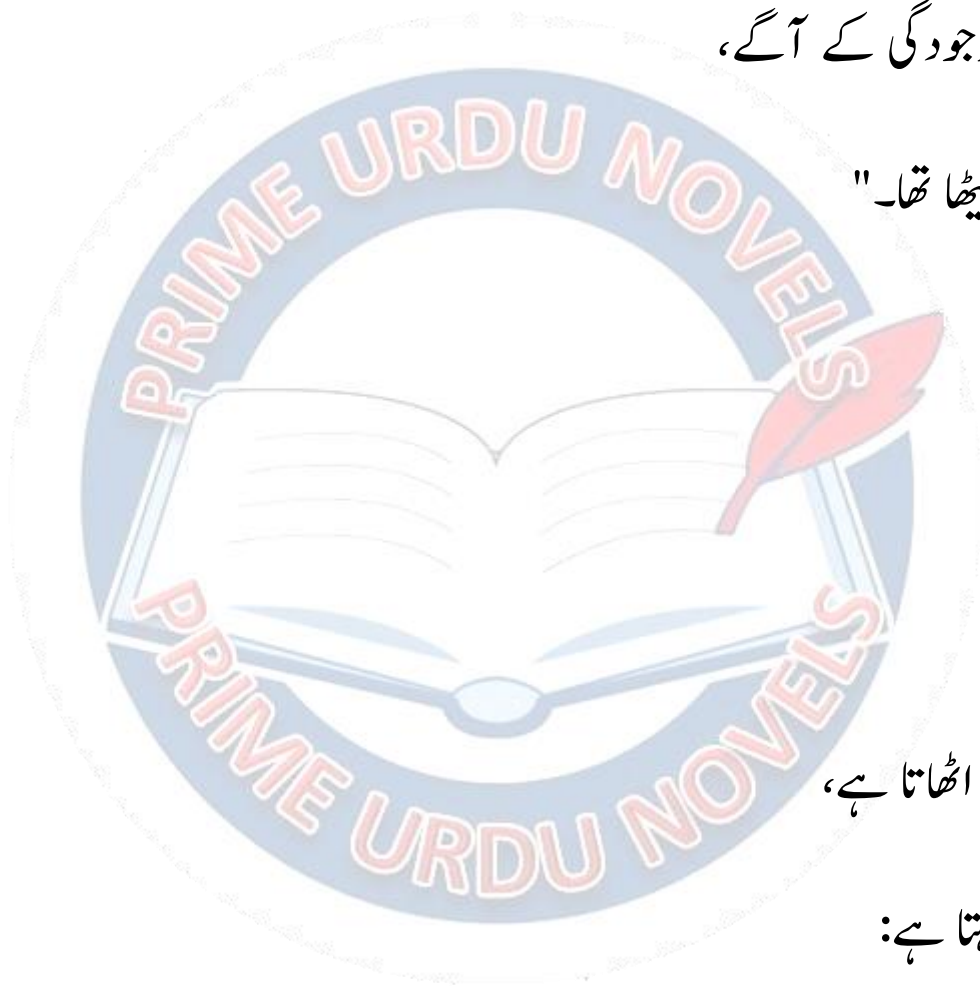
تمہیں اور بھی حسین بنا گئی ہے۔"

"تم نے سمجھا میں بد تمیز ہوں..."

پر حقیقت یہ ہے کہ

میں تمہاری موجودگی کے آگے،

خود کو بھول بیٹھا تھا۔"



وہ کیمرہ واپس اٹھاتا ہے،

اور خود سے کہتا ہے:

"تم نے مجھے ڈانٹا،

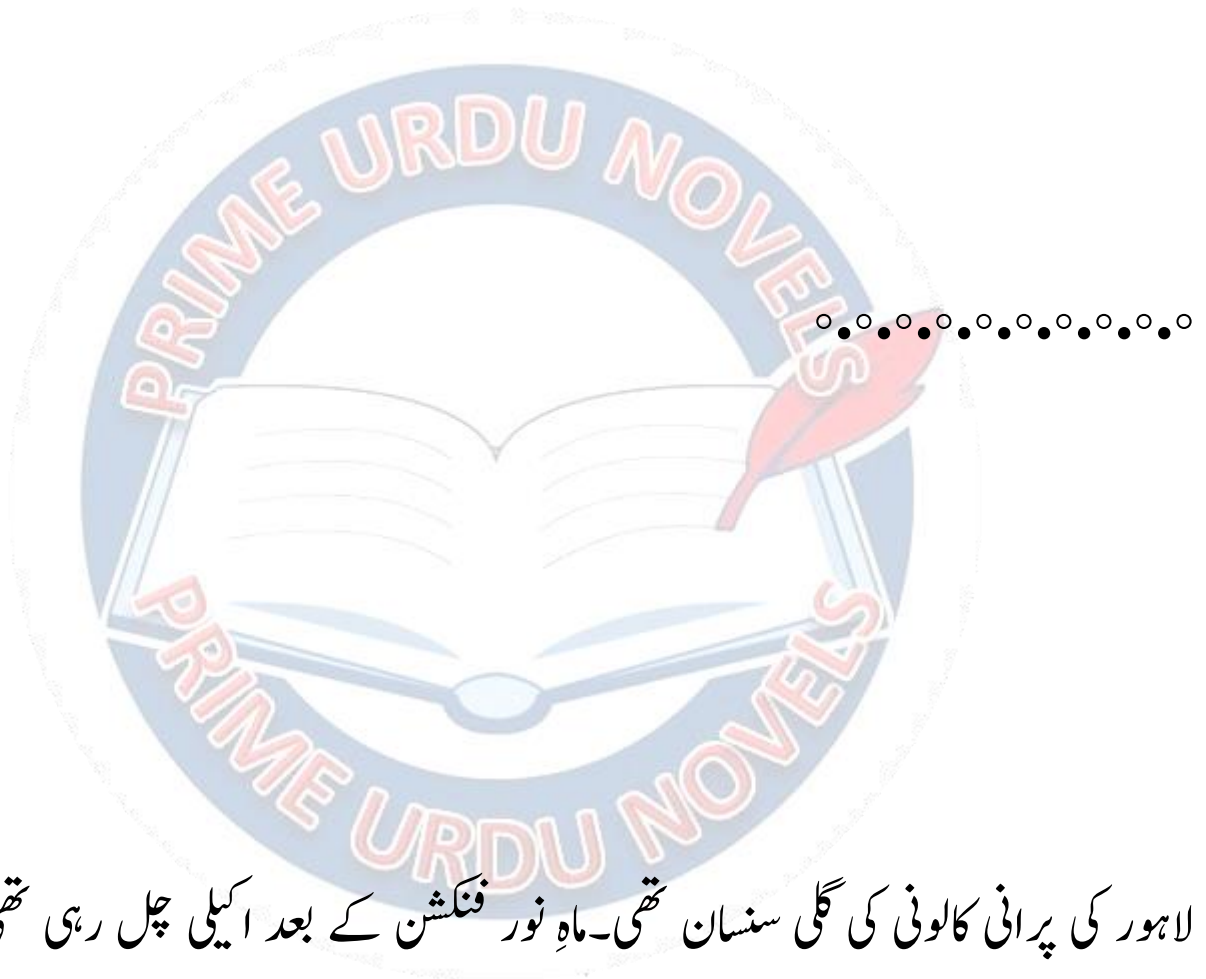
پر تمہیں دیکھنے سے خود کو روک نہیں پایا..."

کیونکہ تم..."



وہ منظر ہو جو کیمرے سے نہیں،

دل سے قید ہوتا ہے۔"



لاہور کی پرانی کالونی کی گلی سنسان تھی۔ ماہِ نور فنکشن کے بعد اکیلی چل رہی تھی۔ دل میں تلخ باتوں کا بوجھ اور آنکھوں میں تھکن۔ اچانک اس کا جوتا پٹانے کے ٹکڑے پر پھسلا، اور وہ زمین پر لڑھک گئی۔

درد سے چلائی مگر گلی میں کوئی آواز نہ آئی۔ وہ گھبرا کر اٹھنے کی کوشش کرنے لگی، مگر پیر میں درد نے ہر قدم ناممکن کر دیا۔

دورانیے میں، مہیر تیز قدموں سے آ رہا تھا۔ لیکن جب اس نے دیکھا ماہِ نور اکیلی گری پڑی ہے، تو اس نے قدم روکے۔

مہیر (خاموشی سے نزدیک آکر):

”تم ٹھیک ہو؟“

ماہِ نور نے آنکھیں جھپکائیں، اور کندھے اچکائے:

”مجھے چھوڑ دو، میں خود ٹھیک ہوں گی۔“

اس کی آواز میں ضد بھی تھی، خودداری بھی۔

مہیر نے عاجزی سے مسکرا کر کہا:

”ٹھیک ہے... مگر تمہیں واپس چلنے میں مشکل ہو گی۔“

ماہ نور نے سر ہلایا، آنکھوں میں رکاوٹ:

< ”مجھے تمہاری نہیں، اپنا راستہ معلوم ہے۔“

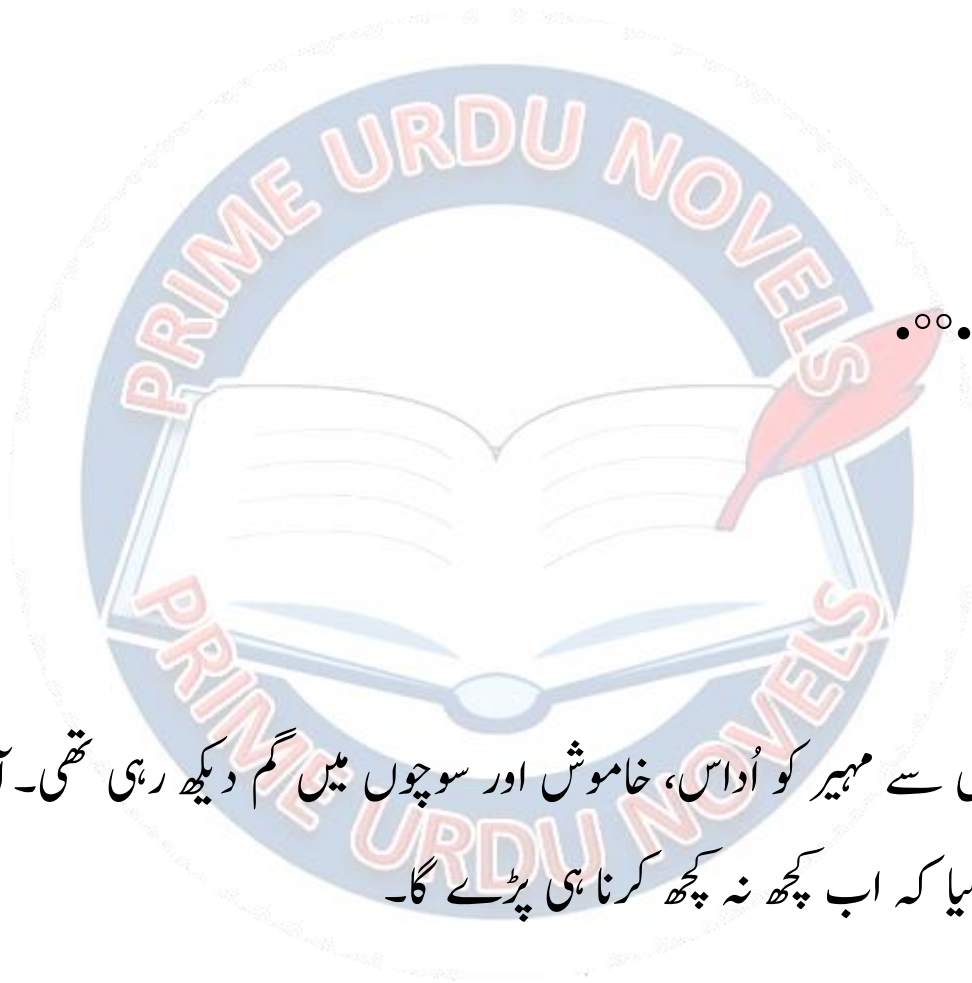
مہیر خاموشی سے اپنا کمرہ بیگ میں ڈال کر آگے بڑھا۔ لیکن اتنا قریب کہ اس کا چھوٹا سا سائے کا لمس ماہ نور کو محسوس ہوا۔

پھر مہیر نے قدم پیچھے کیا اور ہلکی آواز میں بولا:

”اب تم چل سکتی

وہ چل پڑی، مہیر خاموشی سے اُس کے برابر قدم ملاتا رہا۔

نہ کسی بات کی تقاضا، نہ کسی احسان کا مطلب۔



زمین کئی دنوں سے مہیر کو اُداس، خاموش اور سوچوں میں گم دیکھ رہی تھی۔ آخر ایک دن اُس نے اُٹھان لیا کہ اب کچھ نہ کچھ کرنا ہی پڑے گا۔

اگلے دن وہ ماہِ نور کے محلے پہنچی۔ دروازے پر پرانی لکڑی کی چھچھی میں نانی بیٹھی تھیں، ہاتھ میں تسبیح، اور نظر میں پرکھ۔

زرین نے ادب سے سلام کیا:

”السلام علیکم اماں جی، میں زرین ہوں... مہیر کی بہن۔“

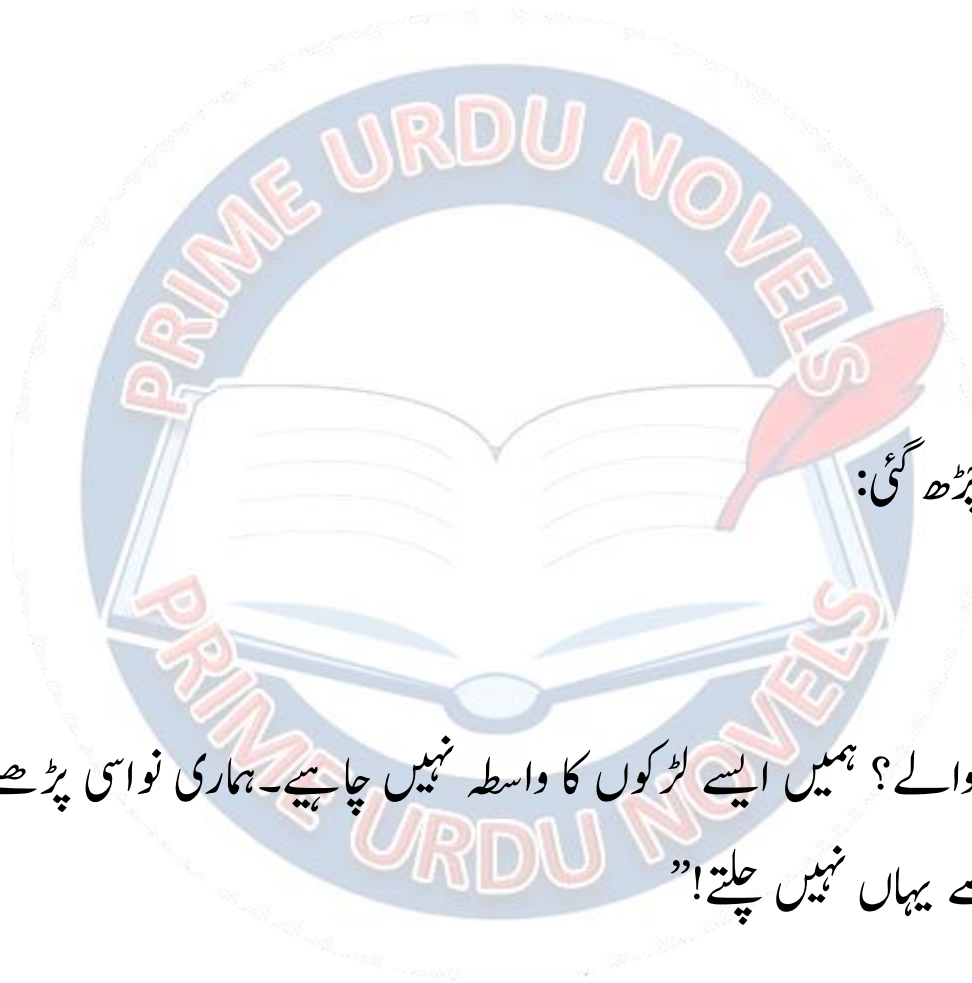
نانی نے چونک کر اُسے اوپر سے نیچے تک دیکھا، جیسے دل میں سوال اُبل رہے ہوں:

”مہیر؟ کون مہیر؟ اور تم یہاں کیا لینے آئی ہو، بی بی؟“



زرین نے دھیرے سے کہا:

”وہ لڑکا جو آپ کی نواسی کی تصویر کھینچ کر، دل ہار بیٹھا ہے۔“

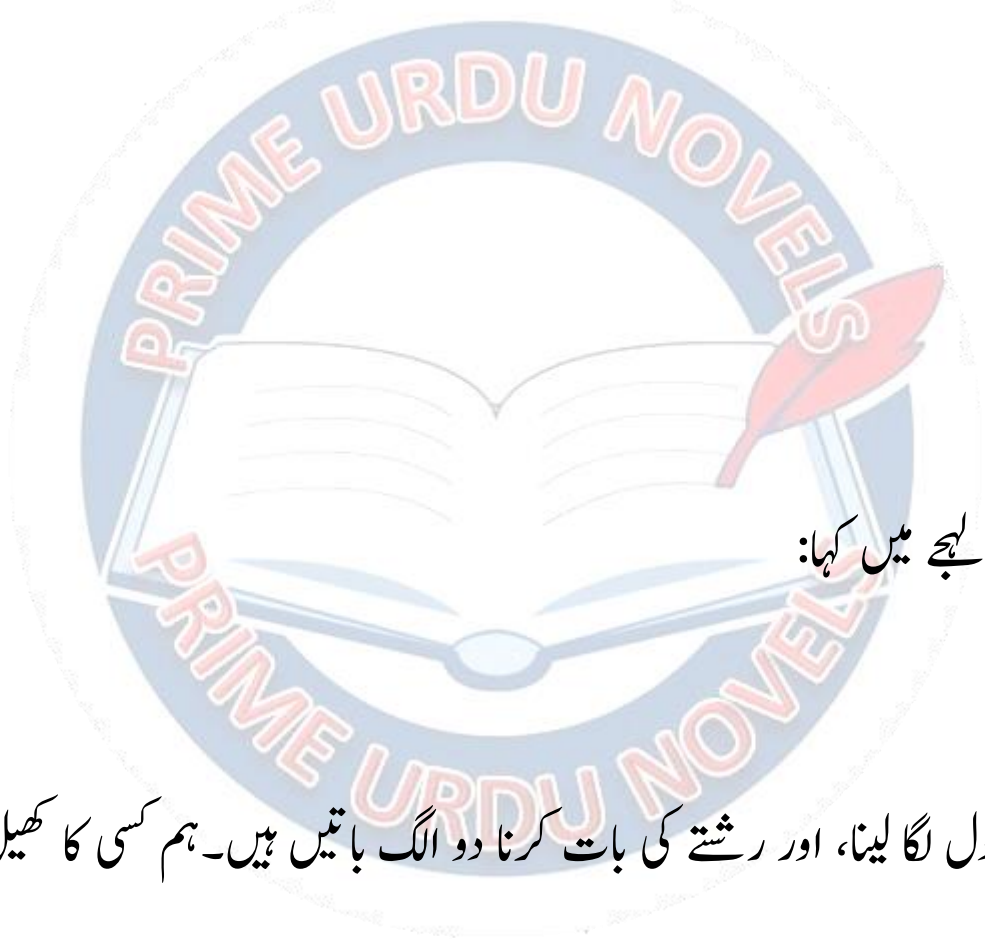


نانی کی تیوری چڑھ گئی:

”تصویر کھینچنے والے؟ ہمیں ایسے لڑکوں کا واسطہ نہیں چاہیے۔ ہماری نواسی پڑھنے والی لڑکی ہے۔ یہ فلمی قصے یہاں نہیں چلتے!“

زرین نے جلدی سے صفائی دی:

”اماں جی، مہیر نہ عام لڑکا ہے نہ فلمی۔ وہ یتیم ہے، بچپن سے میری ماں جیسا ہے، بس... ایک تصویر نے اسے باندھ لیا ہے۔ اُس کی نیت صاف ہے۔“



نانی نے سخت لہجے میں کہا:

”تصویر سے دل لگا لینا، اور رشتے کی بات کرنا دو الگ باتیں ہیں۔ ہم کسی کا کھیل نہیں بنیں گے!“

ماہ نور اندر سے سب سن رہی تھی۔ وہ چاہ کر بھی باہر نہ نکلی، مگر دل کی دھڑکن تیز ہو گئی۔

زرمین نے آہستگی سے نانی کا ہاتھ تھاما:

”بس ایک موقع دیں اماں جی۔ آپ خود دیکھ لیجیے، مہیر جیسا باادب، باصلاحیت، اور عزت دار لڑکا بہت کم ہوتا ہے۔“

نانی نے کچھ لمحے سوچا، اور پھر گہری سانس لے کر بولیں:

”ایک بار مل لو، لیکن اگر مجھے یا ماہِ نور کو ذرا سا بھی کچھ غلط لگا، تو دوبارہ تم لوگ اس دروازے پر نہیں آؤ گے۔“

زمین کے چہرے پر خوشی کی چمک آئی:

”یہی کافی ہے اماں جی... اب آگے مہیر کا امتحان ہے!“

\*\*\*\*\*

نانی سے ملنے کا وقت قریب تھا۔ مہیر نے آئینے میں خود کو دیکھا۔ ایک کامیاب، مشہور فوٹو گرافر، لیکن دل کے اندر وہ آج بھی ایک یتیم، دعاؤں کا محتاج بچہ تھا۔

وہ اپنے کمرے کے کونے میں جائے نماز بچھا کر بیٹھ گیا۔

پھر آہستہ سے اللہ کے حضور سر جھکا دیا۔

"یارب..."

میں کچھ نہیں تھا،

تو نے سب کچھ دیا۔

ماں باپ کی جدائی کے بعد بھی،

تو نے میری تنہائی کو روشنیوں سے بھر دیا۔

اب جب میری آنکھوں نے ایک چہرہ دیکھا،

ایک سکون، ایک خواب...

تو ہی جانتا ہے کہ یہ صرف کشش نہیں،

یہ دعا ہے، جو دل سے نکلی ہے۔

یا اللہ...

میں اُس در پر جا رہا ہوں،

جہاں صرف رشتے کی بات نہیں،

ذمہ داری، محبت، عزت اور مان کی بات ہے۔

اگر وہ میری تقدیر میں ہے،

تو نانی کے دل کو میرے لیے نرم کر دینا...

اور اگر نہیں...

تو میرے دل سے اُس کا خیال بھی ایسے نکال دے،

جیسے کوئی خواب کبھی دیکھا ہی نہ ہو۔



مگر یا اللہ...

تو گواہ ہے، میں سچ لے کر جا رہا ہوں۔

بس عزت رکھ لینا۔"

مہیر کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔

سجدے میں اُس کا دل ہلکا ہو چکا تھا۔

اب وہ کسی کے در پر نہیں جا رہا تھا،

بلکہ رب کے بھروسے پر جا رہا تھا۔

oooooooo

شام کے وقت نانی، ماہِ نور کے ساتھ صحن میں بیٹھی تھیں۔ نرم روشنی میں، چائے کی بھاپ اور ہلکی سی ٹھنڈی ہوا ماحول کو خاموش اور بو جھل بنا رہی تھی۔

نانی نے ہلکے لہجے میں بات چھیڑی:

< "بیٹا، زمین کی باتیں تم نے بھی سنیں، مہیر بھی کچھ دنوں میں ملنے آئے گا... مجھے لڑکا پسند آیا ہے۔"

ماہِ نور نے اچانک رخ پھیرا، چائے کا کپ نیچے رکھا اور سختی سے بولی:

< "نانی! میں یہ رشتہ نہیں کرنا چاہتی۔"

نانی چونک گئیں، مگر غصہ نہیں کیا، صرف نرمی سے بولیں:

"کیوں بیٹا؟ کیا وجہ ہے؟ وہ برا لڑکا نہیں، عزت دار ہے، ماشاء اللہ خوبصورت، باصلاحیت... اور سب سے بڑھ کر، تم سے سچا پیار کرتا ہے۔"

ماہ نور کی آواز میں ہچکچاہٹ اور ضد ملی ہوئی تھی:

"بس نانی... مجھے ایسے تعلقات پر یقین نہیں۔"

جو تصویر سے شروع ہو، وہ حقیقی نہیں ہو سکتا۔ وہ صرف ایک خیال ہے... میں کسی کی پسند نہیں، اپنی سوچ سے فیصلہ کرنا چاہتی ہوں۔"

نانی نے گہری سانس لی، پھر ہاتھ اس کے سر پر رکھا:

"ماہِ نور، میری گڑیا... زندگی ہمیشہ عقل سے نہیں، کبھی کبھی دل سے بھی جیتی جاتی ہے۔ مہیر کی تصویر نے اسے تم تک لایا، لیکن وہ دراصل تمہارے اخلاق، تمہارے چہرے کے نور، اور تمہارے الفاظ سے جڑا ہے۔"

محبت ہمیشہ مکمل سمجھ سے نہیں آتی، مگر اگر سچی ہو، تو انسان بدل دیتی ہے..."

ماہِ نور خاموش تھی، نظریں نیچی تھیں۔

نانی نے تھوڑا جھک کر اس کی ٹھوڑی کو ہاتھ سے اوپر کیا:

"بس ایک بار ملو، کھلے دل سے۔ نہ مانا تو میں کچھ نہیں کہوں گی۔ مگر دل پر دروازہ تو کھولو، بیٹا..."

ماہِ نور نے آہستہ سے سر ہلایا، لیکن چہرے پر ابھی بھی الجھن کی پرچھائیاں تھیں۔

oooooooooooo

گھڑی شام کے پانچ بج رہی تھی۔ دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی۔ نانی نے ذرا سا چونک کر دروازے کی طرف دیکھا، جیسے جانتی ہوں کہ کون آیا ہے۔

زرین آگے بڑھ کر دروازہ کھولتی ہے:

"السلام علیکم نانی جان، یہ میرے بھائی مہیر ہیں۔"

مہیر نے آگے بڑھ کر نرمی سے سلام کیا اور نانی کے سامنے ادب سے بیٹھ گیا۔

"السلام علیکم اماں جی... میں مہیر۔"



نانی نے گہری نظریں اُس پر جمائیں، جیسے آنکھیں دل تک دیکھ رہی ہوں۔

"وعلیکم السلام... ہاں بیٹا، تم تو بڑے فوٹو والے نکلے۔ مگر یہاں تصویر سے زیادہ دل دکھانا پڑتا ہے۔"

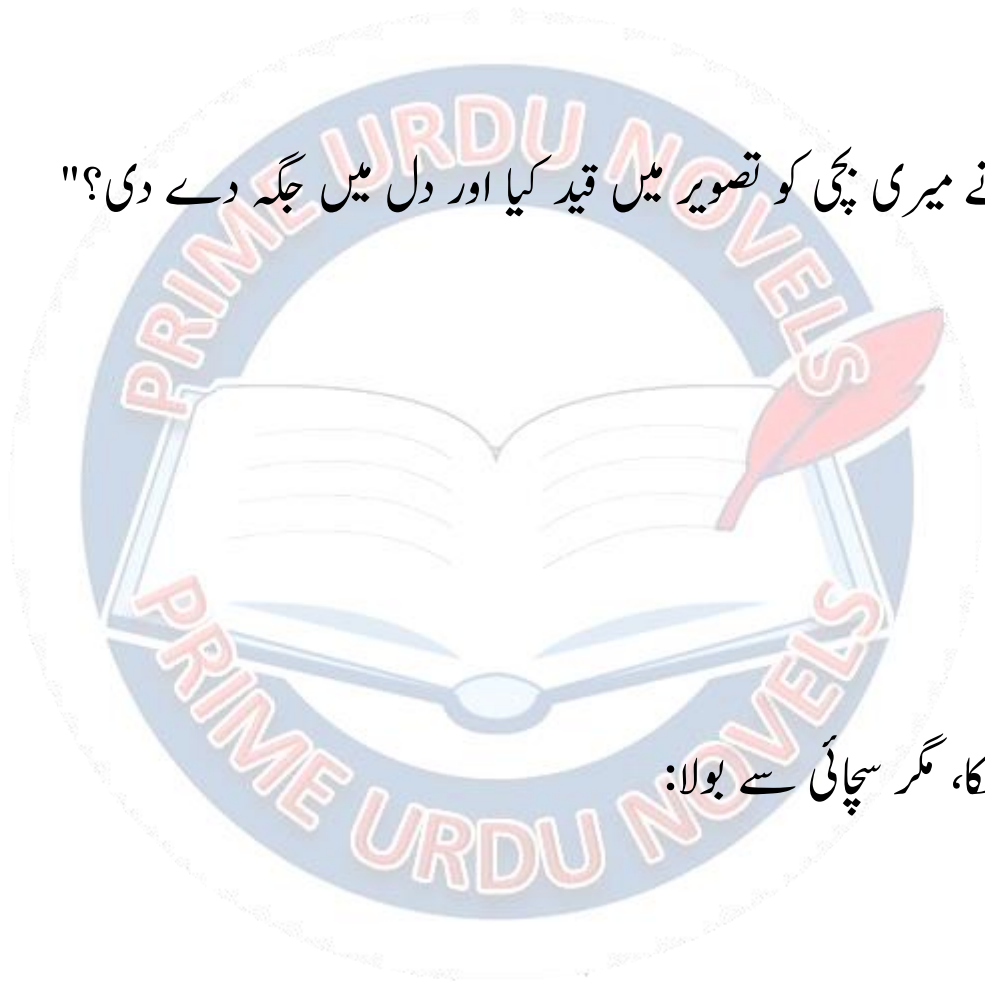


مہیر مسکرایا، نرمی سے بولا:

"جی اماں جی، تصویر میں رنگ ہوتے ہیں، رشتوں میں دعا... میں آپ کے سامنے وہی لے کر آیا ہوں۔"

نانی نے آنکھیں تنگ کیں،

"سنا ہے تم نے میری بچی کو تصویر میں قید کیا اور دل میں جگہ دے دی؟"



مہیر تھوڑا جھجکا، مگر سچائی سے بولا:

"جی، اُس کی تصویر نے مجھے روک لیا۔ مگر اُس کی ذات نے مجھے بدل دیا۔"

نانی نے ہنکارا بھرا:

"زبان تو بڑی صاف ہے تمہاری... مگر بچپن سے یتیم ہونا انسان کو دو طرح بناتا ہے—یا کٹھور، یا خالص... تم کدھر ہو؟"



مہیر نے سر جھکایا،

"میں زندگی سے لڑ کر سیکھا ہوں اماں جی... نہ کسی کا حق چھینا، نہ کسی سے جھوٹ بولا۔ اگر آپ نے اجازت دی، تو آپ کی بیٹی کے لیے وہ سب کچھ بننا چاہتا ہوں جو میرے پاس کبھی تھا ہی نہیں۔"

نانی کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی،

"تمہاری باتوں میں وزن ہے... دل کہتا ہے تم جھوٹے نہیں۔"

اسی لمحے، اندر کے کمرے میں کھڑی ماہِ نور کے ہاتھ میں پکڑا دوپٹہ اور سختی سے جکڑا گیا۔ اُس نے پہلی بار مہیر کی آواز میں اتنا خلوص سنا تھا، کہ دل کی دیوار پر ایک ہلکی سی دستک محسوس ہوئی۔

نانی نے ہنستے ہوئے کہا:

"بس بیٹا، اب دیکھتے ہیں میری ضدی گڑیا کو تم قائل کر سکتے ہو یا نہیں۔ کیونکہ اُس کے دل کا دروازہ دستک سے نہیں، دعا سے کھلتا ہے۔"

مہیر نے مسکرا کر کہا:

"اماں جی، میں تو روز اُس کے لیے دعا ہی کرتا ہوں۔ باقی کام رب کا ہے"

نانی کی اجازت سے مہیر آہستہ آہستہ کمرے کے دروازے کی طرف بڑھا۔ دروازہ ہلکے سے ناک کیا، اور اندر داخل ہوا۔ کمرے میں ہلکی روشنی تھی، اور کھڑکی سے آتی نرم ہوا پردوں کو سرسراتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

ماہ نور کھڑکی کے قریب کھڑی تھی، دوپٹے کی پلو انگلیوں میں لپیٹے، نظریں زمین پر۔  
مہیر کچھ لمحے اُسے دیکھتا رہا، جیسے وقت تھم گیا ہو۔

مہیر کی شخصیت:

آج مہیر نے سادہ مگر نفیس سفید گرتا پاجامہ پہنا ہوا تھا، ساتھ میں خاکی واسکٹ۔ ہلکی سی داڑھی، سلیقے سے سجے بال، گہری آنکھیں جن میں خلوص اور محبت کی چمک صاف دکھائی دے رہی تھی۔ اُس کی موجودگی کسی شاعر کی خاموش نظم کی طرح تھی۔ سادہ، مگر بہت کچھ کہتی ہوئی۔

ماہ نور کا انداز:

ماہ نور نے آسمانی رنگ کی شیفون کی قمیض پہنی ہوئی تھی، جس پر سفید کام تھا۔ ہلکی سی لپ اسٹک، کھلے بال، اور وہی قدرتی نکھار جو ہر بار مہیر کو خاموش کر دیتا تھا۔ وہ آج بھی دلکش لگ رہی تھی، مگر اُس کے چہرے پر خفگی اور بے چینی نمایاں تھی۔



مہیر نے نرمی سے کہا:

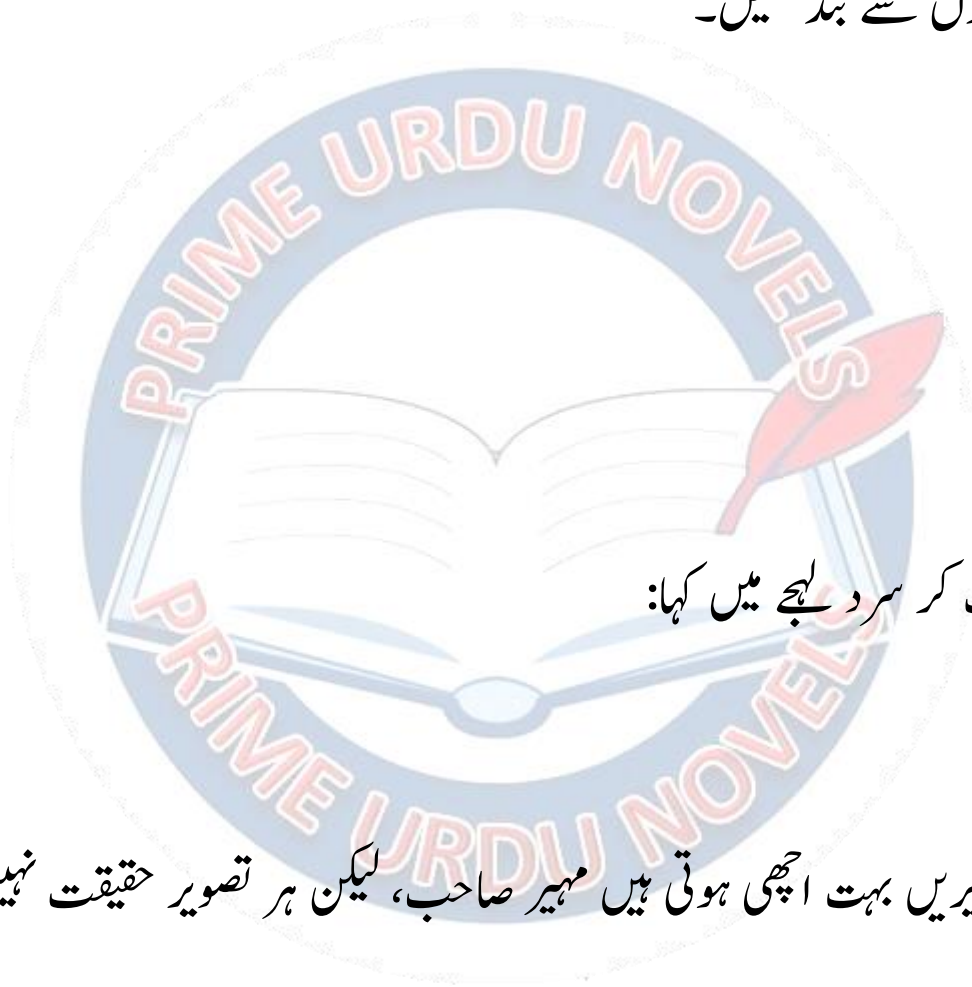
"السلام علیکم، ماہِ نور۔"

وہ پلٹی نہیں، بس ہلکی آواز میں بولی:

"آپ کو یہاں آنے کی ضرورت نہیں تھی۔ میں واضح کر چکی ہوں کہ مجھے یہ رشتہ منظور نہیں۔"

مہیر نے آہستہ سے قدم بڑھائے، فاصلے کا لحاظ رکھا، اور دل کو لہانے والی نرمی سے بولا:

"جانتا ہوں... مگر میں صرف جواب لینے نہیں آیا۔ میں وہ باتیں کہنا چاہتا ہوں جو میرے دل میں کئی دنوں سے بند تھیں۔"

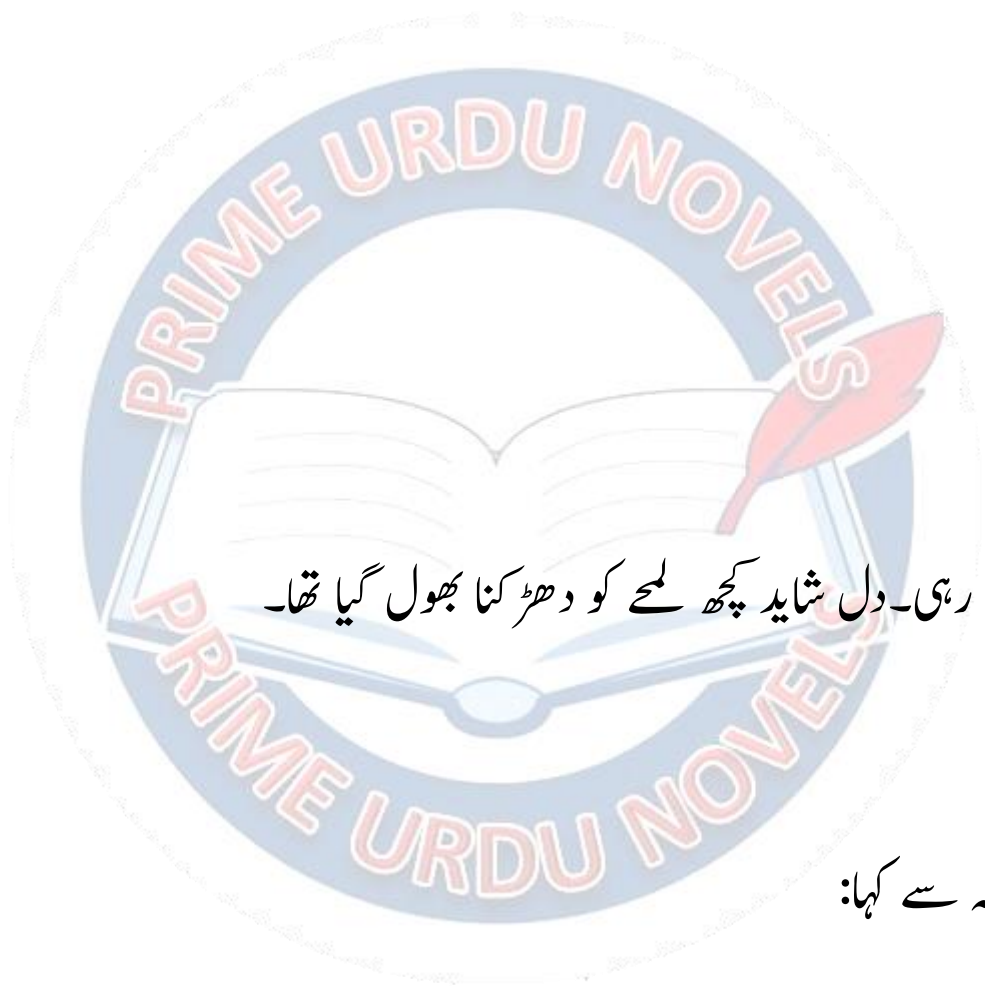


ماہِ نور نے پلٹ کر سر دلہجے میں کہا:

"آپ کی تصویریں بہت اچھی ہوتی ہیں مہیر صاحب، لیکن ہر تصویر حقیقت نہیں ہوتی۔"

مہیر ہلکا سا مسکرایا، جیسے اس جملے کا بھی احترام کر رہا ہو:

"بالکل، اور اسی لیے تم سے بات کرنے آیا ہوں... کیونکہ تم میری تصویر نہیں ہو، تم میری حقیقت ہو۔"



ماہِ نور خاموش رہی۔ دل شاید کچھ لمحے کو دھڑکنا بھول گیا تھا۔

مہیر نے آہستہ سے کہا:

"تم سے پہلی بار ملنے سے پہلے، میں نے تمہیں صرف ایک خواب سمجھا تھا۔ مگر اب جب تم سامنے ہو... میں بس یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر تم نہیں بھی مانو گی، تو بھی میں تمہارے لیے دعا کرتا رہوں گا۔ کیونکہ تم انکار سے نفرت نہیں، محبت کی حقیقت ہو۔"

ماہ نور نے سختی سے کہا:

"میں ضدی نہیں، بس خوددار ہوں۔ میں کسی کی پسند سے اپنی زندگی کی بنیاد نہیں رکھ سکتی۔"

مہیر نے آنکھوں میں روشنی لیے جواب دیا:

"تجھی تو میں تمہیں اختیار دے رہا ہوں۔ محبت کا پہلا حق، تمہارا فیصلہ ہے۔"

لیکن میری چاہت کا پہلا وعدہ—سچائی ہے۔"

ماہِ نور کی پلکیں جھک گئیں، اور دل کے کسی کونے میں پہلی بار ایک نرم سی دھڑکن سنائی دی۔

ہوا میں ہلکی سی خوشبو تھی، جیسے وقت بھی اس لمحے کو مہکنا چاہتا ہو۔  
مہیر آہستہ سے بولا، اُس کی آواز جیسے ساز چھیڑ گئی ہو:

"کبھی سوچا ہے... تمہاری پلکوں پر ٹکی شرم، دل کو کیسے بے قرار کرتی ہے؟"

ماہِ نور چونک گئی، اُس کے گالوں پر ہلکی سی لالی آگئی۔

"مہیر... آپ حد میں رہیں۔"

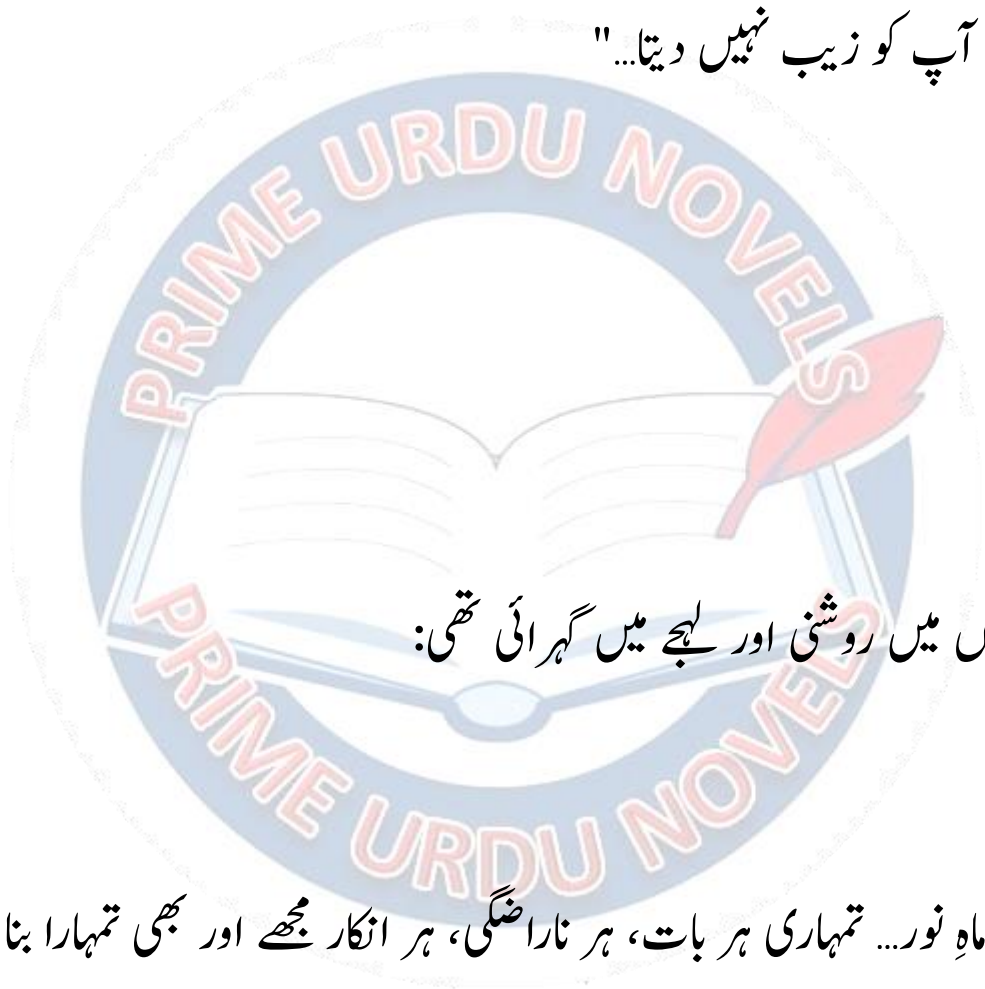
مہیر نے مسکراتے ہوئے قدم بڑھایا، فاصلہ برقرار رکھتے ہوئے بولا:

"اگر حدوں میں بھی تمہیں چاہنا گناہ ہے... تو میں ہر دن یہی گناہ کرنا چاہوں گا۔"



ماہِ نور نے نظریں چرائیں، دل کی دھڑکن بے قابو ہو رہی تھی۔

"یہ سب کہنا آپ کو زیب نہیں دیتا..."



مہیر کی آنکھوں میں روشنی اور لہجے میں گہرائی تھی:

"تم جانتی ہو ماہِ نور... تمہاری ہر بات، ہر ناراضگی، ہر انکار مجھے اور بھی تمہارا بنا دیتا ہے۔

تمہاری خاموشی میں جو بات ہوتی ہے... وہ پوری دنیا کے شور سے زیادہ سچ لگتی ہے۔"

ماہِ نور نے بے چینی سے رخ موڑا، اُس کے دل میں ایک جنگ سی چھڑ گئی تھی—نرم و نازک جذبے اور اصولوں کے بیچ۔

وہ آہستہ سے بولی:

"آپ کو لگتا ہے یہ سب کہنا آسان ہے؟ لیکن میرے لیے یہ سب سہنا... اتنا آسان نہیں۔"

مہیر نے سر جھکا کر نرمی سے کہا:

"جانتا ہوں... اور میں چاہتا بھی نہیں کہ تم خود کو کمزور محسوس کرو۔

بس ایک بات کہنا چاہتا ہوں، اگر زندگی نے کبھی تمہیں تھکایا،

تو میرا کندھا تمہارے لیے ہمیشہ خالی ہوگا۔"

ماہِ نور نے اُسے دیکھا... وہی مہیر—سچائی، شرافت اور بے پناہ محبت کا عکس۔

اور پہلی بار... ماہِ نور خاموش رہی، لیکن اُس کی خاموشی میں بھی ایک "ہاں" جیسا احساس تھا۔

oooooooo

رات کا وقت تھا۔ کمرے کی روشنی مدھم تھی، اور کھڑکی سے چاندنی اندر جھانک رہی تھی، جیسے کسی راز کو سننے آئی ہو۔

ماہ نور اپنے بستر پر لیٹی تھی، مگر نیند اُس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔

آج کا دن بار بار اُس کی نظروں کے سامنے آ رہا تھا۔ مہیر کی آنکھیں، اُس کا لہجہ، اُس کے لفظ... سب کچھ۔

وہ کروٹ بدل کر تکیے پر بازو رکھتے ہوئے بڑبڑائی:

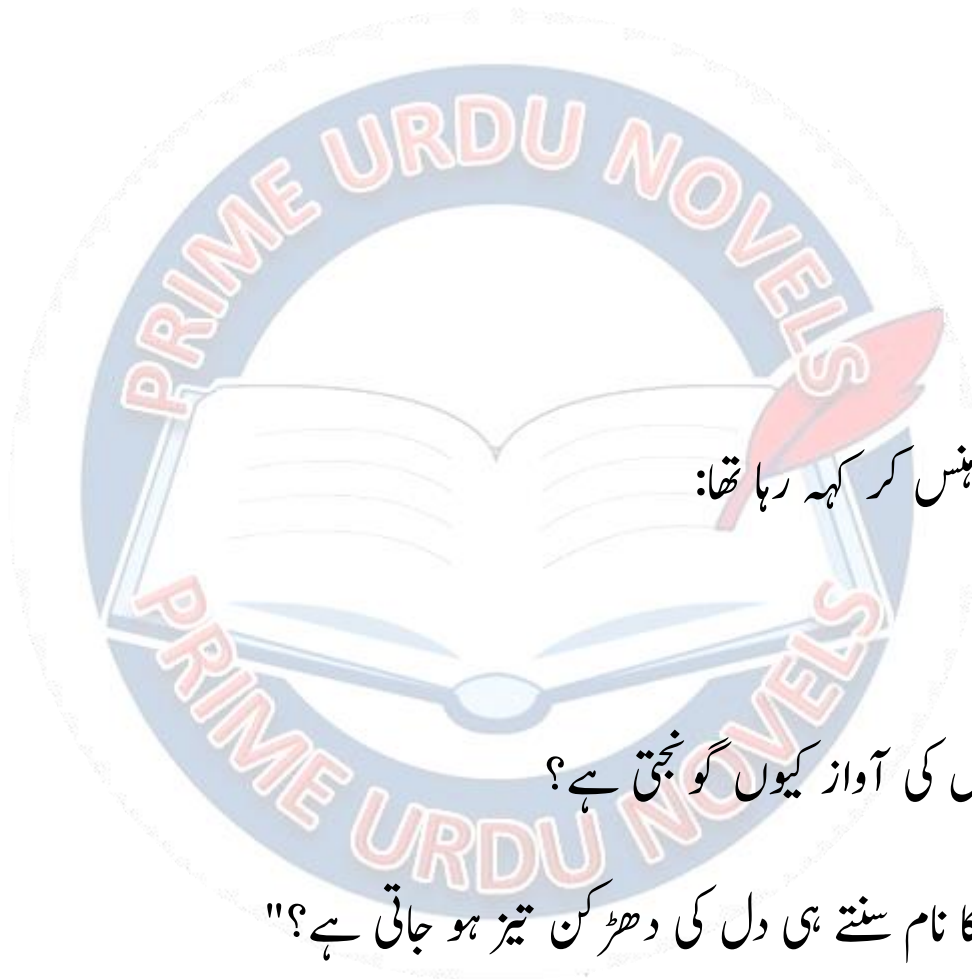
"کیا ہو رہا ہے مجھے؟ میں کیوں اُس کی باتیں یاد کر رہی ہوں؟  
میں نے خود سے وعدہ کیا تھا کہ کسی کو دل میں جگہ نہیں دوں گی۔"

اُس کا دل دھڑکا... اور دماغ نے الجھتے ہوئے کہا:

"مہیر... وہ تو بس ایک فوٹو گرافر ہے... ایک اجنبی... لیکن اُس کی آنکھوں میں جو سچائی تھی؟  
نہیں، نہیں ماہِ نور! تم پاگل ہو رہی ہو۔"

اُس نے تکیہ زور سے تھام، جیسے اپنے خیالات کو روکنے کی کوشش کر رہی ہو۔

< "وہ مجھے اچھا نہیں لگتا... وہ مجھے اچھا نہیں لگتا..."



لیکن دل جیسے ہنس کر کہہ رہا تھا:

"پھر بار بار اُس کی آواز کیوں گونجتی ہے؟

پھر کیوں اُس کا نام سنتے ہی دل کی دھڑکن تیز ہو جاتی ہے؟"



ماہِ نور نے آنکھیں بند کیں، اور آنکھوں کے گوشے بھگنے لگے۔

"یا اللہ! میں اس کشمکش سے کیسے نکلوں؟"

اُس کا ہر لفظ، ہر جملہ میرے دل میں کیوں اتر گیا؟"

رات خاموش تھی... لیکن ماہِ نور کے اندر ایک طوفان برپا تھا۔

oooooooo

دوپہر کی روشنی کمرے میں نرمی سے بکھری ہوئی تھی۔

ماہِ نور یونیورسٹی سے واپس آ چکی تھی، اور ابھی ابھی زمین اُس کے لیے ایک چھوٹا سا خوبصورت پیکٹ چھوڑ کر گئی تھی۔

ماہِ نور نے حیرت سے پیکٹ کو دیکھا۔

ڈبے پر کوئی نام نہیں تھا... مگر دل نے فوراً بتا دیا۔

یہ اُسی کی طرف سے ہے... مہیر۔

دل کی دھڑکن بے قابو سی ہونے لگی۔

جیسے جیسے وہ ڈبہ کھولتی گئی، آنکھوں کی چمک گہری ہوتی گئی۔

اندر ایک مخملی نیلے رنگ کا چھوٹا سا باکس تھا، جسے کھولتے ہی ایک دم سے روشنی جیسے کمرے میں پھیل گئی ہو۔

"Noor Diamond"

ایک بے حد نفیس، نازک اور دلکش انگوٹھی۔

چاندی میں تراشی گئی، اور بیچ میں ایک شفاف، ہلکی نیلگوں چمک دار ہیرا...

ایسا لگتا تھا جیسے روشنی کو قید کر لیا گیا ہو۔

ماہ نور بس اُسے دیکھتی رہ گئی۔

نہ چھو، نہ پہنا، بس پلکیں جھپکائے بغیر خالی نظروں سے اُسے دیکھے جا رہی تھی۔

< "یہ... یہ مجھے کیوں بھیجی؟

یہ تو... اتنی قیمتی ہے... اتنی خوبصورت..."

اُس نے خود سے کہا، جیسے دل کو روکنے کی کوشش کر رہی ہو۔

پھر اُسے ایک چھوٹا سا کارڈ نظر آیا، جس پر بس اتنا لکھا تھا:

"تمہیں 'نور' کہہ کر بلاتا ہوں،

کیونکہ تم ہو بھی ویسی ہی

روشنی، نرمی، اور دل کو چھو جانے والی۔

اس 'نور' کو سنبھال کر نہ رکھنا،

صرف جان لو کہ یہ تم سے جڑا ہے... جیسے میرا دل۔

مہیر"

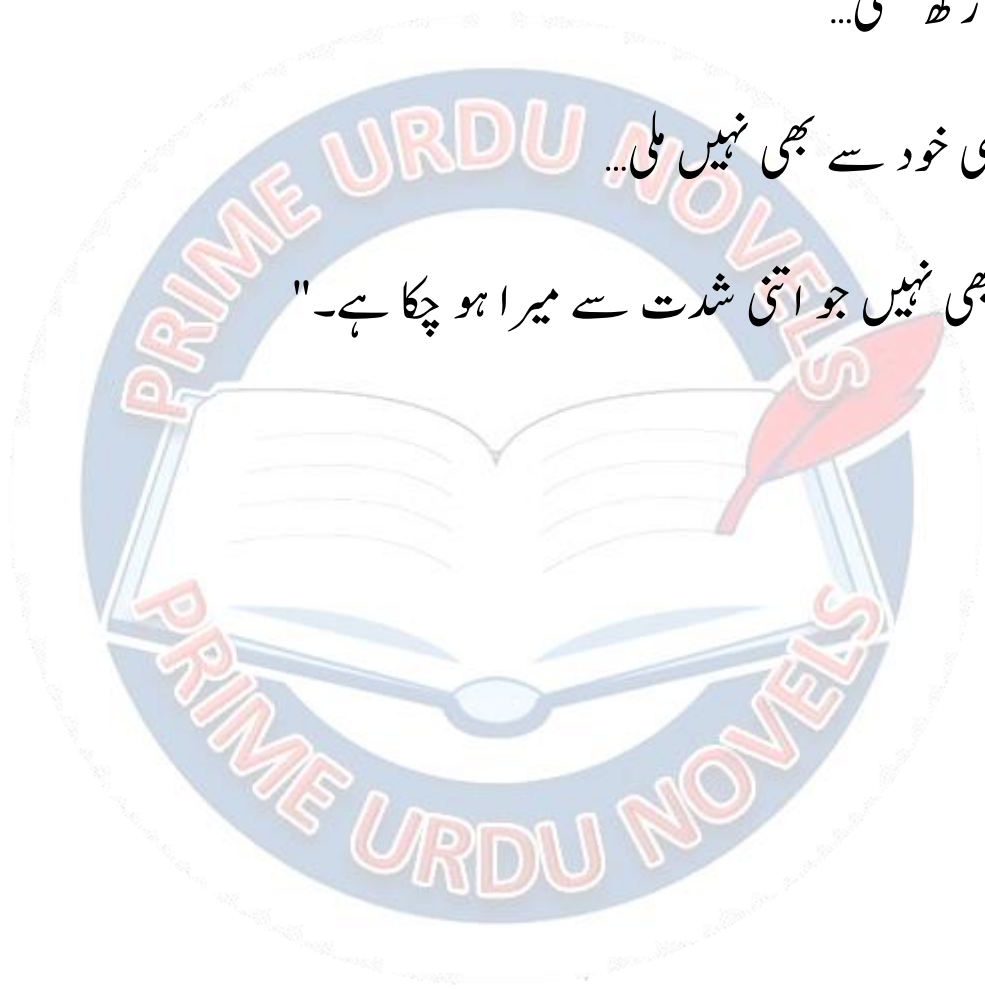
ماہِ نور کی آنکھیں بھر آئیں، اور دل کی دیوار جیسے مزید کمزور ہو گئی۔

مگر پھر اُس نے آنکھیں بند کیں، گہری سانس لی، اور آہستہ سے انگوٹھی واپس ڈبے میں رکھی۔

"میں یہ نہیں رکھ سکتی..."

کیونکہ میں ابھی خود سے بھی نہیں ملی...

اور اُس سے بھی نہیں جو اتنی شدت سے میرا ہو چکا ہے۔"



oooooooo

صبح فجر کی خاموشی میں ہر طرف سکون تھا،

مگر ماہِ نور کے دل میں طوفان مچا ہوا تھا۔

وہ چپ چاپ اُٹھی، وضو کیا، اور جائے نماز بچھائی۔

نماز ختم ہوئی تو وہ دیر تک سجدے میں رہی۔

سجدے میں اُس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے،  
اور اُس کے دل کی دھڑکن جیسے زبان پر آگئی ہو۔

"یا اللہ..."

میرا دل میری نہیں رہا،

میں اُسے بھولنا چاہتی ہوں...

وہ جو میرے لیے اتنا خاص بنتا جا رہا ہے،

مگر شاید میرا نصیب نہیں..."



آنسو اُس کے رخسار پر بہہ رہے تھے،

اور دل جیسے زور زور سے دھڑک رہا تھا۔

"میں کیوں اُس کے بارے میں سوچنے لگی ہوں؟

کیوں اُس کی باتیں، اُس کی نظروں کی گرمی

میرے سکون کو چھین رہی ہیں؟

وہ تو مجھ سے محبت کرتا ہے...

پر کیا میں بھی...؟"

وہ چپ ہو گئی...

سجدے سے اٹھی، ہاتھ دعا کے لیے بلند کیے:

"اے رب، اگر وہ میرا نہیں،

تو میرے دل سے اُس کی محبت نکال دے۔

میں اپنے آپ کو کھونا نہیں چاہتی...

نہ ہی اُس کے جذبات کو تکلیف دینا چاہتی ہوں۔"

پھر وہ خاموشی سے اٹھی،

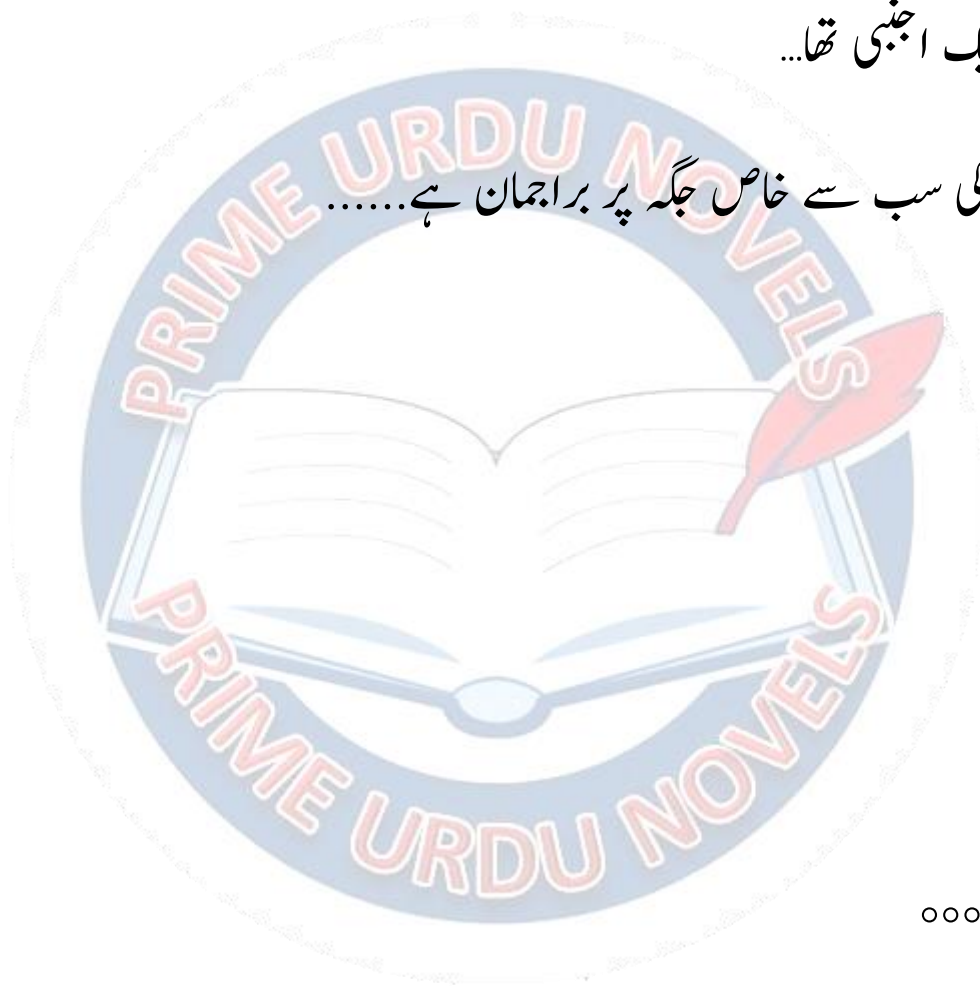
چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے،

اور آئینے میں خود کو دیکھا...

"میں کیوں بدلنے لگی ہوں؟

وہ تو صرف ایک اجنبی تھا...

اور اب، دل کی سب سے خاص جگہ پر براجمان ہے.....



oooooooooooo

آج کا دن مہیر کے لیے بہت خاص تھا۔

دنیا کے سب سے بڑے فوٹو گرافی ایوارڈز میں،

مہیر کا نام اُن دس عظیم ترین فنکاروں میں شامل ہو گیا تھا  
جنہوں نے دنیا بھر میں اپنا ہنر منوایا تھا۔

ہر ٹی وی چینل، ہر نیوز بلیٹن، ہر آن لائن فورم پر  
بس ایک ہی نام گونج رہا تھا —  
"ماہیر شاہ — پاکستان کا فخر!"

اسٹوڈیوز میں مہیر کے انٹرویوز ہو رہے تھے،  
وہ بڑی عاجزی سے مسکرا کر سب سوالوں کے جواب دے رہا تھا،  
مگر دل میں کہیں ایک خالی پن تھا...  
جسے صرف ایک آنکھوں کی جوڑی ہی بھر سکتی تھی۔

دوسری طرف...

ماہ نور اپنی یونیورسٹی سے تھکی ہوئی واپس آئی تھی۔

جوتے اتار کر بے دلی سے صوفے پر گری،

اور لاپرواہی سے ریموٹ اٹھا کر ٹی وی آن کر دیا۔

اگلے لمحے...

اُس کی سانسیں رک گئیں۔

ٹی وی اسکرین پر ایک خوبصورت، سنجیدہ چہرہ نظر آ رہا تھا۔

مہیر شاہ۔

ماہ نور کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

اسے لگا جیسے کمرہ ایک دم خاموش ہو گیا ہو،

اور اسکرین پر چلتی ہر بات براہ راست دل پر لکھی جا رہی ہو۔

ٹی وی اینکر بڑے جوش سے کہہ رہی تھی:

< "ماہیر شاہ نے آج دنیا کو دکھا دیا کہ خواب سچ ہوتے ہیں۔

اپنی محنت، اپنے فن اور اپنے جذبے سے

اُس نے پاکستان کا نام روشن کیا ہے۔

آج وہ نہ صرف ایک فوٹو گرافر ہے، بلکہ ایک جذبے کا نام ہے۔"

ماہ نور کی پلکیں بے اختیار جھپکنے لگیں۔

وہ حیرت اور خوشی کے ملے جلے جذبوں میں گم ہو گئی۔

ٹی وی پر مہیر کی سادہ سی مسکراہٹ،

اور اُس کی آنکھوں میں چمکتی چمک...

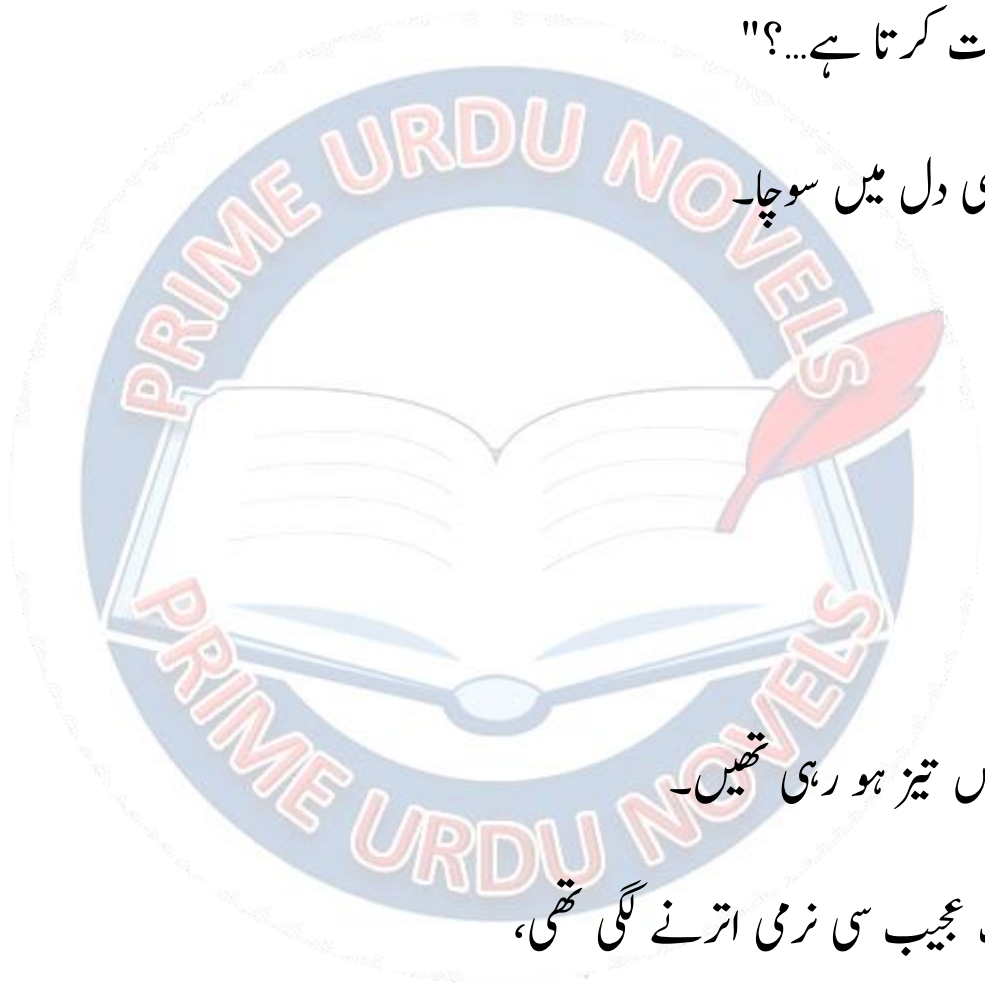


ماہِ نور کا دل دھڑکانے لگی۔

< "یہ... یہ وہی مہیر ہے..."

جو مجھ سے محبت کرتا ہے...؟"

اُس نے دل ہی دل میں سوچا۔



دل کی دھڑکنیں تیز ہو رہی تھیں۔  
وجود میں ایک عجیب سی نرمی اترنے لگی تھی،  
جسے وہ روکنے کی لاکھ کوشش کر رہی تھی۔

ریسٹورنٹ میں ہلکی روشنیوں کے درمیان،  
 مہیر اپنے مخصوص پرکشش انداز میں آیا۔  
 سفید شرٹ، نیلا کوٹ، ماتھے پر کچھ بکھرے بال،  
 اور آنکھوں میں بے پناہ محبت۔

دور ایک میز پر ماہِ نور بیٹھی تھی،  
 سرخ رنگ کے لباس میں وہ چاندنی کا منظر لگ رہی تھی۔

مہیر کی آنکھیں بس اس پر ٹکی رہ گئیں۔

وہ ایک لمحے کو اپنی سانسیں روک گیا تھا۔

وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس کے سامنے آ کر بیٹھ گیا۔

ماہ نور نے اس سے نظریں چرائیں اور بیگ سے ایک چھوٹا سا ڈبہ نکالا۔

"یہ انگوٹھی..."

وہ قدرے سخت لہجے میں بولی،

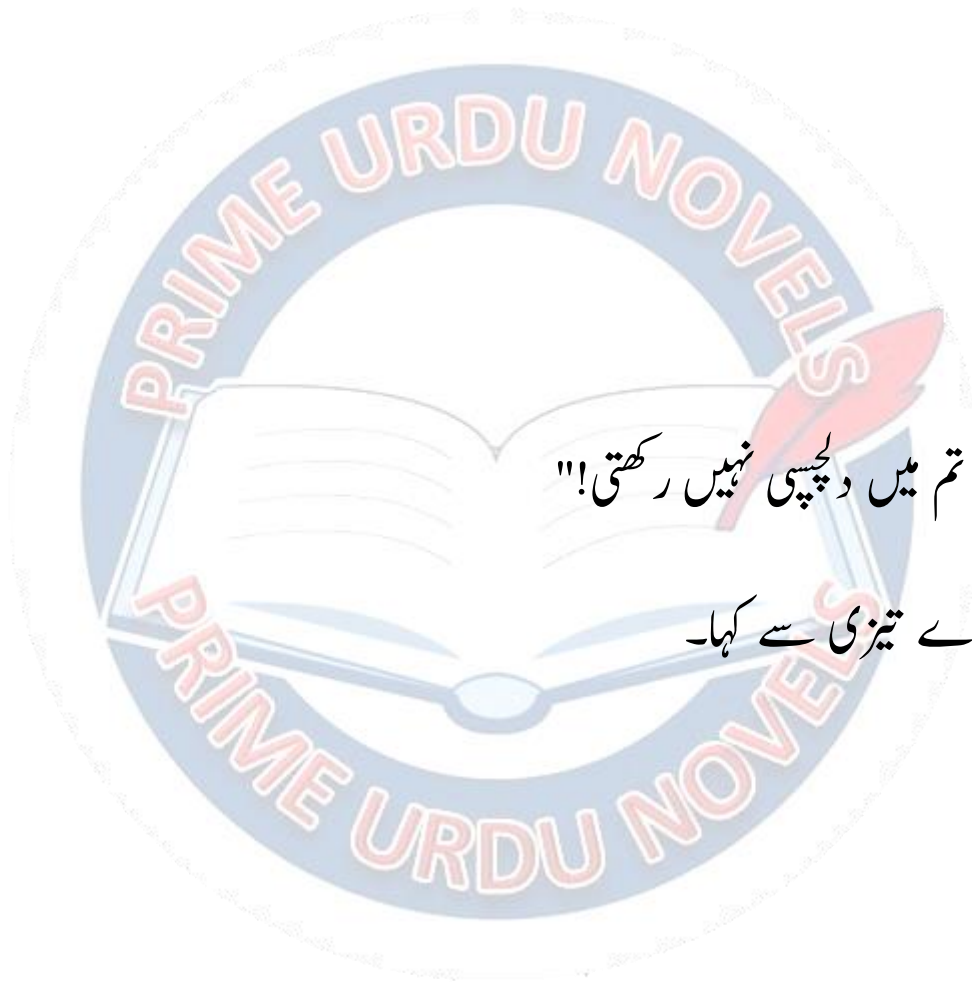
"میں یہ نہیں رکھ سکتی۔"

مہیر نے ڈبے کو دیکھا اور پھر ایک گہری نظر ماہ نور پر ڈالی۔

اس کی آنکھوں میں ایک دیوانگی سی جھلک رہی تھی۔

"کیوں نہیں رکھ سکتی؟"

اس نے دھیرے سے پوچھا۔



< "کیونکہ میں تم میں دلچسپی نہیں رکھتی!"

ماہ نور نے قدرے تیزی سے کہا۔

مہیر ہلکا سا ہنسا، وہ ہنسی جو دل کو چھو جائے۔

پھر وہ جھک کر اس کے قریب ہوا، آواز میں ایک خالص دیوانگی لیے بولا:

"چاہے تم مانو یا نہ مانو..."

سچ یہی ہے کہ میں تمہارا ہو چکا ہوں، ماہ نور۔

تم مجھے اپنے دل سے نکال نہیں سکتی۔

تم چاہو بھی تو نہیں۔"

ماہ نور نے غصے سے نظریں اٹھائیں، مگر اس کی آنکھوں میں عجیب سی نمی تھی۔

"مہیر! تم اپنی حد میں رہو..."

اس نے دبے دبے غصے سے کہا۔

مہیر نے مسکراتے ہوئے کہا:

"میری حد صرف تم ہو، ماہ نور۔

میں جس راہ پر نکلا ہوں،

اس کا انجام تم ہو...

اور میں اپنی منزل سے پیچھے نہیں ہٹتا۔"

ماہ نور نے غصے سے اس کی طرف ڈبہ بڑھایا:



"لے لو اپنی انگوٹھی! میں یہ نہیں رکھ سکتی۔"

مگر مہیر نے ڈبے کی طرف دیکھا بھی نہیں،

بس دھیرے سے کہا:

"یہ انگوٹھی اب تمہاری ہے۔۔۔"

چاہے تم پہن لو، یا سنبھال کر رکھ لو۔۔۔

لیکن یہ حقیقت نہیں بدلے گی کہ میرا دل تمہارے نام ہو چکا ہے۔"

ماہِ نور کا دل دھڑکنے لگا۔

ضد کرنے کے باوجود،

وہ اس کے لفظوں کی شدت کو دل سے انکار نہیں کر پا رہی تھی۔

ایک عجیب سی جنگ چھڑ گئی تھی...

ضد اور محبت کے درمیان۔

اور مہیر؟

وہ تو اپنی جیت پر پختہ یقین رکھتا تھا۔

وہ جانتا تھا کہ محبت کبھی خالی نہیں جاتی،

اور وہ ماہِ نور کو محبت کی مٹھاس چکھا کر ہی دم لے گا.....

oooooooooooo

پھر مہیر نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ اپنی گہری نظریں ماہِ نور کی آنکھوں میں گاڑ دیں۔  
ایسی نظریں... جو دل کی تہہ میں جا کر چپکے سے اتر جاتی ہیں۔

وہ آہستہ سے جھکا،

جیسے کوئی راز کی بات کہنا چاہتا ہو۔

مدھم، پر جذبات سے بوجھل آواز میں اس نے کہا:

"میں تمہیں چاہتا ہوں، ماہِ نور۔۔۔"

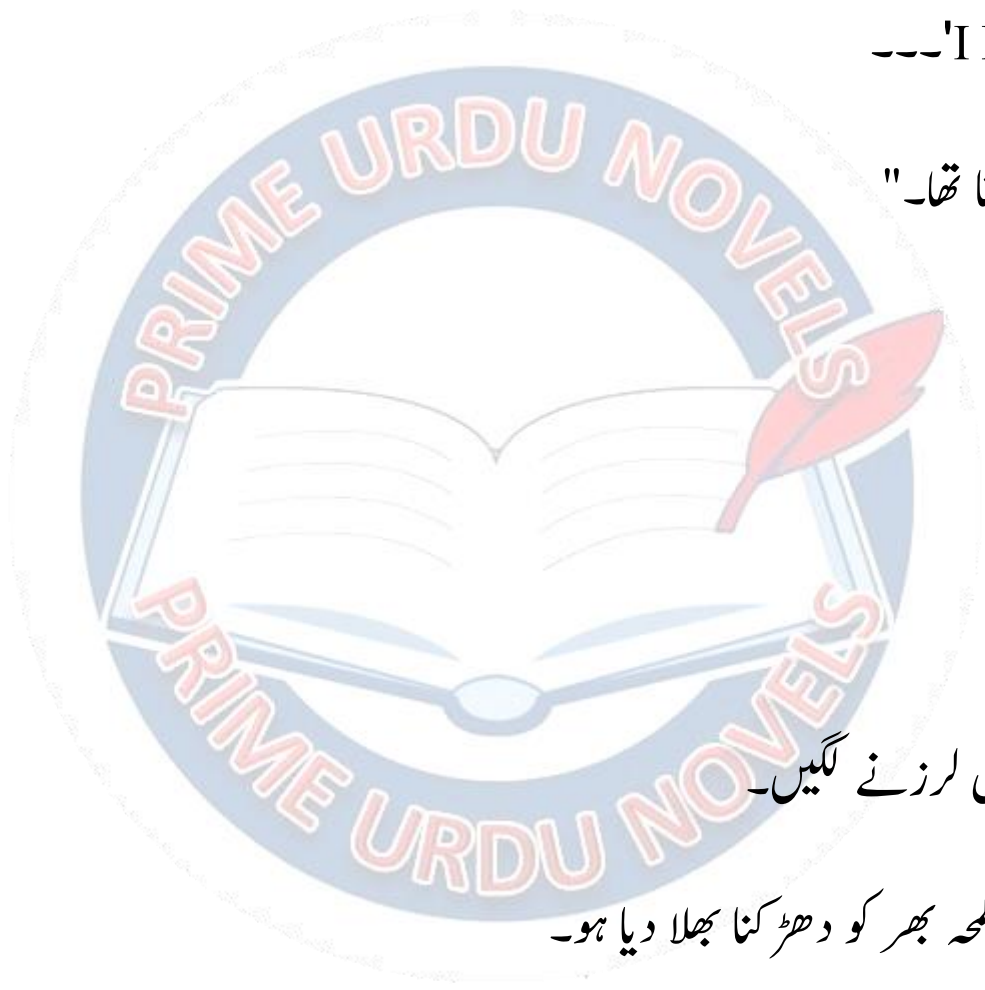
دل کی گہرائیوں سے۔۔۔

اور چاہے تم مانو یا نہ مانو،

میں تم سے محبت کرتا ہوں۔۔۔

---'I Love You'

بس اتنا ہی کہنا تھا۔"



ماہ نور کی پلکیں لرزنے لگیں۔

دل نے جیسے لمحہ بھر کو دھڑکنا بھلا دیا ہو۔

مہیر نے ایک آخری بار اس کی آنکھوں میں جھانکا،

اور پھر آہستہ سے مسکرا کر،

بے حد سکون اور یقین کے ساتھ مڑا اور ریٹورنٹ سے باہر نکل گیا۔

ماہِ نور بے حس و حرکت بیٹھی رہ گئی۔

ڈبہ اب بھی اس کے ہاتھ میں تھا،

اور دل...

دل مہیر کے الفاظ کی گونج میں کہیں کھو گیا تھا۔

وہ خود سے سرگوشی میں کہہ بیٹھی:

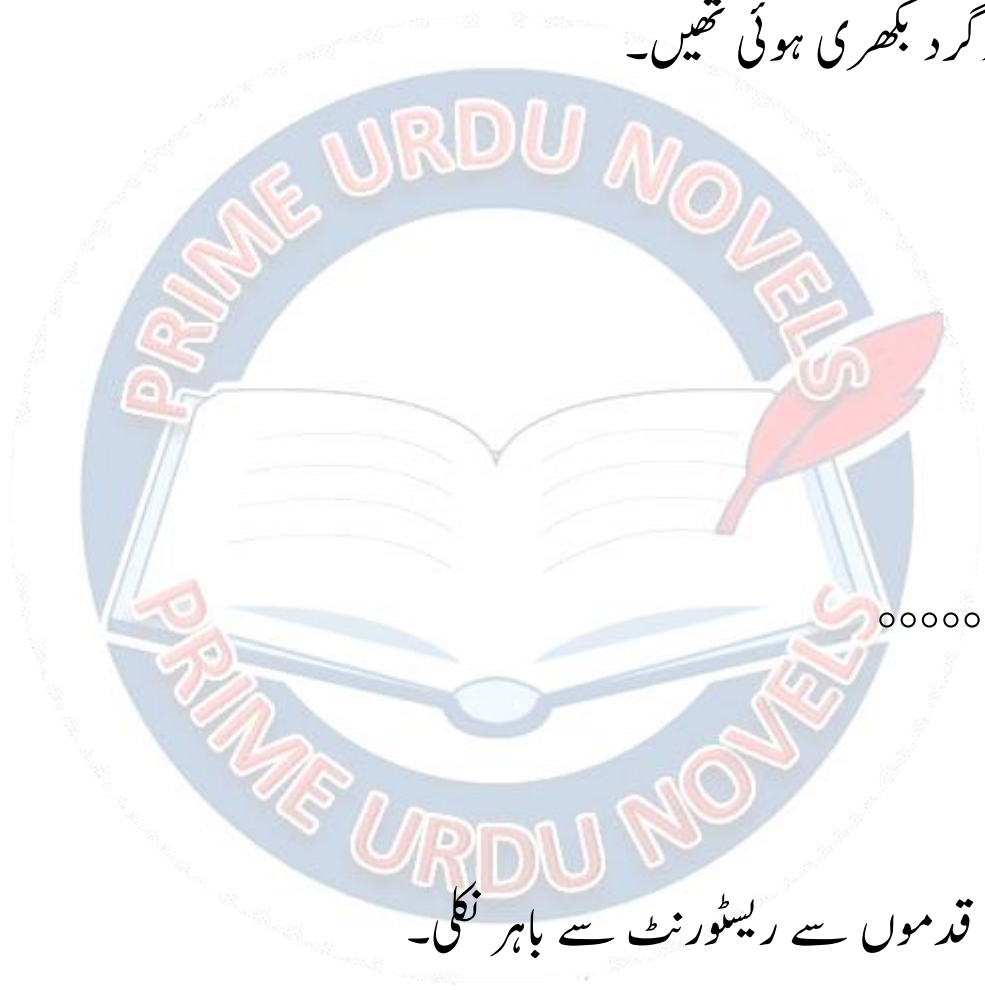
"آخر کیوں؟"

کیوں یہ تین الفاظ مجھے اتنے بے بس کر رہے ہیں...؟"

مہیر جا چکا تھا،

مگر اس کی خوشبو، اس کی باتیں، اور اس کی محبت...

ماہِ نور کے ارد گرد بکھری ہوئی تھیں۔



oooooooooooooooooooo

ماہِ نور خاموش قدموں سے ریسٹورنٹ سے باہر نکلی۔

سرد ہوا چہرے سے ٹکرا رہی تھی،

مگر دل کی تپش نے اسے کانپنے نہیں دیا۔



گھر آتے ہی سیدھا اپنے کمرے میں چلی گئی۔

مگر آج کمرے کی خاموشی بھی اس کے دل کی ہلچل کو کم نہ کر سکی۔

کتنی دیر وہ یونہی بیٹھی رہی،

مہیر کے الفاظ بار بار ذہن میں گونج رہے تھے:

"I love you... بس اتنا ہی کہنا تھا۔"

ماہ نور نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیے،

مگر آنسو چھپ نہ سکے۔

آخر کار،

دل کی بے بسی کے سامنے وہ ہار گئی۔

وہ دھیرے دھیرے اپنے کمرے سے نکلی،

اور لاؤنج میں اپنی نانی کے پاس آ کر بیٹھ گئی۔

نانی نے حیرانی سے اس کا سرخ چہرہ دیکھا،

اور شفقت سے پوچھا:

"خیریت ہے بیٹا؟"

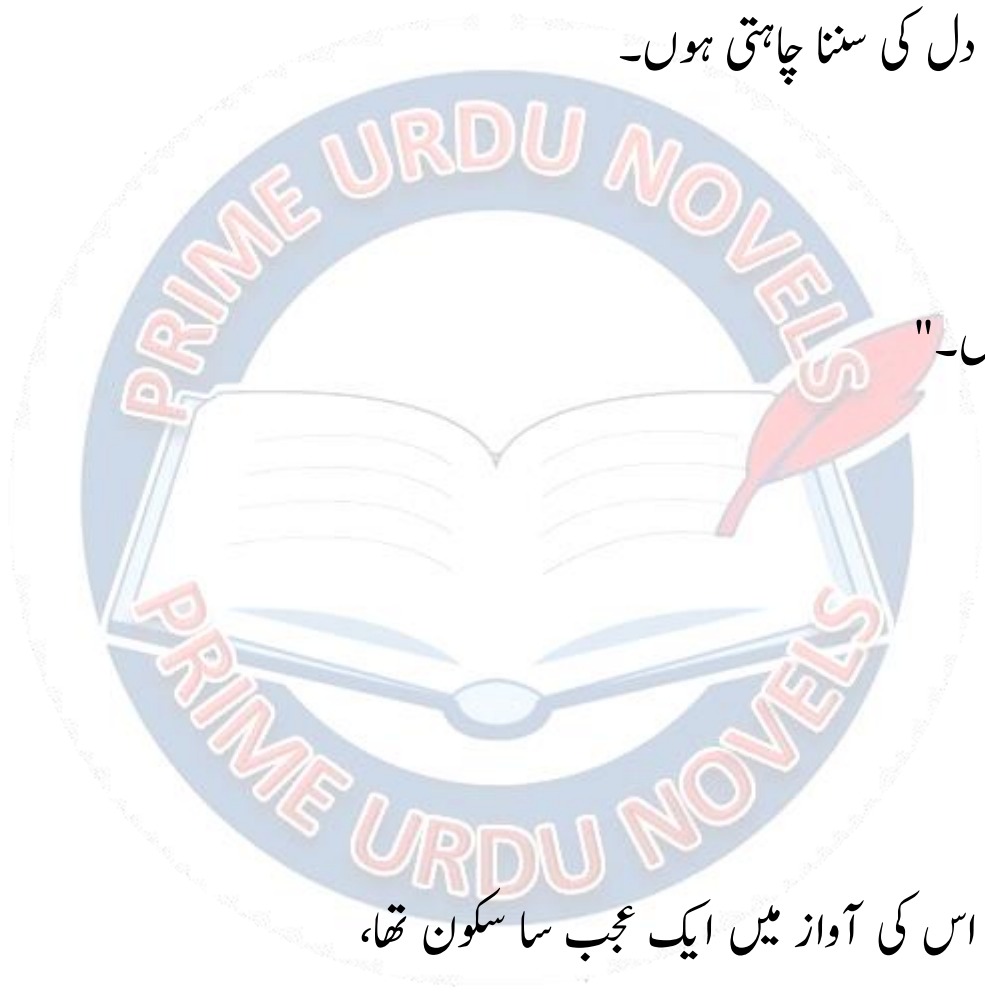
ماہِ نور نے سر جھکائے جھکائے، ہچکچاتے ہوئے کہا:

"نانی جان..."

میں اب اپنے دل کی سننا چاہتی ہوں۔

میں مہیر کو...

قبول کرتی ہوں۔"



یہ کہتے ہوئے اس کی آواز میں ایک عجب سا سکون تھا،

جیسے برسوں سے دل پر بندھی زنجیریں ٹوٹ گئی ہوں۔

نانی نے حیرت سے آنکھیں پھیلانیں،

پھر محبت سے مسکراتے ہوئے ماہِ نور کا ماتھا چوما۔

"میری بچی،

دل کی سچائی کبھی غلط راستے پر نہیں لے جاتی۔

اللہ تمہیں خوش رکھے

نانی نے نرمی سے ماہِ نور کے آنسو صاف کیے اور ہاتھ تھام لیا۔

کمرے میں ایک عجیب سی محبت اور شفقت کی فضا قائم ہو چکی تھی۔

نانی مسکرا کر بولیں:

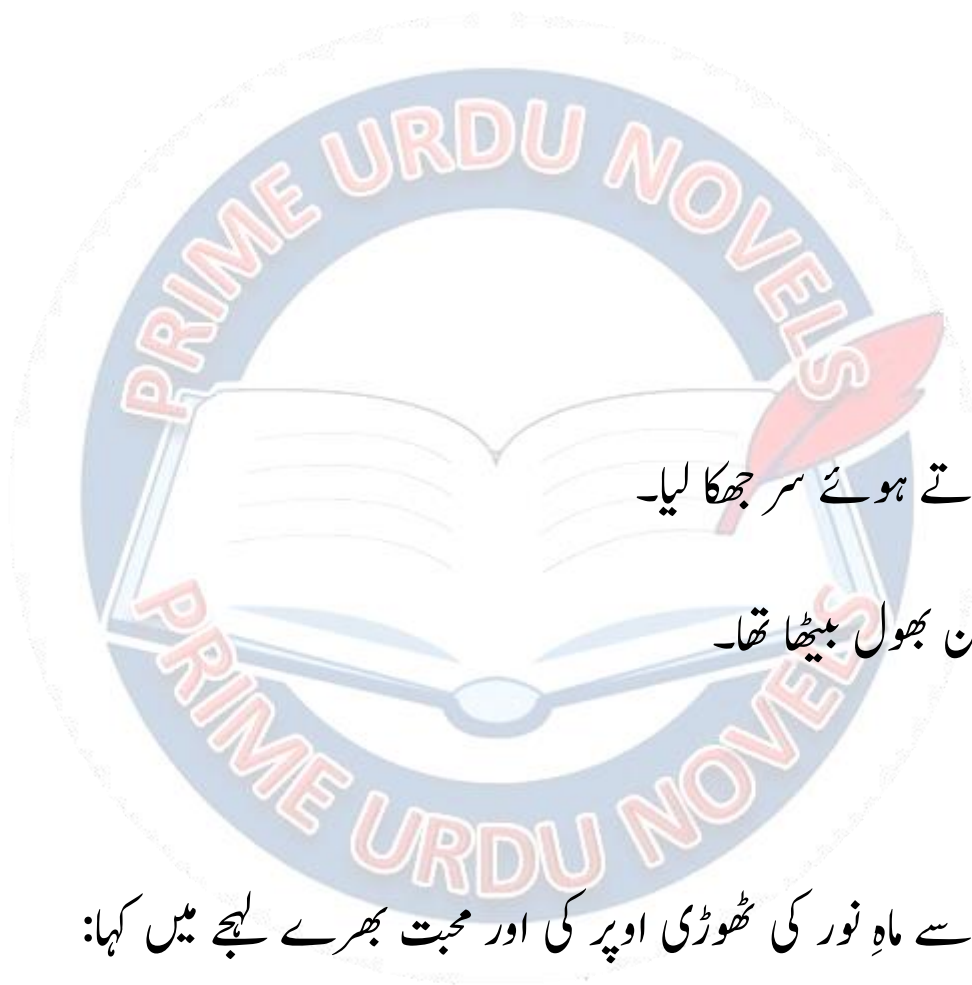
"بیٹا، تم نے آج جو فیصلہ کیا ہے،

وہ صرف اپنے لیے نہیں،

اپنی آنے والی زندگی کے لیے بھی کیا ہے۔

مہیر جیسا لڑکا قسمت سے ملتا ہے۔

وفادار، مہربان، اور تمہیں بے لوث چاہنے والا۔"



ماہِ نور نے شرماتے ہوئے سر جھکا لیا۔

دل جیسے دھڑکن بھول بیٹھا تھا۔

نانی نے آہستہ سے ماہِ نور کی ٹھوڑی اوپر کی اور محبت بھرے لہجے میں کہا:

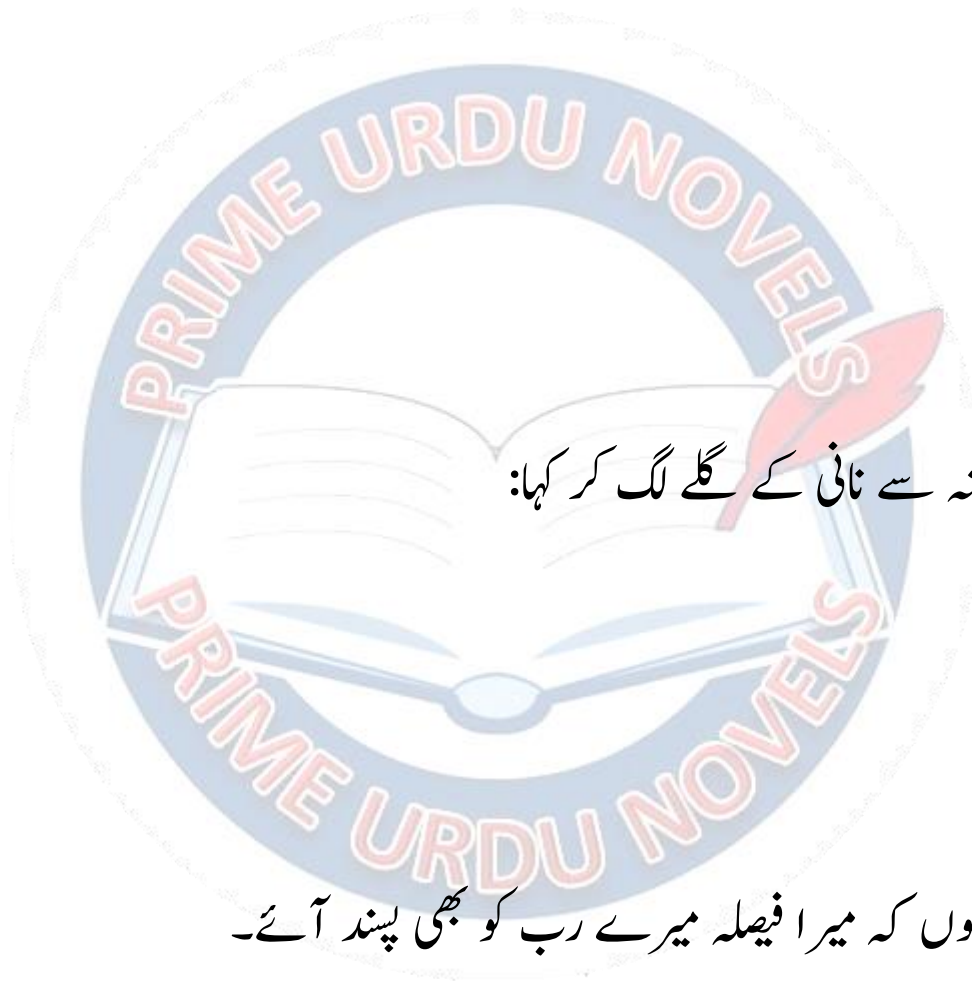
"محبت میں انا کا کوئی کام نہیں ہوتا،

سچی محبت عزت مانگتی ہے،

اور مہیر نے تمہیں ہمیشہ عزت دی ہے۔

بیٹا، خوشیاں تھامنے کا وقت آیا ہے،

اب انہیں اپنے ہاتھ سے جانے نہ دینا۔"



ماہِ نور نے آہستہ سے نانی کے گلے لگ کر کہا:

"نانی جان،

میں دعا کرتی ہوں کہ میرا فیصلہ میرے رب کو بھی پسند آئے۔

میں مہیر کو خوش رکھوں گی،

آپ کی تربیت پر کبھی حرف نہیں آنے دوں گی۔"



نانی کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو چمکنے لگے۔

انہوں نے محبت سے ماہ نور کے سر پر ہاتھ پھیرا اور دل سے دعا دی:

"اللہ تم دونوں کے نصیبوں میں خوشیاں بھر دے۔

تمہیں ہمیشہ ایک دوسرے کا سہارا بنائے رکھے۔ آمین۔"

کمرے میں دعاؤں اور محبت کی خوشبو پھیل چکی تھی۔

oooooooo

آج کا دن مہیر اور ماہ نور دونوں کے لیے بے حد خاص تھا۔  
دنیا کی ساری رونقیں، خوشیاں اور امیدیں جیسے آج کے دن میں سمٹ آئی تھیں۔

ماہ نور کے ماما اور پاپا جان آج امریکہ سے آئے تھے۔  
نانی نے خاص طور پر مہیر اور زبین کو بھی مدعو کیا تھا۔  
انہوں نے اپنے گھر پر ایک سادہ مگر خوبصورت سی تقریب کا اہتمام کیا تھا  
ایک چھوٹا سا "انگوٹھی پہنانے" کا فنکشن،

جو دونوں خاندانوں کو قریب لانے کا پہلا مقدس پل تھا۔

پورے گھر کو سفید اور سنہری روشنیوں سے سجایا گیا تھا۔  
 پھولوں کی خوشبو فضا میں تیر رہی تھی  
 چنبیلی، گلاب اور موتیا کے پھول دیواروں اور دروازوں کو دلہن سا سجا رہے تھے۔  
 درمیان میں ایک خوبصورت سا چھوٹا سا اسٹیج بنایا گیا تھا،  
 جہاں سفید پردوں کے نیچے سنہری رنگ کی کرسیاں رکھی گئی تھیں۔  
 اسٹیج کے چاروں طرف چھوٹے چھوٹے قمقمے جگمگا رہے تھے،  
 جیسے ستارے زمین پر اتر آئے ہوں۔

آج ماہِ نور نے ہلکے گلابی رنگ کی شفون کی فراک پہنی تھی،

جس پر نازک سنہری کام کیا گیا تھا۔

سر پر باریک سا دوپٹہ تھا، جو چاندنی کی طرح اس کی معصومیت کو اور بڑھا رہا تھا۔

چہرہ قدرتی نکھار سے چمک رہا تھا

ہلکی سی پنک لپ اسٹک، نرم کاجل، اور گلابی بلش آن،

بس اتنا ہی۔

مگر سچ کہوں تو،

آج ماہِ نور کو کسی سجاوٹ کی ضرورت ہی نہ تھی،

وہ خود قدرت کی سب سے حسین تخلیق لگ رہی تھی۔

دوسری طرف مہیر...

آج سفید شلوار قمیض پر ہلکی گرے واسکٹ پہنے آیا تھا،

بال خوبصورتی سے سیٹ کیے ہوئے،

چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ،

اور گہری آنکھوں میں عجیب سی چمک۔

مہیر کو دیکھ کر یوں لگتا تھا جیسے کوئی شہزادہ اپنی شہزادی سے ملنے آیا ہو۔

جب مہیر زرین کے ساتھ دروازے پر آیا،

تو سب کی نظریں پل بھر کو اس پر جم گئیں۔

مہیر نے نانی کے آگے سر جھکایا،

محبت سے سلام کیا۔

نانی نے خوشی سے دعائیں دیتے ہوئے اس کا ماتھا چوما۔

ماہِ نور پردے کے پیچھے سے مہیر کو دیکھ رہی تھی،

اور دل دھڑکنے کی بجائے دوڑنے لگا تھا۔

سب مہمان جمع ہو چکے تھے۔

ماموں جان نے رسمی طور پر تقریب کی شروعات کی۔

نانی نے محبت بھری نظروں سے مہیر کو بلایا،

اور پاس بیٹھنے کا اشارہ کیا۔



ماہِ نور جھپکتے ہوئے آئی،

اس کے قدم ہلکے ہلکے اسٹیج کی طرف بڑھ رہے تھے،  
اور ہر قدم کے ساتھ دل کی دھڑکن تیز ہوتی جا رہی تھی۔

مہیر کی نظریں بس ماہِ نور پر لگی ہوئی تھیں  
وہ نظریں جو کبھی احترام میں جھپکتی تھیں،  
اور کبھی محبت میں بھیگ جاتی تھیں۔

زّین نے ایک خوبصورت مخملی ڈبہ نانی کے ہاتھ میں دیا۔  
نانی نے ہنستے ہوئے مہیر کو انگوٹھی تھمائی۔

مہیر نے کانپتے ہاتھوں سے ڈبہ کھولا۔

اندر "نور ڈائمنڈ" کی چمچماتی انگوٹھی تھی،

جس کے اندر چھوٹے الفاظ میں مہیر اور ماہِ نور کا نام کندہ تھا۔

مہیر نے دھیرے سے ماہِ نور کا ہاتھ تھاما،

جو ہلکے ہلکے کانپ رہا تھا،

اور نرمی سے اس کی انگلی میں انگوٹھی پہنائی۔

پورا کمرہ تالیوں اور خوشیوں سے گونج اٹھا۔

ماہِ نور نے شرماتے ہوئے نیچے دیکھا،

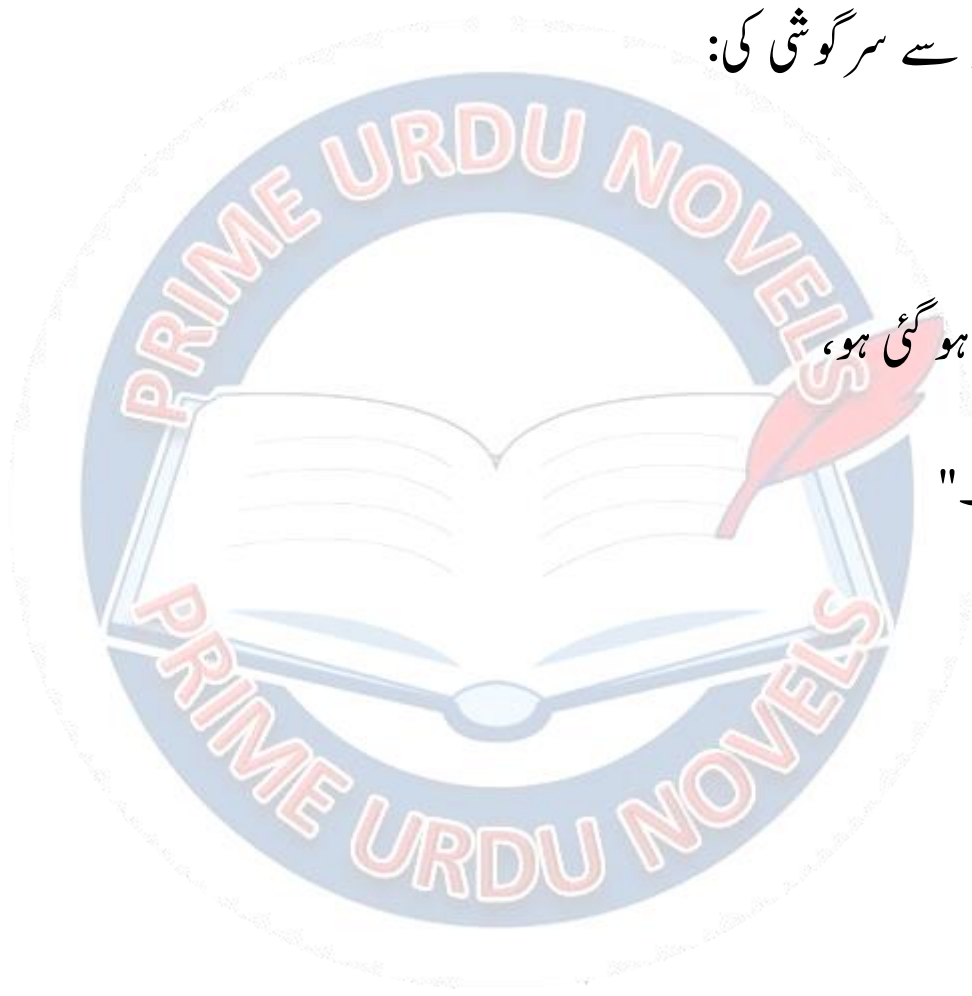
چہرہ لال ہو چکا تھا،

مگر دل میں ایک انجان سی خوشی بیدار ہو رہی تھی۔

مہیر نے آہستہ سے سرگوشی کی:

"آج تم میری ہو گئی ہو،

ہمیشہ کے لیے۔"



ماہ نور نے نظریں اٹھا کر اسے ایک پل کو دیکھا،

اور فوراً شرم سے پلکیں جھکا لیں۔

مہمانوں کو مٹھائی پیش کی گئی،

دعائیں دی گئیں،

اور تصاویر لی گئیں۔

مہیر اور ماہِ نور کی ایک ساتھ تصویر نے اس محفل کو مکمل کر دیا

محبت، وفا اور دعا کا ایک حسین لمحہ،

جو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے یادگار بن گیا۔

تقریب ختم ہو چکی تھی،

مہمان رخصت ہو چکے تھے،

بس قریبی رشتہ دار اور مہیر کے ساتھ زّین ہی باقی تھے۔

نانی اور ماموں جان دوسرے کمرے میں مصروف تھے،  
جبکہ ماہ نور باہر چھت پر ٹھنڈی ہوا میں خاموش کھڑی تھی۔

مہیر نے خاموش قدموں سے اس کی طرف بڑھنا شروع کیا۔

وہ دور سے ماہ نور کو دیکھ رہا تھا،  
جیسے چاندنی میں بھی چاند جیسی کوئی چیز موجود ہو۔

ماہ نور ہلکی ہلکی ہوا میں اپنے دوپٹے کو سنبھال رہی تھی،  
چہرے پر سکون کی ایک عجیب سی معصومیت بکھری ہوئی تھی۔

مہیر آہستہ سے اس کے پیچھے آیا،

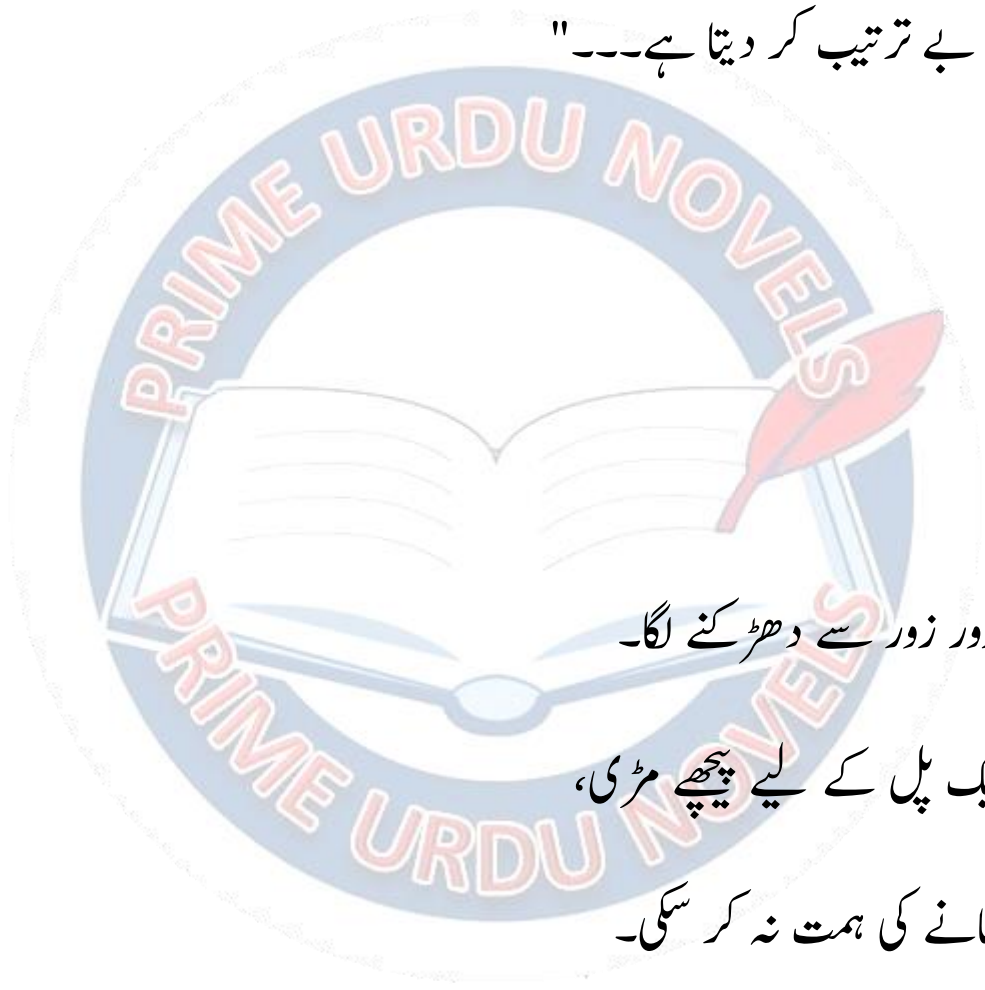
اور نرم لہجے میں بولا:

< "تم جانتی ہو،

تمہاری خاموشی،

تمہاری نظر جھکانا،

میری سانسیں بے ترتیب کر دیتا ہے۔۔۔"



ماہِ نور کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔

وہ جھجک کر ایک پل کے لیے پیچھے مڑی،

مگر نظریں اٹھانے کی ہمت نہ کر سکی۔

مہیر نے ایک قدم اور آگے بڑھایا،

پھر نرمی سے، بے حد محبت سے،



ماہِ نور کی کمر پر ہاتھ رکھا۔

ماہِ نور کی سانسیں رک گئیں،

اس نے اپنی پلکیں سختی سے بند کر لیں،

چہرہ سرخ ہو چکا تھا۔

مہیر نے دھیرے دھیرے اسے اپنی طرف کھینچا،

حتیٰ کہ دونوں کے درمیان فاصلہ مٹ گیا۔

وہ اب اس کے اتنے قریب تھا

کہ مہیر کی سانسوں کی حدت ماہِ نور کے گالوں کو چھو رہی تھی۔

مہیر نے انتہائی محبت سے سرگوشی کی:

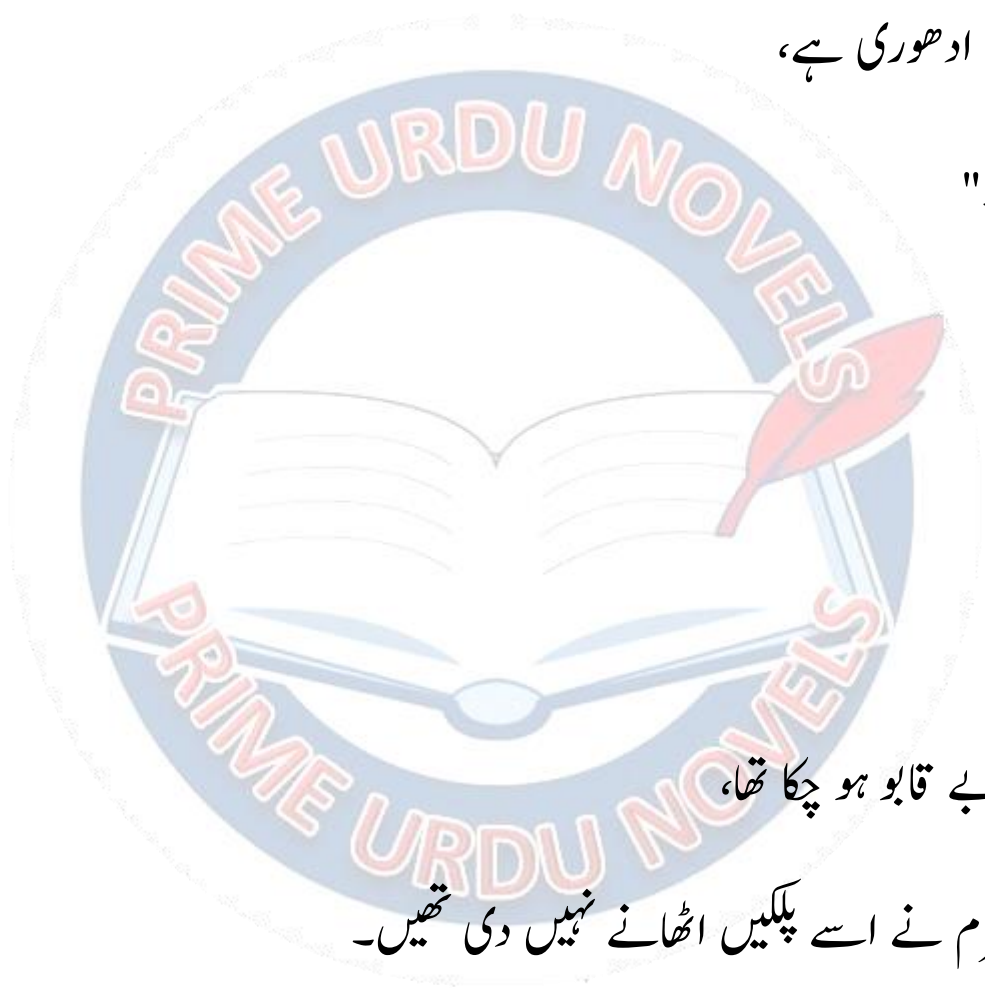
"ماہ نور..."

تم میرے ہونے کی سب سے حسین دلیل ہو۔

تمہارے بغیر...

میری دنیا بھی ادھوری ہے،

میرا دل بھی۔"



ماہ نور کا دل بے قابو ہو چکا تھا،

مگر اس کی شرم نے اسے پلکیں اٹھانے نہیں دی تھیں۔

وہ بے حد نرمی سے تھوڑا پیچھے ہٹی،

مگر مہیر نے نرمی سے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

اس کے لمس میں محبت کی اتنی شدت تھی

کہ ماہِ نور کی ساری ضد،

ساری دوری،

سب بہانے ایک پل میں ٹوٹے محسوس ہوئے۔

مہیر نے ایک بار پھر نرمی سے کہا:

"نہ نظریں چڑاؤ ماہِ نور،

میں تمہیں اپنی ہر سانس میں دیکھنا چاہتا ہوں۔۔۔"

ماہِ نور کا دل اس کے لفظوں پر پگھلنے لگا تھا،

مگر وہ ہنوز شرم سے کانپ رہی تھی۔

ہوا کی ایک ہلکی لہر نے اس کے دوپٹے کو سرکایا،

اور مہیر نے آہستہ سے اس کا دوپٹہ دوبارہ سنوار دیا۔

مہیر نے محبت سے اس کے کان کے قریب سرگوشی کی:

"بس اتنا سمجھ لو۔۔۔"

اب تم صرف میری ہو،

ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔"

ماہ نور نے ہمت کر کے نظریں اٹھائیں،

اور پل بھر کے لیے مہیر کی آنکھوں میں جھانکا  
وہ آنکھیں جو صرف اس سے محبت کرتی تھیں،  
اور ہمیشہ کرتی رہیں گی۔



oooooooooooo

مہیر کے جانے کے بعد کمرے میں ایک عجیب سی خاموشی چھا گئی تھی۔  
ماہ نور کھڑکی کے پاس آ کر بیٹھ گئی،

چاندنی رات میں آسمان پر جگمگاتے تارے اسے کچھ اور ہی احساسات میں لے جا رہے تھے۔

اس کا دل مہیر کی محبت میں ایک انجانی مٹھاس سے بھر گیا تھا۔

وہ خود کو روک نہ سکی،

اور میز سے اپنی ڈائری اٹھا کر قلم تھام لیا۔

آج پہلی بار،

کسی کے لیے دل سے لفظ نکل رہے تھے۔

ایسے لفظ جو شاید خود ماہِ نور نے کبھی اپنے لیے بھی نہ سوچے تھے۔

محبت سے لبریز دل نے ایک خوبصورت غزل کی صورت میں اپنے جذبات بہائے:



غزل

تیری یاد کی خوشبو سے مہک اٹھا دل،

چپکی چپکی راتوں میں بکھر گیا دل۔

جو نظریں تیری چھو گئیں اک لمحے کو،

عمر بھر کے خوابوں میں اتر گیا دل۔

تُو جو مسکرایا تو بہار آ گئی،

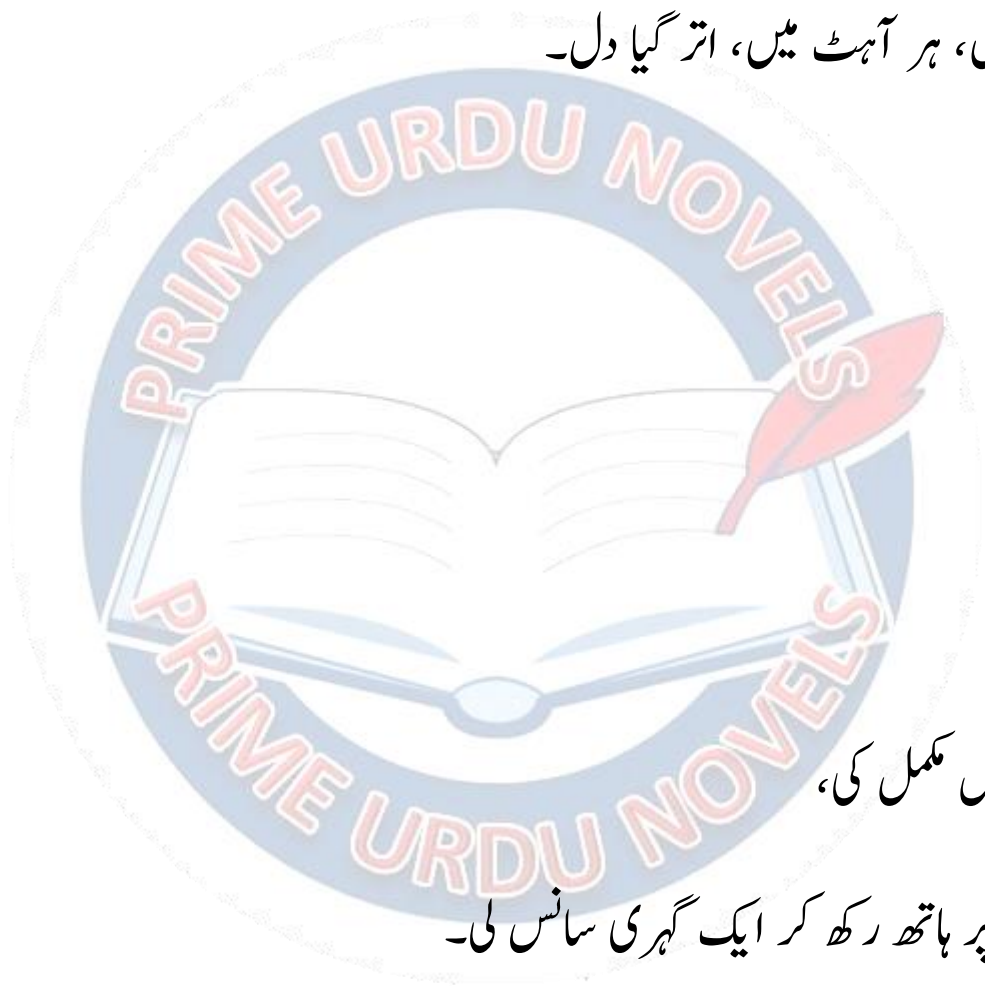
ویران دعاؤں میں سنور گیا دل۔

تُو دور سہی، پر ساتھ ہے ہر پل،

تیرے نام کی خوشبو میں بکھر گیا دل۔

تیری باتوں کا جادو، تیرا لمس خیال،

ہر دھڑکن میں، ہر آہٹ میں، اتر گیا دل۔



ماہِ نور نے غزل مکمل کی،

اور اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر ایک گہری سانس لی۔

چہرے پر اک انوکھی شرم و حیا کا رنگ تھا،

جیسے خود بھی اپنے جذبوں پر حیران ہو۔

دل کے کسی کونے میں اب انکار کی کوئی جگہ نہ تھی۔

بس ایک خاموش اقرار تھا

ایک خاموش محبت جو لفظوں میں ڈھل کر،

اب دنیا کی سب سے حسین حقیقت بن چکی تھی۔

وہ مسکرا کر اپنے دل ہی دل میں بولی:

"مہیر... شاید اب میں خود سے بھی زیادہ تمہیں چاہنے لگی ہوں۔۔۔"

oooooooooooo

ماہ نور ابھی ابھی یونیورسٹی سے واپس آئی تھی،  
چہرے پر تھکن کے ساتھ کچھ الجھن بھی تھی،  
جب اس نے دروازہ کھولا تو والدہ کی آواز سنائی دی:

"ماہ نور، بیٹا جلدی آؤ، ابو تم سے بات کرنا چاہتے ہیں۔"

وہ حیرت سے اندر آئی تو دیکھا،

والد اور نانی جان صوفے پر بیٹھے ہوئے تھے،

چہرے سنجیدہ، اور فضا میں کچھ فیصلہ سا محسوس ہو رہا تھا۔

"بیٹا، ہمیں جلد ہی واپس امریکہ جانا ہے،"

ابو نے دھیمے لہجے میں کہا،

"اور ہم چاہتے ہیں تمہاری شادی کا معاملہ یہاں طے ہو جائے۔"

ماہِ نور کا دل جیسے ایک پل کو رک گیا۔

"ابھی؟ ابو؟ میری پڑھائی مکمل نہیں ہوئی ابھی۔"

والدہ نے نرمی سے کہا:

"بیٹا، شادی کے بعد بھی تم پڑھ سکتی ہو،"

اب دور بدل گیا ہے۔"

نانی جان نے مسکراتے ہوئے ماہِ نور کا ہاتھ تھاما:

"ماہِ نور، بیٹا زندگی کا ہر فیصلہ وقت پر لینا بہتر ہوتا ہے،"

اور ماہر ایک اچھا لڑکا ہے۔ تمہیں خود بھی اس کی قدر ہے، ہے نا؟"

ماہِ نور نے نظریں جھکا لیں،

وہ جانتی تھی کہ وہ ماہر سے محبت کرنے لگی ہے،

مگر ابھی... ابھی اس کا دل مکمل تیار نہیں تھا۔

"امی، نانی... مجھے تھوڑا وقت چاہیے،

بس اپنی ڈگری مکمل کر لوں، پھر سب کچھ آپ کی مرضی سے ہو گا۔"

لیکن حینا، اُس کی قریبی دوست، جو ساتھ ہی بیٹھی تھی، بولی:

"یار ماہِ نور، تم چاہو تو شادی کے بعد بھی سب manage ہو سکتا ہے،

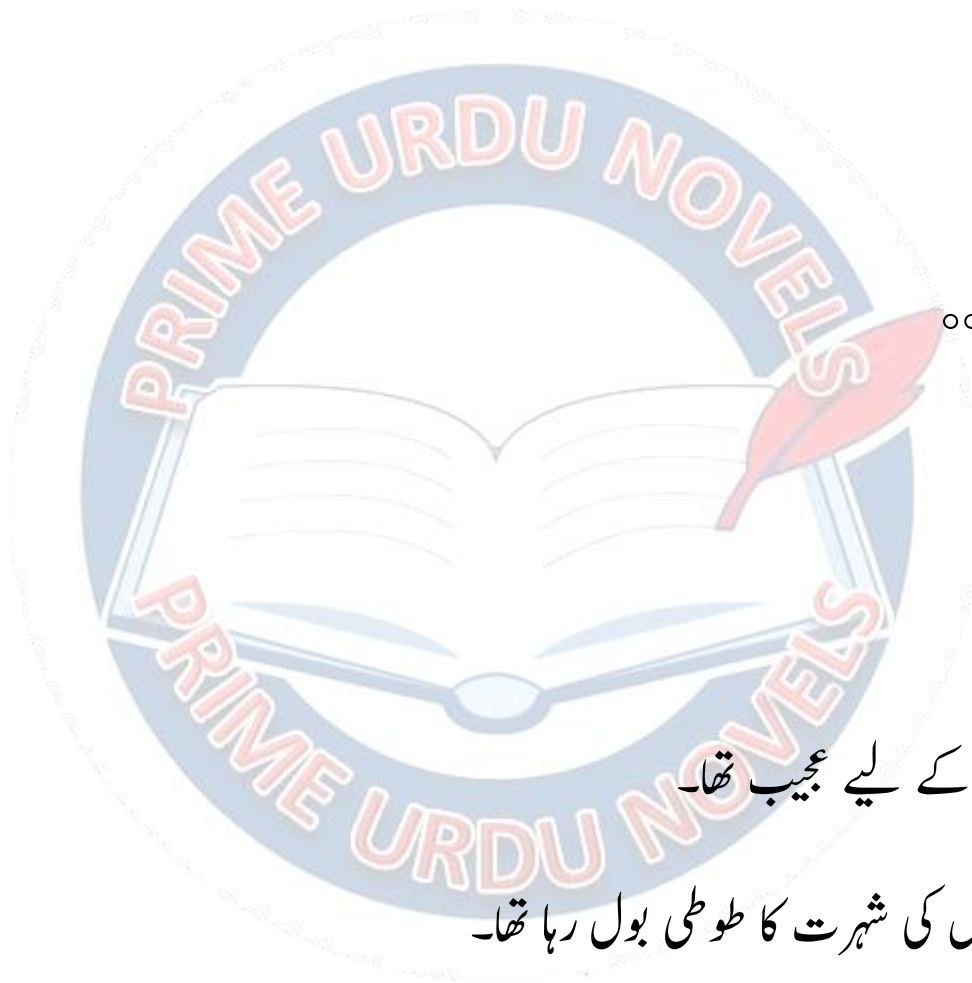
ماہر تمہیں کبھی روکنے والا نہیں۔"



ماہِ نور کا دل اب دو راستوں کے درمیان تھا،

ایک طرف خواب، تعلیم، آزادی...

دوسری طرف محبت، تعلق، اور خاندان کی خوشی۔



آج کا دن ماہر کے لیے عجیب تھا۔

دنیا بھر میں اس کی شہرت کا طوطی بول رہا تھا۔

ہر میڈیا چینل، ہر میگزین اس کے نام کا چرچا کر رہا تھا۔

ایسے میں ماضی کے کچھ زخم، اچانک مرہم لیے واپس آ گئے۔

ماہر جیسے ہی اپنے اسٹوڈیو میں آیا،

سامنے اس کا ماموں اور ممانی کھڑے تھے،

جن کے ساتھ ان کی بیٹی — سعدیہ بھی موجود تھی،

جو کبھی ماہر کو اس کی غربت کے طعنے دے کر ٹھکرا چکی تھی۔

ماہر کے چہرے پر ایک لمحے کو سختی در آئی،

مگر تربیت اور عزت نے اسے خاموش رہنے پر مجبور کیا۔

ماموں نے مسکراتے ہوئے ہاتھ بڑھایا:

"ماہر بیٹا! ہمیں فخر ہے تم پر... دنیا میں ہمارا نام روشن کر دیا۔"

ماہر نے سر دلہجے میں ہاتھ ملایا،

چہرے پر جذبات کی ایک دیوار تھی۔

سعدیہ نظریں جھکائے،

پچھتاوے کی تصویر بنی کھڑی تھی۔

اب جب ماہر آسمان پر تھا،

تو سب اسے تھامنے آئے تھے۔

اسی لمحے زمین بھی وہاں آگئی،

اور نرمی سے ماہر کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی:

"ماہر بھائی، ماضی کو بھول جائیں،

اللہ نے آپ کو عزت دی ہے، دل بڑا کریں۔"

ماہر نے گہری سانس لی،

اور دل کے تمام شکوے ہونٹوں پر آنے سے پہلے روک دیے۔

چہرے پر ایک گہری سنجیدگی چھائی ہوئی تھی۔  
 زرین اس کی خاموشی کو بخوبی سمجھ رہی تھی،  
 وہ آہستہ قدموں سے اس کے پیچھے آئی اور اس کے ساتھ ایک صوفے پر بیٹھ گئی۔

کچھ دیر دونوں میں خاموشی چھائی رہی۔

پھر زرین نے نرمی سے کہا:

"ماہر بھائی... ٹھیک ہیں آپ؟"

ماہر نے ایک ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا:

"ٹھیک ہوں زرین، الحمد للہ... بس کچھ پرانی یادیں تھیں جو آج بے وجہ تازہ ہو گئیں۔"

زمین نے اس کی طرف ہمدردی سے دیکھا:

"آپ جانتے ہیں نا، جو لوگ وقت پر آپ کی قدر نہ کریں،

وہ آپ کی کامیابی کے بعد واپس آ بھی جائیں،

تو وہ آپ کی محبت کے حقدار نہیں رہتے۔"

ماہر نے گہری سانس لی،

اس کی آنکھوں میں تھوڑا سا درد تیرنے لگا۔

"جانتا ہوں زمین... جانتا ہوں۔"

پر دل پھر بھی کہیں نہ کہیں چُبھتا ہے۔

اتنے سال پہلے جب ضرورت تھی ساتھ کی،

تو یہی لوگ طنز کرتے تھے،

اور آج... جب اللہ نے عزت دی ہے،

تو سب واپسی کا راستہ ڈھونڈتے پھر رہے ہیں۔"

زرین نے اس کا ہاتھ تھام لیا:

"بھائی، آپ کا دل بہت صاف ہے،

لیکن آپ کو اپنے لیے بھی کچھ اصول بنانے ہوں گے۔

محبت، رشتہ، عزت...

یہ وقت کی دولت پر نہیں، دل کی سچائی پر قائم رہتے ہیں۔"

ماہر نے نظریں آسمان کی طرف اٹھائیں اور مسکرا کر کہا:

"اب میرا دل کسی اور کا مقروض ہے، زرین...

بس دعا کرو، میرا ماہِ نور ہمیشہ میرے ساتھ رہے۔

باقی دنیا، رشتے، شہرت... سب فانی ہیں۔"



زمین کی آنکھوں میں خوشی اور فخر کی چمک آگئی۔

"ان شاء اللہ بھائی! آپ کو وہی ملے گا،

جو آپ کے نصیب میں اللہ نے بہترین لکھا ہے۔"

ماہر نے ایک لمبی سانس لی،

اور دل کے اندر چپکے سے دعا کی:

"یا اللہ! میری ماہِ نور کو ہمیشہ خوش رکھنا۔"

oooooooooooo

رات کا دوسرا پہر تھا۔

چاندنی اپنے نرم دودھیا نور میں پورے آنگن کو نہلا رہی تھی۔

ماہِ نور اپنے کمرے میں گہری نیند میں تھی،

جبکہ ماہر کی بے قراری انتہا کو چھو رہی تھی۔

اس کا دل،

اسے چین سے بیٹھنے نہیں دے رہا تھا۔

آخر کار ضبط ہار کر وہ کھڑکی کے راستے چپکے سے اندر آ گیا۔

دھڑکتے دل کے ساتھ وہ دبے قدموں ماہِ نور کے قریب آیا۔

چاند کی مدھم روشنی میں وہ فرشتوں جیسی معصومیت سے سو رہی تھی۔

ماہر خود کو روک نہ سکا،

اس نے نہایت احتیاط سے اپنا ہاتھ ماہِ نور کے نازک ہاتھ پر رکھ دیا۔

اس لمس میں کتنی محبت اور بے قراری چھپی تھی،  
یہ صرف وہی جانتا تھا۔

جو نہی ماہر کا نرم لمس ماہِ نور کے ہاتھ پر پڑا،  
وہ ہلکی سی کروٹ لے کر جاگی۔  
نیند میں ڈوبی آنکھیں آہستہ آہستہ کھلیں،  
اور سامنے ماہر کو کھڑا دیکھ کر وہ یک دم ساکت رہ گئی۔  
خاموشی میں دونوں کی دھڑکنیں ایک دوسرے سے باتیں کرنے لگیں۔  
ماہِ نور کی سانسیں تیز ہو گئیں۔

اس کی آنکھوں میں حیرت، خفگی اور شرم کی ملی جلی کیفیت تھی۔

ماہر اپنی جگہ خاموش کھڑا تھا،

اس کے لبوں پر ایک ٹوٹی ہوئی مسکراہٹ تھی،  
اور آنکھوں میں معافی اور محبت کی ایک دنیا۔

ماہِ نور ہڑبڑا کر پیچھے ہٹی،  
جلدی سے اپنا دوپٹہ سنبھالنے لگی۔  
اس کے گال شفق کی طرح لال ہو چکے تھے،  
اور دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔

ماہر نے ایک قدم آگے بڑھایا،  
نرمی سے اپنا ہاتھ اس کے نازک چہرے پر رکھا،  
اور دھیرے سے، جذب سے بولا:

"ماہ نور..."

تمہارے بغیر ایک دن بھی کاٹنا بہت مشکل ہو رہا ہے۔

میری ہر سانس تمہاری خوشبو کو ترسنے لگی ہے۔"

ماہ نور کی پلکیں جھک گئیں،

وہ نظریں چرا کر بولی:

"آپ یہاں کیسے آئے؟ کوئی دیکھ لے گا،

خدارا... آپ چلے جائیں..."

اس کی آواز کانپ رہی تھی،

لفظ کم اور شرم زیادہ غالب آ رہی تھی۔

لیکن ماہر تو جیسے الفاظ سننے ہی نہیں آیا تھا،  
اس کی نظریں صرف ماہِ نور کے چہرے پر تھیں،  
جہاں شرم اور گھبراہٹ نے عجب حسن پیدا کر دیا تھا۔

وہ دھیرے سے بولا:

"مجھے فرق نہیں پڑتا کوئی کیا کہے گا،

مجھے تو بس تمہارا چہرہ دیکھنا تھا...

اور یہ کہنا تھا کہ... تم میری ہو۔

ہمیشہ سے، ہمیشہ کے لیے۔"

ماہِ نور کا دل دھڑک کر لبوں تک آ گیا۔

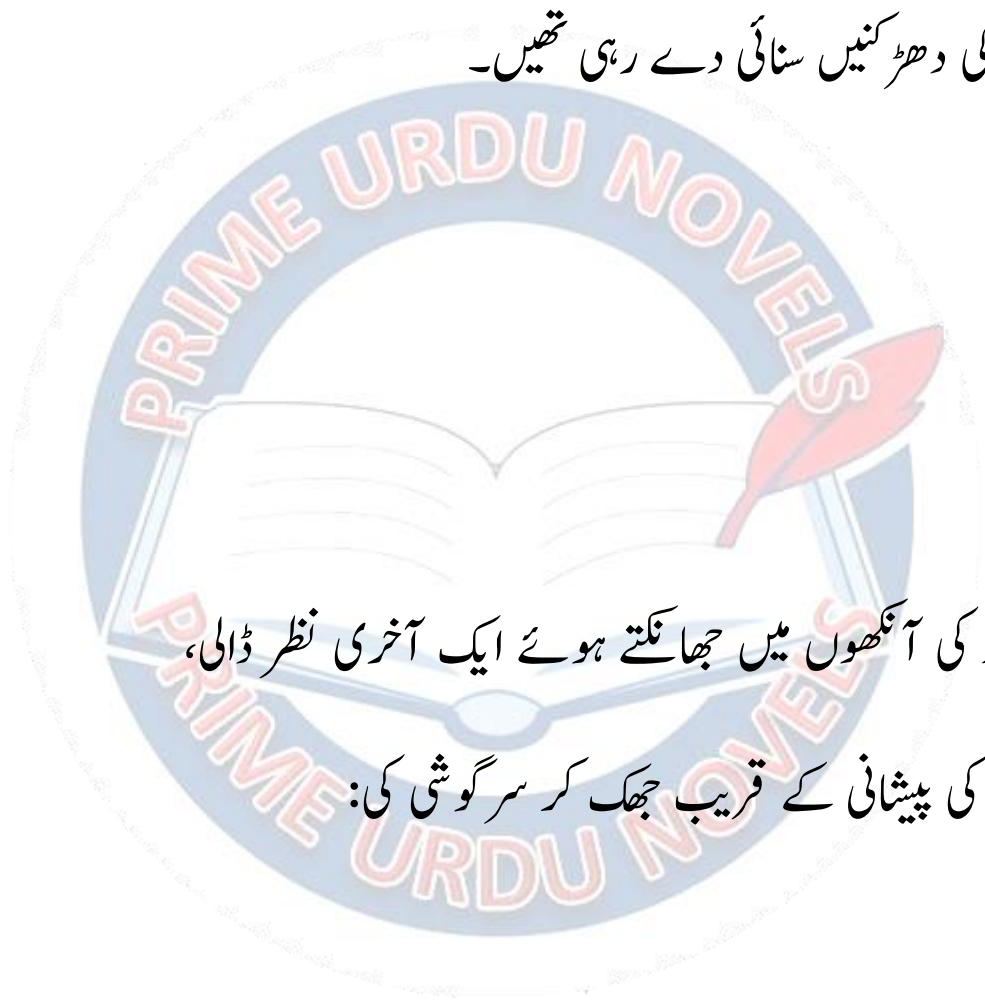
وہ بے اختیار دو قدم پیچھے ہٹی،



لیکن ماہر کی سچائی بھرے لہجے نے اسے جکڑ لیا تھا۔

کمرے میں خاموشی چھا گئی،

صرف دلوں کی دھڑکنیں سنائی دے رہی تھیں۔



ماہر نے ماہِ نور کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے ایک آخری نظر ڈالی،  
نرمی سے اس کی پیشانی کے قریب جھک کر سرگوشی کی:

"تم میری دعا ہو، میری چاہت ہو،

میں تمہیں عزت دوں گا... دل کی سچی محبت کے ساتھ۔"

اور پھر،

اپنی شدت بھری محبت دل میں سمیٹے،  
چپکے سے وہ کھڑکی کے راستے واپس نکل گیا۔

ماہِ نور وہیں ساکت کھڑی رہ گئی،  
اس کے کانوں میں ماہر کے الفاظ گونج رہے تھے،  
دل ایک انجان خوشی سے دھڑک رہا تھا۔  
چہرہ لال، آنکھیں نم، اور لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ تھی۔

پوری رات وہ کروٹیں بدلتی رہی،  
نیند جیسے اس کی آنکھوں سے روٹھ گئی تھی۔

ہر پل، ہر لمحہ بس ماہر کا چہرہ،

اس کی باتیں،

اور اس کی محبت سے لبریز نظریں  
ماہِ نور کے دل و دماغ پر چھا گئی تھیں۔

کب فجر کی اذان کی مدھم آواز ابھری،  
ماہِ نور کو خبر ہی نہ ہوئی۔

وہ خوابوں اور خیالوں کی نرم سرزمین پر محو تھی،  
جہاں صرف ماہر اور اس کی محبت کا راج تھا۔

oooooooooooo

آج Zarmeen کا رشتہ دیکھنے کے لیے لڑکے والے ان کے گھر آ رہے تھے۔

پورے گھر میں خوشی کی ہلچل تھی،

چمکتے چہرے، نئی سجاوٹ اور پکوانوں کی خوشبو ہر طرف بکھری ہوئی تھی۔

Zameen کا بھائی، جو ہمیشہ اپنی بہن کا سہارا رہا تھا،

آج بھی ہر ذمے داری بخوبی نبھا رہا تھا۔

کبھی مہمانوں کے لیے انتظامات سنبھالتا،

تو کبھی Zameen کی ہچکچاہٹ کو محبت سے سنوارتا۔

اس نے Mahnoor کی فیملی کو بھی مدعو کیا تھا،

چاہتا تھا کہ اس خوشی میں سب شریک ہوں۔

مگر Mahnoor نے سر درد کا بہانہ کر کے معذرت کر لی،

دل میں عجیب سی بے چینی اور الجھن لیے وہ اپنے کمرے میں بند ہو گئی۔

شاید وہ خود بھی نہیں سمجھ پا رہی تھی کہ یہ بے چینی کس لیے ہے۔

ادھر Zarmeen کے گھر پر مہمانوں کی چہل پہل تھی،

اور ان ہی مہمانوں میں ماہر کا ماموں اور ممانی بھی موجود تھے۔

جو اب ماہر کی کامیابی دیکھ کر اس کے قریب ہونا چاہتے تھے۔

مہنور نے چاہا تھا کہ نہ جائے،

مگر نانی کے اصرار اور زرین کی خوشی کے لیے آخر کار تیار ہو گئی۔

سفید اور ہلکے گلابی رنگ کے لباس میں،

سلیقے سے لپٹے دوپٹے کے ساتھ وہ معصومیت کا ایک مکمل پیکر لگ رہی تھی۔

خاموشی سے، نظریں جھکائے،

وہ ہال میں داخل ہوئی۔

ماحول خوشیوں سے لبریز تھا،

مہمانوں کی باتوں اور ہنسی کی گونج ہر طرف تھی۔

ماہر بھی ایک کونے میں زرین کے رشتہ داروں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا،

وہ جاذبِ نظر لگ رہا تھا۔

کالی جینز پر سفید قمیض اور ہلکی سی رولڈ آستینیں،

چہرے پر ہلکی سی داڑھی اور آنکھوں میں وہی دل موہ لینے والی چمک۔

جیسے ہر نگاہ بس اسی پہ ٹھہر جائے۔

مہنور کی نظر جیسے ہی ماہر پر پڑی، دل دھڑک اٹھا۔



مگر اس کا دل تب تڑپا،

جب اس نے سعدیہ کو بار بار ماہر کے قریب آتے دیکھا۔

سعدیہ ہنستی، کبھی اس کا بازو چھوتی، کبھی باتوں میں بلاوجہ مسکراتی،

اور ماہر، اگرچہ حد میں تھا،

مگر مہنور کو ہر لمحہ اپنی جگہ چھنتی محسوس ہو رہی تھی۔

مہنور نے خود کو سمجھایا:

"مجھے کیا فرق پڑتا ہے؟ میں نے تو خود ہی اس سے دوری رکھی ہے۔"

مگر دل کی دنیا اور تھی۔

ایک انجان سی جلن نے دل میں گھر کر لیا تھا۔

مہنور نے بار بار نظریں چرائیں،

مگر جب بھی نظریں اٹھتیں،

ماہر اور سعدیہ کا ساتھ دیکھ کر اس کا دل اور بھی بے چین ہو جاتا۔

ادھر ماہر کی نظریں بار بار مہنور کو تلاش کر رہی تھیں،

جو خاموش اور اجنبی بنی ایک کونے میں بیٹھی ہوئی تھی۔

وہ مہنور کے چہرے کی اداسی کو محسوس کر رہا تھا،

مگر سعدیہ کے حد سے بڑھے ہوئے رویے کی وجہ سے خود بھی الجھن میں تھا۔

ماحول میں سب ہنس رہے تھے،

مگر دو دلوں میں ایک ان کہی سی تپش بھر چکی تھی۔

ہال میں ہلکی ہلکی گونجتی باتوں کے شور میں،

سعدیہ نے ماہر کو ایک کونے میں بلایا تھا۔

اس کی آنکھوں میں عجب بے چینی تھی،

اور چہرے پر ایک عجیب سا خفگی کا تاثر۔

ماہر تھوڑا الجھا، مگر عزتاً اس کے ساتھ چل دیا۔

کونے میں پہنچ کر سعدیہ بولی،

آواز میں مدھم دکھ اور افسوس تھا:

"ماہر... مجھے تمہاری محبت کا بھرم رکھنا چاہیے تھا۔

مجھے تمہیں ٹھکرانا نہیں چاہیے تھا جب تمہارے پاس کچھ نہیں تھا۔

اب دیکھو... تم دنیا کے کامیاب ترین لوگوں میں ہو،

اور میں... پچھتاوے میں جل رہی ہوں۔"

ماہر نے نظریں جھکائیں،

چند لمحے خاموش رہا،

پھر شائستگی سے کہا:

"سعدیہ... محبت کسی کی کامیابی یا ناکامی سے نہیں ہوتی۔

محبت تو دل کا رشتہ ہوتی ہے،

جو نصیب سے جڑتا ہے، زبردستی سے نہیں۔"

یہ سب باتیں...

مہنور، جو پانی لینے کے بہانے ادھر آنکلی تھی،

بے اختیار سن چکی تھی۔

لفظ بہ لفظ، دل پہ تیر کی طرح لگے تھے۔

سعدیہ کی باتوں نے اس کا دل چھلنی کر دیا تھا۔

بغیر کچھ سوچے سمجھے،

مہنور تیزی سے آگے بڑھی،

اور بھری آنکھوں سے ماہر کے سامنے آکھڑی ہوئی۔

سخت لہجے میں، لرزتی آواز کے ساتھ بولی:

"تو یہ تھی تمہاری سچائی؟

تم نے بھی مجھے دھوکہ دیا ماہر؟

تم بھی صرف نام، شہرت اور شان کے پیچھے ہو؟

مجھے لگتا تھا تم باقی سب سے الگ ہو... لیکن تم بھی...!"

ماہر کا دل جیسے پل بھر میں ٹوٹ کر رہ گیا۔

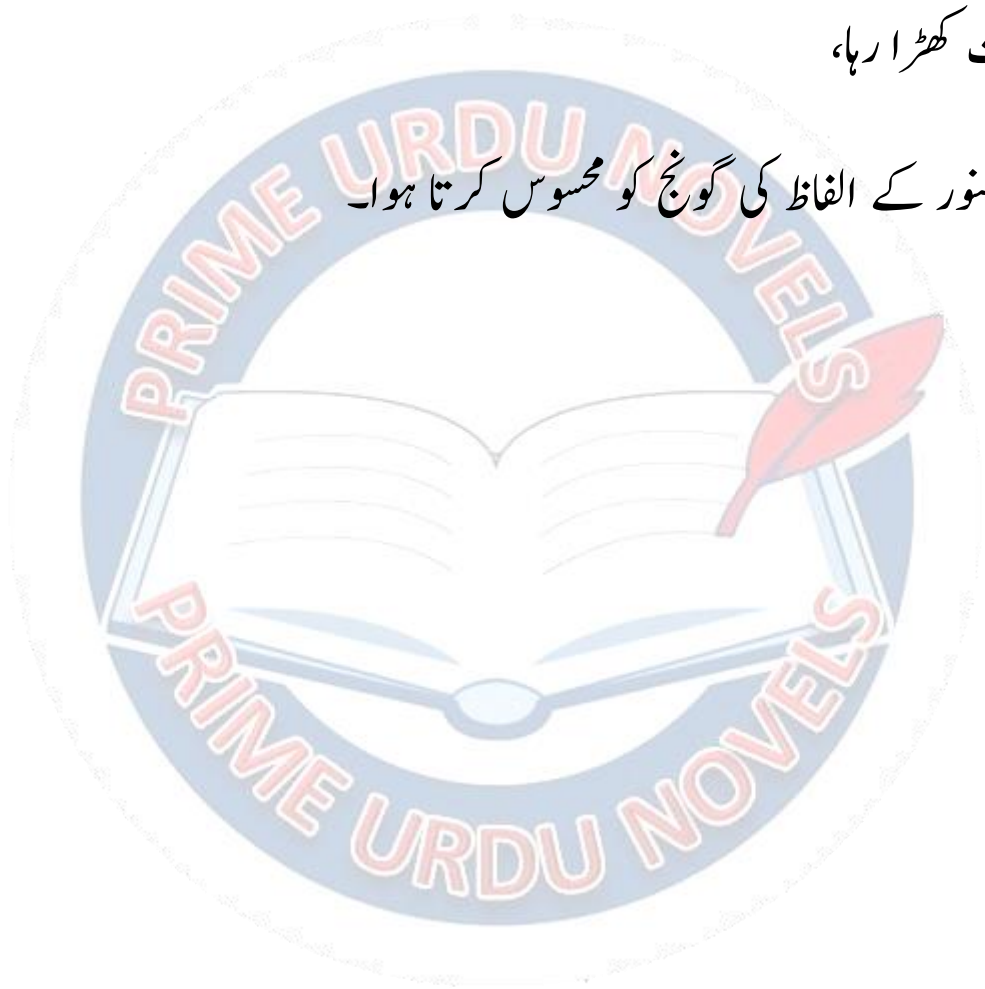
اس کی آنکھوں میں حیرت، تڑپ اور بے بسی چھلکنے لگی۔

وہ کچھ کہنے کے لیے لب کھولنا چاہتا تھا،

مگر مہنور تیزی سے پلٹی اور وہاں سے چلی گئی،  
چھوٹے آنسو اس کی نم آنکھوں سے صاف دکھائی دے رہے تھے۔

ماہر بس ساکت کھڑا رہا،

اپنے دل پر مہنور کے الفاظ کی گونج کو محسوس کرتا ہوا۔



○○○○○

فنکشن ختم ہو چکا تھا،

سب مہمان جا چکے تھے۔

سنائے میں لیٹی رات، ٹھنڈی ہواؤں کی سرگوشیاں،



اور آسمان سے بوندوں کا ہلکا ہلکا گرنا ماحول کو کسی خواب سا بنا رہا تھا۔

ماہر کی آنکھوں میں نیند کہاں تھی،

اس کا دل مہنور کی ایک جھلک،

اس کی ایک مسکراہٹ کو ترس رہا تھا۔

وہ بے اختیار چلتے چلتے مہنور کے گھر کے پیچھے جا پہنچا۔

بارش اب تیز ہو چکی تھی،

مگر وہ پرواہ کیے بغیر،

مہنور کے کمرے کی کھڑکی کے نیچے کھڑا ہو گیا۔

"مہنور..."

اس نے ہلکی آواز میں پکارا،

جیسے دل کی گہرائیوں سے آواز نکلی ہو۔

پہلے تو خاموشی چھائی رہی،

پھر پردہ ہلا، اور مہنور نے حیرانی سے نیچے جھانکا۔

"آپ... یہاں؟! پاگل ہو گئے ہیں کیا؟ کوئی دیکھ لے گا!"

مہنور نے دھیمی مگر گہرائی ہوئی آواز میں کہا۔

ماہر نے بھیگی ہوئی مسکراہٹ کے ساتھ سر اٹھایا،

"پاگل تو کب کا ہو چکا ہوں مہنور... تمہارے عشق میں۔"

مہنور نے ہونٹ سختی سے بھیچ لیے،

دل زور زور سے دھڑکنے لگا،

اور آنکھوں میں انجانی چمک آ گئی۔

"جاؤ یہاں سے... بارش ہو رہی ہے... سردی لگ جائے گی!"

مہنور نے نظریں چرا کر کہا۔

ماہر نے آہستہ سے کہا،

"سردی تو تب لگے، جب تم پاس نہ ہو۔۔۔"

جب تم سامنے ہو، تو بارش بھی رحمت لگتی ہے۔"

مہنور بے بس ہو گئی،

چہرہ شرم سے متمما گیا۔

چپکے سے کھڑکی کھولی اور ماہر کو اندر آنے کا اشارہ کیا۔

ماہر اندر آیا،

پانی کے قطرے اس کے بالوں سے ٹپک رہے تھے،

چہرہ سرخ، ہونٹ ہلکے کپکپاتے،

مگر آنکھوں میں صرف مہنور کا عکس جھلک رہا تھا۔

"یہ لیں، اپنا خیال کریں..."

مہنور نے تولیہ بڑھایا۔

مگر ماہر نے تولیہ لینے کی بجائے آہستہ سے مہنور کی کلائی تھام لی،

اور مدھم لہجے میں کہا:

"میری سب سے بڑی خواہش بس ایک ہے..."

تمہیں اپنی زندگی کا حصہ بنانا۔"

مہنور نے تیزی سے ہاتھ چھڑایا اور شرماتے ہوئے پیچھے ہٹ گئی،

مگر ماہر اس کی دھڑکنوں کی آواز سن چکا تھا۔

وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھا،

اور محبت سے، احترام سے،

اپنے بھگے ہاتھوں سے مہنور کا چہرہ تھام لیا۔

"مہنور... ہر رات، ہر خواب میں،

تم ہی نظر آتی ہو۔

میرے لیے دنیا کی سب سے قیمتی چیز تم ہو۔"

مہنور کی پلکیں لرزنے لگیں،

وہ نظریں جھکائے خاموش کھڑی رہی۔

ماہر اس کے قریب آیا،

اور مدھم سی سرگوشی میں کہا:

"ایک بار کہہ دو..."

ایک بار ہاں کہہ دو...

پھر دیکھنا،

میں تمہیں کبھی اداس نہیں ہونے دوں گا۔"

مہنور کے ہونٹ کانپے،

مگر کچھ کہہ نہ سکی۔

بس دل کی دھڑکنیں جواب دے رہی تھیں۔

بارش اب کھڑکی سے اندر چھینٹے برسا رہی تھی،

لیکن ماہر اور مہنور کی دنیا میں وقت جیسے تھم سا گیا تھا۔



اسی وقت اذان فجر کی آواز گونجی۔

مہنور نے چونک کر کہا:

"اب آپ جائیں... صبح ہو گئی ہے۔۔۔"

ماہر نے مسکرا کر کہا:

"میں تب ہی جاؤں گا جب تم اپنے لبوں سے میری ہاں سناؤ گی۔"

مہنور نے شرم سے پلکیں جھکا کر،

آہستہ سے سر ہلا دیا۔

بس اتنا سا اقرار ماہر کے لیے پوری دنیا کی خوشی تھا۔

وہ جھک کر آہستہ سے مہنور کی پیشانی پر محبت بھرا بوسہ دیا،

اور کھڑکی کے راستے واپس نکل گیا،

مگر جاتے جاتے دل میں یہ خوشی لے گیا کہ

آج مہنور نے دل سے اسے اپنا لیا تھا۔

مہنور دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئی،

ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ،

اور آنکھوں میں خوابوں کی ایک نئی دنیا بس گئی تھی۔

oooooooooooo

وقت پر لگے پر تھے۔

ایسے لگا جیسے کل ہی کی بات ہو جب مہنور نے پہلی بار ماہر کو دل میں جگہ دی تھی۔

تین مہینے پک جھپکتے گزر گئے۔

اور آج وہ دن آچکا تھا —

جب محبت اپنی منزل کو پہنچنے والی تھی۔

آج مہنور، ماہر اور زمر کی مہندی تھی۔

پورے گھر میں خوشیوں کا سماں تھا۔

رنگ برنگے پھولوں کی خوشبو،

چمکتی لڑکیوں کی ہنسی،

ڈھولک کی تھاپ،

اور رنگین جگمگاتی لائٹوں نے ماحول کو خوابناک بنا دیا تھا۔

ہر طرف مہمانوں کی چہل پہل تھی۔

مہنور گلابی اور سبز رنگ کے خوبصورت لہنگے میں دلکش لگ رہی تھی،

چہرہ شرم سے دمک رہا تھا،

اور آنکھوں میں خوشیوں کی جھلک تھی۔

ماہر سفید گرتے اور سبز دوپٹے کے ساتھ انتہائی وجیہ لگ رہا تھا،

اس کی نظریں مسلسل مہنور پر تھیں،

اور دل ہر دھڑکن کے ساتھ مہنور کا شکر ادا کر رہا تھا۔

زمر meen بھی آج خوبصورت پیلے رنگ کے لباس میں چمک رہی تھی،

مسکراتی ہوئی سب کی نظریں اپنی طرف کھینچ رہی تھی۔

لیکن، ایک کونا ایسا بھی تھا...

جہاں ماہر کا ماموں، ماموں کی بیٹی سادیہ اور ان کی ماں بیٹھے ہوئے تھے۔

ماموں مسلسل ماحول کو بغور دیکھ رہا تھا۔

ان کے دل میں کہیں نہ کہیں یہ حسرت جاگ رہی تھی

کہ کاش کبھی ماہر ان کی بیٹی سادیہ کا ہو جاتا۔

سادیہ کی نظریں بار بار ماہر پر جا ٹھہرتی تھیں،

اور وہ اپنے دل کے اندر چھپتی ہوئی حسرتوں کو چھپا نہیں پا رہی تھی۔

لیکن حقیقت اب سب کے سامنے تھی:

ماہر کی دنیا اب صرف مہنور تھی

ماہر اور مہنور کو سیٹج پر بٹھایا گیا تھا۔

چاروں طرف گلاب، موتیے اور چمبیلی کے پھولوں کے ہاروں سے سجا سیٹج

بلکل کسی شہزادی کے خواب جیسا لگ رہا تھا۔

مہنور شرم سے بار بار نظریں جھکا رہی تھی،

اور ماہر، ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ

چپکے چپکے اسے دیکھتا رہا۔

ہر پل میں محبت،

ہر نظر میں چاہت کی روشنی تھی۔

مہندی کی رسم شروع ہوئی۔

پہلے مہنور کے ہاتھوں پر مہندی لگائی گئی،

پھر زمرہ کی رسم ہوئی۔

جب مہنور کے ہاتھوں پر ماہر کا نام چھپے حرفوں میں مہندی سے لکھا گیا،

تو وہ پل دونوں کی محبت کی سب سے حسین علامت بن گیا۔



سادہ دور کھڑی حسرت سے سب کچھ دیکھ رہی تھی۔

اس کا دل چاہا کہ وقت کو پیچھے لے جائے،

مگر اب قسمت اپنی کہانی لکھ چکی تھی۔

ماہر نے کبھی پلٹ کر اس کی طرف نہ دیکھا،

بلکہ اس کی ساری توجہ صرف مہنور پر تھی،

جسے وہ دل سے چاہتا تھا،

اور آج اس محبت کا جشن تھا۔

رات بھر ڈھولک پر گانے، قہقہے، رسمیں اور خوشیاں جاری رہیں۔

ماہر نے مہنور کی آنکھوں میں دیکھا اور مسکرا کر سرگوشی کی:

"اب تو جلدی سے تمہیں اپنی دنیا میں لے جانا ہے،

بس صبر کا امتحان ختم ہونے والا ہے۔"

مہنور نے شرما کر پلکیں جھکا لیں،

اور دل میں اپنے آنے والے نئے سفر کا خواب سجانے لگی۔



○○○○○○○

آج کا دن مہنور کے لیے خوابوں سے بھی حسین تھا۔

جب وہ صبح اٹھی تو نرمی سے مسکراتی روشنی کھڑکی سے اندر آرہی تھی،

جیسے قدرت بھی آج کی خوشیوں میں شریک ہو۔

مہنور کے گھر میں ہر طرف بھاگ دوڑ تھی۔

کبھی کوئی مہندی لے کر آتا،

کبھی کوئی پھولوں کی مالا تھامے مہنور کے کمرے میں آ جاتا۔

مہنور آج سنہری اور عنابی رنگ کے خوبصورت لہنگے میں تیار ہو رہی تھی۔

اس کا لباس باریک کام سے سجا ہوا تھا،

جس پر ہلکی ہلکی چمک مہنور کو کسی حور جیسا روپ دے رہی تھی۔

بالوں میں گجرا، ماتھے پر جھومر،

ناک پر نازک سی نتھ،

اور کانوں میں جھمکتے جھمکے۔

آج مہنور بے حد حسین لگ رہی تھی

بلکل چاندنی رات میں چمکتے ستارے جیسی۔

اس کا چہرہ حیا اور خوشی کے حسین امتزاج سے دمک رہا تھا۔

پلکیں جھکی ہوئیں،

اور ہونٹوں پر ہلکی سی شرمیلی مسکراہٹ تھی۔

نانی بار بار نظر بد سے بچانے کی دعائیں پڑھ رہی تھیں،

اور سہیلیاں مہنور کی تیاری دیکھ کر دل سے دعا دے رہی تھیں۔

جب مہنور نے آئینے میں خود کو مکمل تیار دیکھا تو دل خود ہی دعا مانگ اٹھا:

"یا اللہ! آج کے بعد میری زندگی میں ہمیشہ یہ خوشیاں قائم رکھنا۔"

دوسری طرف ماہر بھی اپنے گھر میں تیار ہو رہا تھا۔

آج وہ سفید شیروانی میں تھا،

جس پر سنہری دھاگے کا نفیس کام کیا گیا تھا۔

سر پر ہلکے طلائی رنگ کی خوبصورت سہرا بندھی ہوئی تھی،  
اور آنکھوں میں ایک عجیب سا سکون اور خوشی جھلک رہی تھی۔

ماہر، جو ہمیشہ سادہ انداز میں رہتا تھا،

آج بالکل شہزادہ لگ رہا تھا —

بالکل ویسا جیسے مہنور نے کبھی اپنے خوابوں میں سوچا تھا۔

زمر meenr، سارا اور باقی کزنز اسے چھیڑ رہے تھے:

"بھائی آج تو آپ واقعی ہیر و لگ رہے ہو۔"

ماہر بس ہلکا سا مسکرا رہا تھا،

مگر اندر سے دل مہنور کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے بیتاب تھا۔

جب سہرا باندھا گیا، تو اس نے دل میں رب کا شکر ادا کیا:

"یا اللہ! جس کو مانگا، آج اسے اپنی زندگی کا حصہ بنا رہا ہوں۔"

بارات کا قافلہ خوبصورتی سے سب سے قیمتی گاڑیوں کے قافلے میں روانہ ہوا۔

ہر طرف ڈھول بج رہے تھے،

پھولوں کی خوشبو ہوا میں گھلی ہوئی تھی،



اور ہر کوئی خوشی سے نہال تھا۔

ماہر کے دل کی دھڑکن تیز ہو رہی تھی۔

اسے اپنی محبت، اپنی مہنور سے ملنے کا وقت قریب آتا محسوس ہو رہا تھا۔

بارات خوشیوں کے گیت گاتی ہوئی مہنور کے گھر پہنچی تھی۔

ڈھول کی تھاپ اور قہقہوں کی بازگشت میں ماہر ایک خوبصورت پھولوں سے سجے اسٹیج پر بیٹھا تھا۔

اس کے دل کی دھڑکن بے حد تیز ہو چکی تھی،

جیسے ہر لمحہ بس مہنور کی ایک جھلک کا منتظر تھا۔

فضا خوشبوؤں سے مہک رہی تھی،

روشنیوں نے ماحول کو کسی خواب جیسا کر دیا تھا۔

اور پھر...

سب کی نظریں اس دروازے کی طرف اٹھ گئیں جہاں سے مہنور آنے والی تھی۔

مہنور کو اس کی سہیلیاں آہستہ آہستہ سہارا دے کر اسٹیج کی طرف لا رہی تھیں۔

مہنور آج بے مثال لگ رہی تھی۔

سرخ عنابی لہنگے میں، جس پر نفیس سنہری کام تھا،

اس کی جھکی جھکی نظریں، لرزتے لب، اور کانپتے قدم

سب اس کے دل کی کیفیت کا حال بتا رہے تھے۔

ماہر نے جیسے ہی مہنور کو دیکھا،

وہ پلکیں جھپکنا ہی بھول گیا۔

اسے لگا جیسے وقت وہیں تھم گیا ہو،

اور دنیا میں صرف مہنور کا وجود باقی رہ گیا ہو۔

دل میں مدھم سی دعا نکلی:

"یا اللہ! اس حسین خواب کو ہمیشہ کے لیے میرا کر دے۔"

مہنور نظریں جھکائے آہستہ آہستہ چلتی ہوئی اسٹیج پر پہنچی،

اور ماہر کے برابر میں بیٹھ گئی۔

چند لمحے یوں ہی خاموشی میں ڈھل گئے —

نہ مہنور نے سر اٹھایا، نہ ماہر نے پلک جھپکائی۔

صرف دلوں کی دھڑکنیں ایک دوسرے کو سن رہی تھیں۔

ماہر نے دھیرے سے جھک کر، بہت نرم اور محبت بھری آواز میں کہا:  
 "آج میری قسمت نے اپنی سب سے حسین دعا قبول ہوتی دیکھی ہے۔ تم آج حوروں کی  
 رانی لگ رہی ہو، مہنور۔"

مہنور شرم کے مارے مزید جھک گئی،  
 اور ماہر مسکراتے ہوئے آہستہ سے بولا:  
 "میں نے تو مانگا تھا ایک چمکتا ہوا خواب،  
 مگر اللہ نے مجھے تم جیسی حقیقت عطا کی —  
 میرے دل کی رانی، میری زندگی کی روشنی۔"

اس وقت ہر طرف کیمرے چمک رہے تھے،  
 مگر ماہر کی نگاہوں کا کیمرہ صرف مہنور کو قید کر رہا تھا۔

وہ اسے آنکھوں میں بسالینا چاہتا تھا۔

اسی خوشیوں بھرے منظر میں نکاح کی تیاریاں مکمل ہو چکی تھیں۔

قاضی صاحب کی آواز فضا میں گونج رہی تھی۔

نکاح کے وقت ماہر نے مہنور کا نام سن کر دل کی گہرائیوں سے "قبول ہے" کہا۔

مہنور نے شرمائی ہوئی آواز میں "قبول ہے" کہہ کر،

محبت کی مہر ثبت کر دی۔

یہی نہیں، آج زرین اور اس کے ہونے والے شریک حیات کا بھی نکاح ہونا تھا۔

فیصلہ یہ کیا گیا تھا کہ زرین کا نکاح اور ماہر کا ولیمہ ایک ساتھ منایا جائے گا۔

تاکہ خوشیوں کا جشن دوبالا ہو جائے۔

---

چاہیں تو اب میں اگلا سین بھی لکھوں؟

جہاں ولیمہ کی خوبصورتی، مہنور کی دلہن کے بعد دلربا انداز،

اور ماہر کی رومینٹک باتیں مزید محبت بھرا ماحول بنائیں؟

لکھوں؟

بہت پیارا اور جذباتی مرحلہ ہے۔

آئیے رخصتی اور اس خوبصورت وعدے کو محبت بھری تفصیل کے ساتھ لکھتے ہیں:



نکاح مکمل ہو چکا تھا۔

دعاؤں کی صدائیں اور خوشبو بکھیرتے گلاب مہک رہے تھے۔

مگر اب وہ وقت آن پہنچا تھا،

جسے سنبھالنا ہر دل کے بس کی بات نہیں تھی —

رخصتی کا لمحہ۔

مہنور کی آنکھوں میں موتیوں جیسے آنسو بھر آئے تھے۔

وہ اپنی ماں کے گلے لگ کر رو رہی تھی،

نانی کے ہاتھ چوم رہی تھی،

اور ہر عزیز سے الگ ہونے کا درد اس کے چہرے پر نمایاں تھا۔

ماہر ایک کونے میں کھڑا،

چپ چاپ یہ منظر دیکھ رہا تھا۔

اس کا دل بھی مہنور کے درد سے بھیگ گیا تھا۔

جب مہنور آخر کار، آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی ہوئی اس کی طرف آئی،

تو ماہر نے پورے ادب اور محبت سے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

مہنور نے کانپتے ہاتھوں سے اس کا ہاتھ تھاما،

اور جیسے ہی دونوں کی نظریں ملی،

مہنور کی آنکھوں سے دو آنسو میساختہ ٹپک پڑے۔

ماہر نے نرمی سے اس کے ہاتھ پر اپنی انگلیوں کا لمس دیا،

اور بہت دھیمے اور جذباتی لہجے میں بولا:

"مہنور..."

میں وعدہ کرتا ہوں

چاہے خوشی ہو یا غم،

آندھی ہو یا طوفان،

میں تمہیں ہمیشہ اپنی ہنسی میں چھپا کر رکھوں گا۔

تمہاری آنکھوں میں کبھی آنسو نہیں آنے دوں گا...

تمہاری ہر مسکراہٹ کا پہرہ دار بن کر رہوں گا۔"

مہنور کی پلکیں مزید بھیگ گئیں،

لیکن دل کو ایک ان دیکھے سکون نے چھو لیا تھا۔

وہ جان چکی تھی،

اب وہ کسی ایسے ہاتھ میں ہے جو زندگی بھر اسے سنبھالے گا۔

ماہر نے جھک کر آہستگی سے کہا:

"چلو مہنور، نئی دنیا ہمارا انتظار کر رہی ہے۔"

اور وہ مہنور کو نرمی سے اپنے ساتھ لے کر چل پڑا۔

مہنور نے پلٹ کر آخری بار اپنے گھر کو دیکھا،

اور پھر اپنے دل کی دنیا ماہر کے حوالے کر دی....

○○○○○○

ماہر مہنور کو اپنے ساتھ گھر لے آیا تھا۔

گھر میں سب نے بہت محبت اور خوشی سے ان کا استقبال کیا تھا۔

مہنور شرمائی شرمائی سی، نظریں جھکائے سب کی مبارک بادیں سن رہی تھی۔

زمین اور باقی کزنز ہنسی مذاق کر رہے تھے

کبھی مہنور کو چھیڑتے، کبھی ماہر کو۔

ہنسی کا سماں بندھا ہوا تھا۔

مہنور تھوڑا سا شرما کر سب کے درمیان بیٹھ گئی تھی،

جبکہ ماہر کچھ فاصلے پر کھڑا،

بس ایک ٹک اپنی دلہن کو دیکھے جا رہا تھا۔

اس کی آنکھوں میں محبت اور فخر کا عجب امتزاج تھا۔

مہنور کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی،

لیکن دل کی دھڑکنیں بے قابو ہو رہی تھیں۔

آخر یہ اس کی زندگی کا نیا آغاز تھا۔

مہنور شرمائی شرمائی کمرے کے دروازے کے پاس پہنچی تو زمین اور باقی کزنز پہلے ہی محاذ  
سنبھال چکے تھے۔

دروازے کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑی زمین نے شرارت سے کہا،  
"ارے ارے ایسے کیسے؟ پہلے ہماری رسم پوری ہوگی پھر اندر جانا نصیب ہوگا!"

ماہر، جو کہ اب تک مسکرا رہا تھا، آگے بڑھا اور بڑے پیار سے بولا،  
"رسم کیسی ہے محترم کزنز؟"

سب نے ایک ساتھ قہقہہ لگایا۔

زمین نے شرارت بھری نظروں سے دیکھا،



"پہلے ہمیں مٹھائی کھلاؤ، پھر دروازہ کھلے گا!"

کسی نے ہاتھ میں کھیروں کی پلیٹ تھام لی

"اور ہاں، کھیروں کی رسم تو بھول ہی گئے۔ جب تک دولہا خود ہمیں کھیروں کے نوالے نہیں کھلائے گا، تب تک نہ دروازہ کھلے گا نہ معافی!"

ماہر نے ہنستے ہوئے ہاتھ میں پلیٹ پکڑی اور ایک ایک کر کے سب کو بڑے لاڈ سے کھیروں کے نوالے کھلانے لگا۔

سب اسے چھیڑتے، ہنستے، مزے لے رہے تھے۔

مہنور نیچی نظریں کیے چپ چاپ کھڑی تھی مگر دل ہی دل میں ہنسی روکنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔

کسی نے چھیڑتے ہوئے کہا،

"دلہن بیچاری سوچ رہی ہو گی، میرا کیا قصور ہے!"

جب سب نے خوب مذاق کر لیا تو زمین نے مسکراتے ہوئے دروازہ ہٹایا اور سب نے تالیاں بجاتے ہوئے کہا،

"مبارک ہو جی، اب اندر جاؤ!"

ماہر نے شرارتی نظروں سے مہنور کو دیکھا،

اور آہستہ سے بولا،

"اب کوئی ہمیں روک نہیں سکتا۔"

مہنور کی پلکیں شرم سے جھک گئیں اور وہ ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اندر چلی گئی۔

○○○○○

کمرہ خوشبوؤں سے مہک رہا تھا۔

ہر طرف پھولوں کی لڑیاں، مدھم روشنیوں کی نرماہٹ اور ہلکی ہلکی خوشبو...

ایک خواب سا سماں تھا۔

مہنور، سرخ لہنگے میں لپٹی، شرمائی ہوئی بیٹھی تھی۔

ہاتھوں پر مہندی کے دلکش ڈیزائن، کلائیوں میں چھن چھن کرتی چوڑیاں،

اور نظریں جھکی ہوئی تھیں۔

دروازہ آہستہ سے کھلا۔

ماہر، جو سفید شیروانی میں کسی شہزادے سے کم نہیں لگ رہا تھا،

آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا اندر آیا۔

مہنور کی دھڑکنیں بے قابو ہو رہی تھیں۔

ماہر نے چند لمحے خاموشی سے مہنور کو دیکھا

جیسے وقت وہیں تھم گیا ہو۔

پھر دھیرے سے بولا،

"کاش میں اپنی آنکھوں میں یہ منظر ہمیشہ کے لیے قید کر سکوں۔"

مہنور کی پلکیں اور جھک گئیں۔

ماہر آہستہ آہستہ چلتا اس کے قریب آیا اور قالین پر گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔

ہاتھ بڑھا کر بڑی نرمی سے مہنور کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا۔

مہنور کی انگلیاں کانپ رہی تھیں۔

ماہر نے اس کے ہاتھ کی پشت پر محبت بھرا بوسہ دیا،

اور نرمی سے بولا،

"میری زندگی کا سب سے خوبصورت لمحہ... تم ہو مہنور۔"

مہنور کا چہرہ شرم سے سرخ ہو گیا۔

ماہر نے آہستہ سے کہا،

"تمہیں ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں..."

میری محبت تمہاری حفاظت کرے گی، ہمیشہ۔"

پھر آہستہ آہستہ ماہر نے اپنے ہاتھوں سے مہنور کا دوپٹہ پیچھے سرکایا،

اور دھیرے سے اس کی آنکھوں میں جھانکنے لگا۔

مہنور کی سانسیں تیز ہو رہی تھیں۔

ماہر نے نرمی سے اس کی ٹھوڑی پکڑ کر اس کا چہرہ اوپر کیا۔

اس کی آنکھوں میں محبت اور بے پناہ چاہت جھلک رہی تھی۔

"میں نے کبھی کسی خواب میں بھی تمہیں اتنا حسین نہیں سوچا تھا،"

ماہر نے دھیمے لہجے میں کہا۔

مہنور کی پلکوں پر نمی تیرنے لگی،

محبت اور شرم کا ایک خوبصورت امتزاج۔

ماہر نے اپنی پیشانی مہنور کی پیشانی سے ٹکا دی،

اور آنکھیں بند کر لیں۔

کمرے میں خاموشی تھی...

بس دلوں کی دھڑکنوں کی مدھم آواز تھی۔

ماہر نے بہت آہستگی سے مہنور کو اپنے بازوؤں میں لیا،

جیسے کوئی قیمتی خزانہ سنبھالتا ہے۔



مہنور کی سانسیں تیز تھیں مگر اب وہ بے خوف ہو رہی تھی۔

ماہر نے نرمی سے سرگوشی کی،

"تم میری ہو... صرف میری۔"

مہنور کی پلکوں سے ایک آنسو لڑھک کر ماہر کی انگلی پر گرا۔

ماہر نے اس آنسو کو محبت سے چوم لیا،

اور دھیرے دھیرے، پورے کمرے کو اپنی محبت کی خوشبو سے بھر دیا۔

رات بہت لمبی تھی،

مگر ان دونوں کے لیے لمحے تیزی سے گزر گئے۔

کبھی ہنسی، کبھی شرم، کبھی چپ، کبھی محبت بھری نظریں۔

ماہر نے کبھی مہنور کا ہاتھ چوما، کبھی اس کی پلکوں پر بوسہ دیا،

کبھی اسے بانہوں میں لے کر یوں محسوس کیا جیسے ساری دنیا کی خوشیاں اسے مل گئی ہوں۔

مہنور آہستہ سے ماہر کے سینے پر سر رکھ کر بولی،

"کیا ہمیشہ ایسے ہی رہو گے؟"

ماہر نے مسکرا کر کہا،

"اس سے بھی زیادہ محبت کروں گا، مہنور۔"

رات کے آخری پہر تک وہ ایک دوسرے کی قربت میں کھوئے رہے،

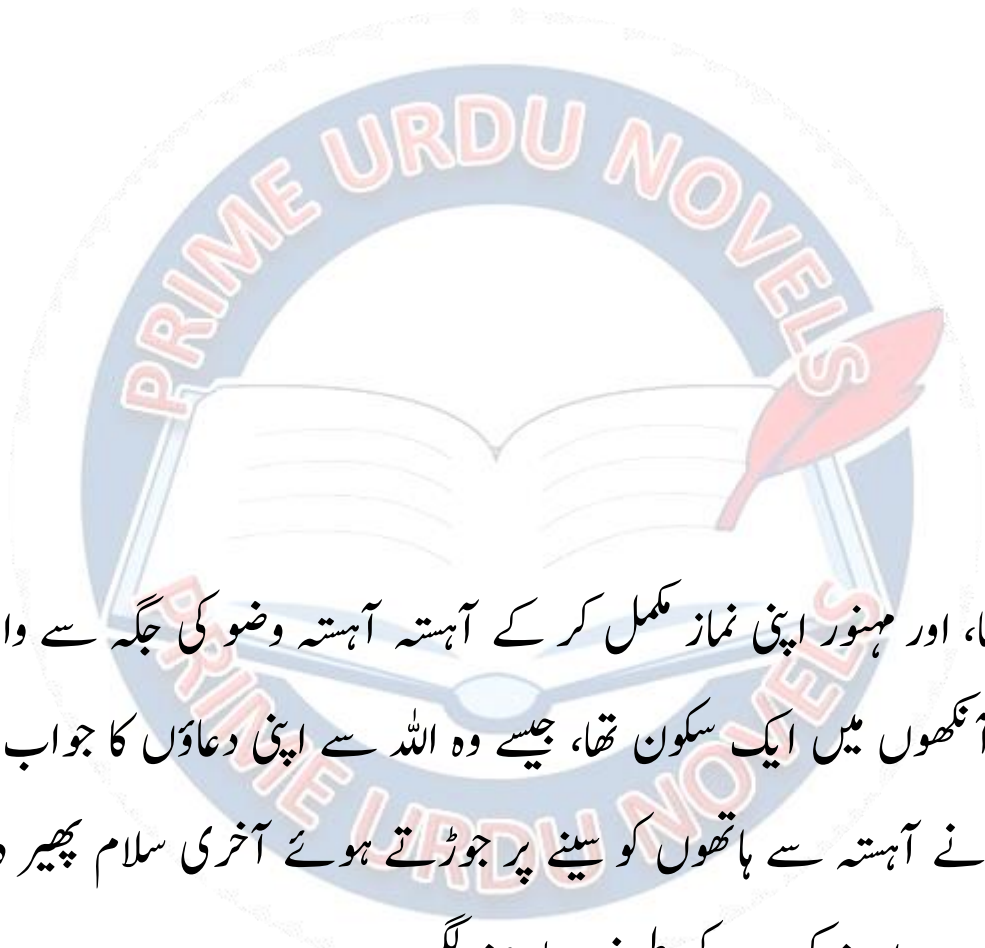
محبت اور وعدوں کی خوشبو میں لیٹے۔

اور پھر فجر کی اذان کے ساتھ،

ان کی محبت کی پہلی رات،

دعاؤں اور شکریہ کے ساتھ مکمل ہوئی۔

○○○○○○○○



صبح کا وقت تھا، اور مہنور اپنی نماز مکمل کر کے آہستہ آہستہ وضو کی جگہ سے واپس آ رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں ایک سکون تھا، جیسے وہ اللہ سے اپنی دعاؤں کا جواب حاصل کر چکی ہو۔ مہنور نے آہستہ سے ہاتھوں کو سینے پر جوڑتے ہوئے آخری سلام پھیر دیا اور پھر آہستہ قدموں سے اپنے کمرے کی طرف بڑھنے لگی۔

اس دوران، کمرے کے کونے میں چھپ کر، مہیر اس منظر کو بغضِ محبت دیکھ رہا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ یہ لمحے صرف اس کے اور مہنور کے درمیان ہیں، اور وہ دل کی گہرائیوں سے اس سکون کا حصہ بننا چاہتا تھا جو اس کی آنکھوں میں تھا۔

مہنور جب کمرے میں داخل ہوئی، تو اس نے فوراً مہیر کی موجودگی محسوس کی۔ اس کی نظریں مہیر پر پڑیں، اور وہ بے اختیار مسکرائی۔ "آپ یہاں کیسے؟" اس نے مسکرا کر کہا، لیکن اس کے لہجے میں ہچکچاہٹ بھی تھی، جیسے اس کے دل کی کچھ بات چھپ رہی ہو۔

مہیر ہنستے ہوئے اس کی طرف بڑھا۔ "تمہاری دعاؤں کی روشنی سے ہی تو یہ کمرہ روشن ہوا ہے،" وہ بولا اور پھر آہستہ سے اس کے قریب آگیا۔

"میں جانتا ہوں کہ تمہیں یہ سب پسند نہیں آتا، لیکن میں تمہارے سکون کی قیمت پر کچھ بھی کر سکتا ہوں۔" مہیر نے نرم آواز میں کہا اور پھر اس کی آنکھوں میں ایک گہری محبت کا احساس نظر آیا۔

مہنور نے سر جھکاتے ہوئے آہستہ سے کہا، "میرے لئے تمہاری محبت کا اظہار کافی ہے،  
مہیر۔"

مہیر نے پھر آہستہ سے اس کا ہاتھ تھام لیا، جیسے کہ وہ اسے اپنی حفاظت میں لے رہا ہو،  
اور اس کا دل دھڑک رہا تھا۔ "تمہیں کبھی تنہا نہیں ہونے دوں گا، مہنور۔" اس کے الفاظ  
میں ایک گہری وعدے کی شدت تھی۔

مہنور کی آنکھوں میں ابھی تک نماز کے بعد کا سکون باقی تھا، جب مہیر نے اس کا ہاتھ نرم  
سے پکڑا۔ اس کے ہاتھ کی گرمی اور قربت نے مہنور کو حیرانی کے ساتھ کچھ لمحوں کے لیے  
تھما دیا۔ اس کا دل دھڑک رہا تھا، اور مہیر کی موجودگی نے اسے خاصا بے چین کر دیا تھا۔



مہیر آہستہ سے اس کے قریب آیا اور پھر بغیر کوئی لفظ کہے، اسے اپنی باہوں میں بھر لیا۔ مہنور کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔ وہ لمحہ بے حد خاص تھا، جیسے وقت تھم سا گیا ہو۔ مہیر نے اس کے جسم کو اپنی گرمی میں لپیٹ لیا، اور اس کی خوشبو نے مہنور کو ایک نئی دنیا میں پہنچا دیا۔

"تم مجھے بہت خاص لگتی ہو، مہنور،" مہیر کی آواز میں ایک گہرا احساس تھا۔ اس کے الفاظ نہ صرف مہنور کے دل تک پہنچے بلکہ اس کی روح تک اثر انداز ہوئے۔

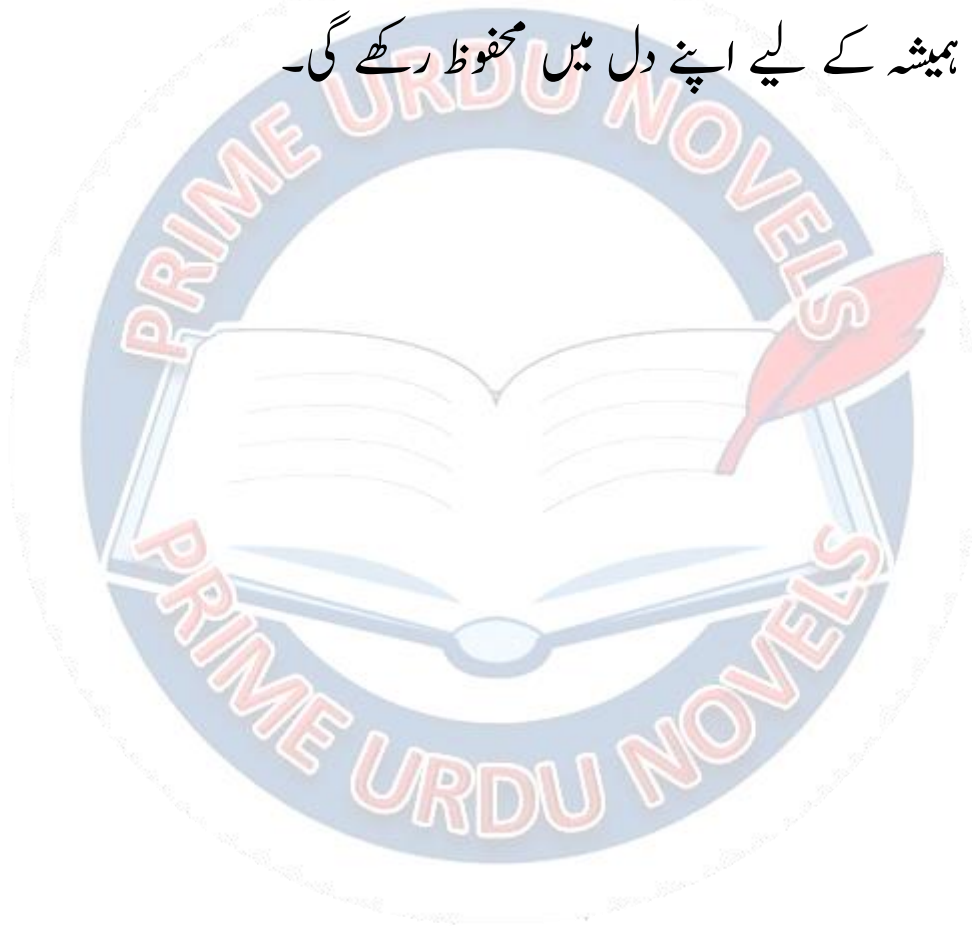
مہنور کا دل بے اختیار دھڑکنے لگا۔ "مہیر، میں تمہیں تکلیف نہیں دینا چاہتی،" اس نے دھیمی آواز میں کہا۔

"تمہیں تکلیف نہیں ہوگی، مہنور،" مہیر نے نرم لہجے میں کہا، "میں تمہیں ہمیشہ اپنی حفاظت میں رکھوں گا، تمہاری ہنسی اور خوشی میری زندگی کا مقصد ہیں۔"



وہ دونوں ایک دوسرے کی بانہوں میں خاموشی سے کھڑے رہے، جیسے وقت کا کوئی مفہوم نہیں تھا۔ صرف ایک دوسرے کی موجودگی تھی، جو انہیں مکمل کر رہی تھی۔

مہنور نے اپنی آنکھیں بند کیں اور مہیر کی گرمی میں مکمل طور پر سما گئی۔ اسے لگا کہ یہ وہ لمحہ ہے جسے وہ ہمیشہ کے لیے اپنے دل میں محفوظ رکھے گی۔



○○○○○○○

مہنور اور مہیر کی پہلی شادی کی صبح تھی۔

وہ دونوں اب ایک نئی زندگی کے سفر کی گواہ تھے۔ محنور اپنی نئی شادی شدہ زندگی میں تھوڑی بے چین تھی، مگر مہیر کے ساتھ سب کچھ ٹھیک لگ رہا تھا۔ دونوں نے ایک دوسرے کو صبح کا سلام کیا اور پھر سب کچھ آہستہ آہستہ معمول پر آ گیا۔

اسی دوران، زرین ان دونوں کو ناشتہ کے لیے بلانے آئی۔ زرین نے دوستوں کی طرح پہلے محنور کو دیکھا، پھر مہیر کو، اور مسکراتے ہوئے کہا، "ناشتہ تیار ہے، آج کی صبح بہت خاص ہے!"

محنور اور مہیر نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا، پھر دونوں ہنستے ہوئے زرین کے ساتھ ناشتہ تک چل دیے، جیسے ان کی زندگی کا ہر دن ایک نئے سفر کی شروعات ہو۔

ولیم کے دن کی صبح تھی، اور دونوں کی زندگی میں ایک نیا باب کھل چکا تھا۔ محنور نے اس دن کے لیے اس کی سفید کمر کی خوبصورت میکیسی تھی ... اس پر سنہری کڑھائی کی گئی تھی، جو اس کی قدرتی خوبصورتی کو اور بڑھا رہی تھی۔ اس کی جلد کا رنگ گلابی تھا، جو اس کی

مسکراہٹ اور شرم سے مزید چمک رہا تھا۔ اس کا چہرہ نرم اور معصوم تھا، اور آنکھوں میں ایک نیا خواب سجا تھا۔

دوسری طرف، مہیر نے اپنے ویسے کے دن کے لیے ایک سوٹ پہنا ہوا تھا، جس پر ہلکی سنہری کڑھائی کی گئی اس کی نظر میں خوشی تھی،

دونوں کا ولیمہ ایک دلکش محفل میں تبدیل ہو چکا تھا۔ زرین اور دوسرے رشتہ داروں نے ان دونوں کو خوش آمدید کہا اور ان کی زندگی کے اس نئے سفر کی کامیابی کے لیے دعائیں دیں۔ محفل میں سب کی نظریں محنور اور مہیر پر مرکوز تھیں۔ محنور کی شرم اور مہیر کی مسکراہٹ ان کی کہانی کے اہم لمحے کو مزید خاص بنا رہے تھے۔

مہیر کا ولیمہ خوشی کے ساتھ ساتھ ایک غمگین لمحہ بھی لے کر آیا تھا۔

آج کا دن مہیر کے لیے خاص تھا، مگر اس کی خوشی میں کچھ کمی تھی۔ وہ اپنے ولیمے کے دن خوش تو تھا کہ اس کی شادی ہو چکی تھی، لیکن اس کا دل کسی بات سے اداس تھا۔ اس کے دل میں ایک گہرا دکھ تھا کیونکہ آج کے دن کے ساتھ ایک اور اہم واقعہ بھی جڑا تھا۔ اس کی بہن زرین کی رخصتی۔

زرین، جو ہمیشہ مہیر کے قریب رہی تھی، آج اپنے نئے گھر جا رہی تھی۔ مہیر کے لیے یہ ایک پیچیدہ لمحہ تھا۔ وہ اپنی شادی کی خوشی منا رہا تھا، لیکن اس کے ساتھ ہی زرین کی رخصتی کا غم بھی دل میں تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اس کی زندگی میں کچھ لمحے ہمیشہ کے لیے بدل چکے ہیں۔

مخمر نے جب مہیر کو تھامتے ہوئے اس کی اداسی کو محسوس کیا، تو اس کی نظر میں ایک خاص محبت تھی۔ وہ سمجھ رہی تھی کہ اس کے شوہر کے دل میں کتنی پیچیدگیاں چھپی ہوئی ہیں۔ وہ جانتی تھی کہ مہیر کا دل خوشی اور غم دونوں میں بٹا ہوا ہے۔

دوسری طرف، زرین کی رخصتی کے لمحے پر، مہیر نے اس کی مسکراہٹ کے پیچھے چھپی غمگینی کو محسوس کیا۔ وہ جانتا تھا کہ وہ زرین کی زندگی میں اہم کردار ادا کرتا ہے، اور آج وہ اس کا ایک ایسا حصہ تھا جسے وہ کبھی نہیں بھول سکتا تھا۔ زرین کی آنکھوں میں بھی اداسی تھی، مگر وہ اپنی نئی زندگی کا آغاز کرنے کے لیے تیار تھی۔

ولیمہ کی محفل میں اس قدر مسکراہٹیں اور خوشیاں تھیں، مگر مہیر کی آنکھوں میں ایک چمک اور اداسی کا امتزاج تھا جو اس کے دل کی گہرائیوں کو ظاہر کر رہا تھا۔ یہ دن اس کی زندگی کا سنگ میل تھا، لیکن ساتھ ہی یہ اس کی زندگی میں کچھ اہم رشتہ داروں کے ساتھ رخصت ہونے کا لمحہ بھی تھا۔

○○○○○○○

محمور اور مہیر کا ولیمہ کا فنکشن ختم ہو چکا تھا، اور تمام مہمان اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے تھے۔



پورے دن کی ہلچل اور خوشیوں کے بعد، اب دونوں تھکے ہوئے لیکن خوش تھے۔ مہیر نے ہاتھ میں ٹائل پکڑی اور محنور کو اپنے کمرے کی طرف بلایا۔ جب دونوں کمرے میں پہنچے، تو سب کچھ پر سکون تھا، جیسے دنیا کی تمام آوازیں ختم ہو چکی ہوں۔

محنور تھوڑی سی شرماتے ہوئے بیڈ پر بیٹھ گئی۔ وہ ولیمے کی تمام ہلچل کے بعد اب تھوڑی سی تھکی ہوئی تھی، مگر اس کا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا۔ مہیر نے دروازہ بند کیا اور آرام سے اس کے سامنے آکر بیٹھ گیا۔ اس کی نظریں محنور پر مرکوز ہو گئیں۔

"تمہاری خوبصورتی کا کیا کہنا، محنور،" مہیر نے نرم لہجے میں کہا، اور اس کی آواز میں محبت اور سچائی تھی۔ "آج تم نے جو ساڑھی پہنی، وہ تم پر اس قدر خوبصورت لگ رہی تھی، جیسے تم خود چاند ہو، اور سچ میں، تمہاری مسکراہٹ نے تو محفل ہی بدل ڈالی تھی۔"



محور کا دل دھڑکنے لگا، وہ مہیر کی تعریفوں پر شرماتی ہوئی مسکراہٹ دینے لگی۔ "تم بھی تو بہت اچھے لگے، مہیر،" اس نے نرم آواز میں کہا، "تمہاری شیروانی نے تمہیں بالکل ایک شہزادے کی طرح دکھایا ہے۔"

مہیر ہنس دیا اور آہستہ سے محور کے قریب آیا۔ اس نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا، "آج کے دن تمہاری ہر بات، تمہارا ہر پل میرے دل کو بہت قریب آیا۔"

پھر اس نے محور کو نرمی سے اپنے قریب کھینچ لیا اور اس کی پیشانی پر ایک نرم بوسہ دیا۔ "میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں، محور،" مہیر نے کہا، "کہ تمہاری موجودگی میری زندگی کا سب سے خوبصورت لمحہ ہے۔"

محور کا دل دھڑک رہا تھا اور وہ تھوڑی سی شرمائی ہوئی تھی، لیکن اس کی آنکھوں میں محبت اور اعتماد کی جھلک تھی۔ "مہیر،" اس نے کہا، "تمہاری یہ باتیں میری دنیا بدل دیتی ہیں۔"

دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے، اس لمحے کو جیتنے کی کوشش کر رہے تھے۔ کمرے کا ماحول رومانوی تھا، اور وہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ اس نئے سفر کے آغاز کو محسوس کر رہے تھے۔ ان کا دل ایک دوسرے کے قریب تھا، اور ان کی مسکراہٹیں اس لمحے کو ہمیشہ کے لیے یادگار بنا رہی تھیں۔

oooooooo

ولیم کی رات کے بعد، ان کی زندگی میں محبت کی وہ لکیریں اور لمحے تھے جنہیں وہ ہمیشہ یاد رکھتے۔ دونوں ایک دوسرے کی معصومیت، محبت اور ایک دوسرے کے لئے بے پناہ چاہت کو وقت گزار کر سمجھنے لگے۔ دونوں کا رشتہ سچے جذبات، پیار اور ایک دوسرے کی حمایت سے مزید مضبوط ہوتا گیا۔

مہیر اپنی مصروف زندگی میں جب تھکا ہارا گھر واپس آتا، تو محنور کی مسکراہٹ اور اس کا نرم لہجہ اس کے لیے سکون کا باعث بن جاتے۔ وہ جانتا تھا کہ اس کی زندگی کا مقصد محنور کے

ساتھ ہر پل جینا ہے۔ محنور نے اپنی سادگی اور محبت سے مہیر کی دنیا بدل دی تھی۔ وہ اس کے ساتھ ہر لمحہ گزارنے کو قیمتی سمجھتا تھا۔

دوسری طرف، محنور بھی مہیر کی محبت میں ڈوبی ہوئی تھی۔ اس کی زندگی کی سب سے بڑی خواہش یہ تھی کہ وہ ہمیشہ مہیر کے ساتھ رہ سکے، چاہے حالات جیسے بھی ہوں۔ ان کی زندگی میں ہنسی مذاق، محبت بھری باتیں اور چھوٹے چھوٹے خوشی کے لمحے ان کے رشتہ کو اور بھی مضبوط کرتے گئے۔

دونوں کی زندگی میں کبھی کبھی کچھ چیلنجز آتے، مگر وہ ہر مشکل کو مل کر حل کرتے اور ایک دوسرے کی حمایت میں ہمیشہ کھڑے رہتے۔ دونوں کی محبت، اعتماد اور ایک دوسرے کے لیے قربانی نے ان کی شادی کو ایک کامیاب اور خوشحال رشتہ بنایا۔

ان کی زندگی میں محبت کی گہرائی، تعلقات کی مضبوطی اور ایک دوسرے کے ساتھ گزارے ہوئے ہر لمحے نے ان کی indagi کو ایک خواب کی طرح بنا دیا تھا۔

اور یوں، محنور اور مہیر کی کہانی محبت کی ایک خوبصورت مثال بن کر ہمیشہ کے لیے یاد رکھی گئی۔

○○○○○○○

مہنور اور ماجیر کی شادی کو ابھی دو ہفتے ہی گزرے تھے۔ دونوں ایک شاندار اور خوبصورت گھر میں رہتے تھے۔ وہ گھر ہر لحاظاً — کشادہ کمرے، دلکش لان، اور ایک خوبصورت چھت جہاں شام کو بیٹھ کر چائے پینا ایک خواب جیسا لگتا تھا

دونوں نے اپنی نئی زندگی کا آغاز محبت اور خوشیوں سے بھرا تھا۔ ہر دن ان کے لیے ایک نئی خوشی لے کر آتا تھا۔

اب، شادی کے دو ہفتے بعد، مہنور اور ماجیر نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ اپنے ہنی مون کے لیے پیرس جائیں گے محبتوں کا شہر، جہاں ہر گلی اور ہر منظر رومانویت سے لبریز تھا۔ ٹکٹیں بک ہو چکی تھیں، ہوٹل کا بندوبست بھی ہو چکا تھا، اور مہنور کا دل خوشی سے باؤلا ہو رہا تھا۔

لیکن جانے سے پہلے مہنور کی ایک چھوٹی سی خواہش تھی۔

وہ اپنی نانی سے ملنا چاہتی تھی اپنی پیاری نانی جو بچپن سے اس کے دل کے سب سے قریب تھیں۔

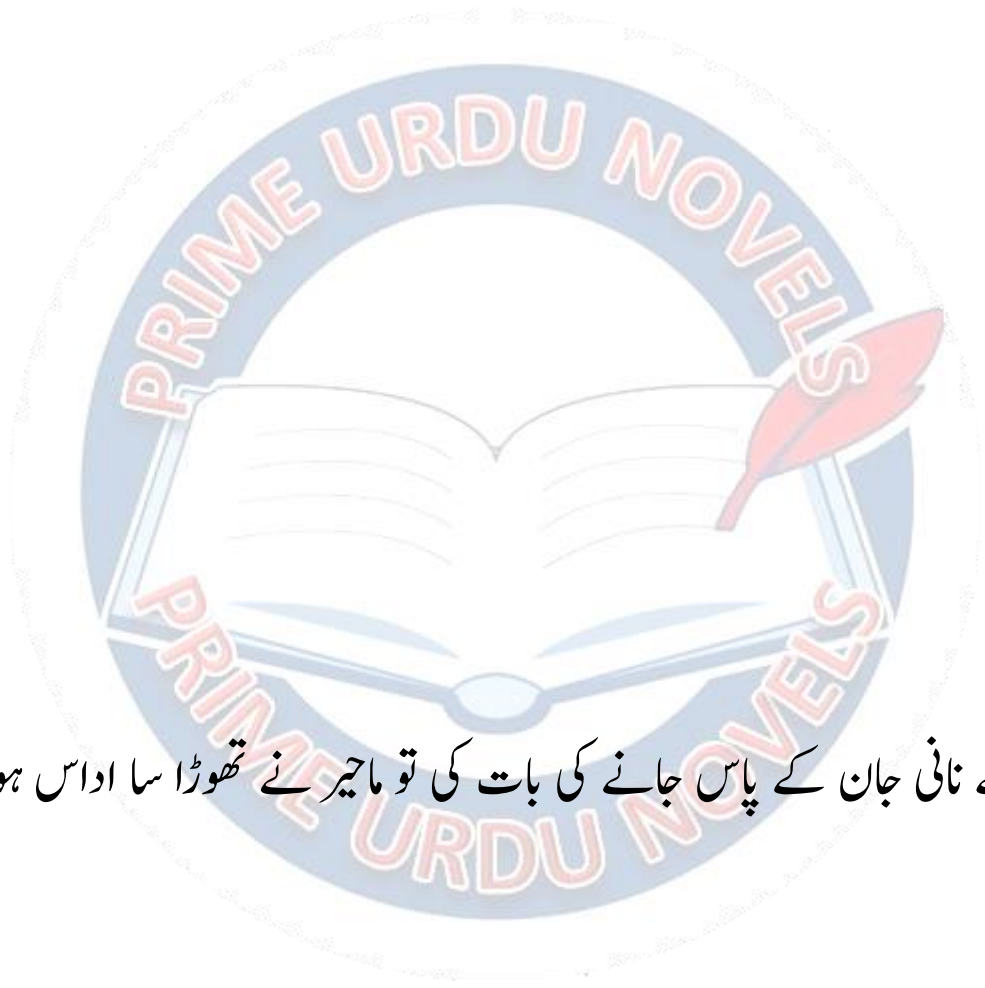
نانی جان ہمیشہ مہنور کے ہر بڑے موقع پر دعائیں دیتی تھیں، اور اب جب کہ مہنور اپنی زندگی کے نئے سفر پر نکل رہی تھی، وہ چاہتی تھی کہ نانی کے ہاتھوں سے دعائیں لے کر جائے۔

مہنور نے ایک دن صبح ماجیر سے کہا:

"ماجیر، میں چاہتی ہوں پیرس جانے سے پہلے ایک دن کے لیے نانی جان کے پاس چلی جاؤں۔ اُن کی دعا لینا میرے لیے بہت ضروری ہے۔"



○○○○○



جب مہنور نے نانی جان کے پاس جانے کی بات کی تو ماجیر نے تھوڑا سا اداس ہو کر گہری سانس لی۔

وہ نرمی سے بولا،

"مہنور... تم چلی جاؤ گی تو میں یہاں اکیلا کیسے رہوں گا؟ تمہارے بغیر یہ گھر سنسان لگے گا۔"



مہنور نے شرارت سے مسکرا کر کہا،

"ارے ماجیر! بس تھوڑی دیر کی تو بات ہے، پھر تو ہم دونوں ساتھ پیرس جا رہے ہیں۔"

ماجیر نے اس کے قریب آ کر دھیمی آواز میں کہا،

"پتہ ہے مہنور، جب تم پاس ہوتی ہو تو یہ دنیا جنت لگتی ہے... اور جب تم نظروں سے اوجھل ہو جاتی ہو، تو سب کچھ سٹاٹا سا محسوس ہوتا ہے۔"

تمہاری ہنسی، تمہاری خوشبو، یہ سب میرے دل کی ضرورت بن چکی ہے...

تم چلی جاؤ گی تو دل خالی خالی سا ہو جائے گا۔"

ماجیر کی آنکھوں میں سچائی اور محبت کی چمک تھی۔

مہنور یہ سن کر شرما گئی۔ اس کا چہرہ سرخ ہو گیا، نظریں جھک گئیں، دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔

لیکن محبت میں چھپی نرمی کے باوجود، وہ اپنی ضد پر قائم رہی۔

وہ مسکراتے ہوئے بولی،

"بس تھوڑی دیر کی تو بات ہے ماجیر... نانی جان کی دعائیں بہت ضروری ہیں۔ پھر میں ہمیشہ کے لیے تمہارے ساتھ ہوں گی۔"

ماجیر نے ہار مانتے ہوئے ایک شرارتی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا،  
"ٹھیک ہے، لیکن وعدہ کرو کہ جلدی واپس آؤ گی... کیونکہ تمہارا ماجیر تمہیں بہت یاد کرے گا۔"

مہنور ہنستی ہوئی اندر کمرے کی طرف بھاگ گئی اور پیچھے رہ گیا ماجیر، جو اس کی شرمائی ہوئی چال دیکھ کر دل ہی دل میں مسکرا رہا تھا۔

○○○○○

اگلا دن بہت خاص تھا۔

مہنور اور ماجیر نے صبح سویرے اپنا سامان تیار کیا۔ مہنور نے نانی جان سے ملاقات کر کے ان کی ڈھیروں دعائیں لے لی تھیں، اور اب وہ دونوں ایک نئے خواب کی سرزمین پیرس کی طرف روانہ ہو رہے تھے۔

ایئرپورٹ پر مہنور کے چہرے پر ہلکی سی گھبراہٹ چھپی ہوئی تھی، جسے وہ چھپانے کی کوشش کر رہی تھی۔

جہاز میں سوار ہوتے ہی جب مہنور نے کھڑکی سے نیچے کی دنیا دیکھی، تو اس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔

سیٹ پر بیٹھتے ہی وہ اپنے دونوں ہاتھ ماجیر کے ہاتھ میں دے کر دبائے لگی۔

ماحیر نے فوراً اس کی کیفیت کو محسوس کیا۔

نرمی سے اس کے کان کے قریب جھک کر بولا،

"ڈرنے کی ضرورت نہیں میری جان... میں تمہارے ساتھ ہوں۔"

مہنور نے تھوڑا سا سر ہلا کر مسکراتے کی کوشش کی، مگر اس کے چہرے کی ہلکی سی کپکپاہٹ صاف ظاہر کر رہی تھی کہ وہ کتنی خوفزدہ ہے۔

جہاز نے جیسے ہی رن وے پر دوڑنا شروع کیا، مہنور نے بے اختیار اپنی آنکھیں بند کر لیں اور ماحیر کا بازو مضبوطی سے تھام لیا۔

ماحیر نے محبت سے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا،

"بس تھوڑی دیر کی بات ہے... پھر ہم بادلوں کے اوپر ہوں گے، اور یہ دنیا نیچے رہ جائے گی۔"

مہنور نے دھیمی آواز میں کہا،

"ماجیر... مجھے ڈر لگتا ہے۔"

ماجیر ہنس کر بولا،

"اگر تم ڈر رہی ہو، تو میرا ہاتھ اور بھی مضبوطی سے پکڑ لو... کیونکہ جب تمہاری انگلیاں میری انگلیوں میں قید ہوتی ہیں، تو مجھے دنیا کی کوئی پروا نہیں رہتی۔"

مہنور نے آنکھیں کھول کر شرمیلی نظروں سے اسے دیکھا۔ ماجیر کے الفاظ نے اس کے دل میں ایک عجیب سی طمانیت بھر دی تھی۔

جہاز اب آسمان پر بلند ہو چکا تھا، اور مہنور نے ہچکچاتے ہوئے کھڑکی سے باہر جھانکا — نیلا آسمان، روئی جیسے بادل، اور نیچے بکھری ہوئی روشنیوں کا جال۔

ماجیر نے اس کے ہاتھ تھامے رکھے اور آہستہ سے کہا،

"دیکھو مہنور... یہ منظر ہماری محبت کی طرح خوبصورت ہے۔ ڈرنے کی نہیں، ان لمحوں کو جینے کی ضرورت ہے۔"



مہنور نے ہنستے ہوئے سر ہلایا اور ماجیر کے کندھے پر سر رکھ دیا۔

پھر دونوں نے بادلوں کے پار اپنے نئے سفر کا خواب آنکھوں میں بسا لیا — ایک خواب، جو اب حقیقت بننے جا رہا تھا۔

○○○○○○○

جب جہاز نے پیرس کی سرزمین کو چھوا تو مہنور کے چہرے پر خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

ماجیر نے ایک ٹیکسی بک کر رکھی تھی، اور تھوڑی ہی دیر میں وہ دونوں اپنے ہوٹل پہنچ گئے۔

ہوٹل کوئی عام ہوٹل نہیں تھا، بلکہ ایک خوبصورت، رومانی انداز کا محل نما ہوٹل تھا، جہاں ہر دیوار، ہر راہداری میں محبت کی خوشبو بسی ہوئی تھی۔

ماجیر نے خاص طور پر ایک سوئیٹ بک کر رکھا تھا — مہنور کے لیے ایک سرپرائز۔



جب لفٹ کے ذریعے وہ اوپر پہنچے اور ماجیر نے دروازہ کھولا تو مہنور جیسے پل بھر کے لیے ساکت رہ گئی۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی ایک میٹھا سا خوشبو کا جھونکا مہنور کو چھو گیا۔

کمرہ روشنیوں میں نہایا ہوا تھا، مگر وہ روشنی تیز نہیں تھی، بلکہ مدھم اور نرم سنہری روشنیوں کا جال بنا گیا تھا۔

فرش پر سرخ گلاب کی پتیاں بکھری ہوئی تھیں جو دل کی شکل میں ترتیب دی گئی تھیں، اور درمیان میں "Welcome My Love" کے الفاظ گلابوں سے لکھے گئے تھے۔

بیڈ کے اوپر سفید اور سرخ رنگ کی ریشمی چادریں بچھی تھیں، اور ان پر دل کی شکل میں مزید پھولوں کی ترتیب دی گئی تھی۔

بیڈ کے دونوں طرف خوشبودار موم بتیاں جل رہی تھیں، جن کی ہلکی ہلکی خوشبو فضا کو مزید رومانوی بنا رہی تھی۔

کھڑکی سے باہر پیرس کا شہر جھلملا رہا تھا — دُور ایفل ٹاور کی چمکتی روشنی ایک خواب سا منظر پیش کر رہی تھی۔

کمرے کے ایک کونے میں ایک چھوٹا سا ٹیبل سجا تھا، جس پر چاکلیٹس، مہنگی خوشبو، اور ایک سفید رنگ کا پھولوں سے بھرا گلدستہ رکھا تھا، جس میں ایک چھوٹا سا کارڈ تھا:

"میری دنیا صرف تم سے روشن ہے، مہنور۔"

مہنور حیرت اور خوشی کے ملے جلے جذبات کے ساتھ کمرے کو دیکھتی رہی۔

اس کی آنکھیں نم ہو گئیں، دل محبت سے بھر گیا۔

وہ خاموشی سے پلٹی اور ماجیر کو دیکھنے لگی، جو دروازے سے ٹیک لگائے اسے دیکھ رہا تھا، مسکرا رہا تھا۔

ماجیر آہستہ سے بولا:

"یہ سب تمہارے لیے ہے مہنور... کیونکہ تم میری زندگی میں خوشیوں کا سب سے حسین رنگ ہو۔"

○○○○○○○

مہنور ماجیر کے سینے سے لگی خاموش کھڑی تھی۔ کمرہ گلابوں کی خوشبو سے مہک رہا تھا، اور باہر پیرس کی رات ایک حسین خواب کی مانند ان کے انتظار میں تھی۔

ماجیر نے نرمی سے مہنور کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیا اور اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے محبت سے بولا،

"مہنور... تمہاری ہر خواہش، ہر خواب، آج سے میرا وعدہ ہے۔"

مہنور نے نظریں جھکا لیں، اس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا تھا۔

اس کے رخسار گلاب کی پنکھڑیوں کی طرح لال ہو چکے تھے۔

ماجیر نے آہستہ سے اس کی ٹھوڑی اٹھائی، اور اپنے لب اس کے ماتھے پر رکھ دیے۔

وہ بوسہ ایسا تھا جیسے کسی پاکیزہ دعا کی مہر ہو۔

مہنور نے آنکھیں بند کر کے وہ لمس محسوس کیا، اور خود کو ماجیر کی محبت میں مکمل طور پر سونپ دیا۔

کمرے میں جلتی موم بتیوں کی روشنی میں ان دونوں کے سائے دیواروں پر رقص کر رہے تھے۔

ماجیر نے آہستہ آہستہ مہنور کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیا اور اسے بیڈ کی طرف لے آیا۔

بستر پر پھولوں کی خوشبو بکھری ہوئی تھی۔

ماجیر نے مہنور کو آرام سے بٹھایا اور اس کے قریب آ کر دھیمے لہجے میں کہا،

"آج کی رات صرف تمہاری مسکراہٹ کی رات ہے... بس تم اور میں، اور ہماری بے انتہا محبت۔"

مہنور نے شرماتے ہوئے سر جھکا لیا۔

ماجیر نے نرمی سے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرا، جیسے وہ کسی نازک چیز کو چھو رہا ہو۔

پھر دونوں ایک دوسرے کی قربت میں کھو گئے۔

لفظوں کی کوئی ضرورت نہیں رہی تھی، آنکھوں نے ساری باتیں کہہ دی تھیں۔

باہر ایفل ٹاور کی روشنی جھلملاتی رہی،

اور اندر ایک نئی محبت کی دنیا آباد ہو گئی —

محبت کی وہ پہلی رات، جس میں مہنور اور ماجیر نے ایک دوسرے کے وجود میں اپنا ہمیشہ کا سکون تلاش کر لیا۔



اگلی صبح پیرس کی ٹھنڈی، خوشگوار ہوا نے مہنور کو جگایا۔  
 ہلکی ہلکی خوشبو لیے ہواؤں میں ایک نرمی تھی، جیسے خود فضا بھی ان کی محبت میں ڈوبی ہو۔  
 ماجیر پہلے سے جاگ چکا تھا اور مہنور کے لیے ناشتہ کمرے میں منگوایا تھا — تازہ بیکڈ  
 کروساں، شہد، تازہ پھل، اور خوشبو دار کافی۔  
 مہنور نے ناشتہ کرتے ہوئے کھڑکی سے باہر جھانکا تو اس کی آنکھوں میں ایک چمک سی آ  
 گئی۔

ماجیر نے مسکراتے ہوئے کہا،

"تیار ہو جاؤ میری جان، آج میں تمہیں پیرس کی سب سے حسین جگہیں دکھانے لے جا رہا  
 ہوں۔"



مہنور نے خوشی سے سر ہلا دیا۔

سب سے پہلا پڑاؤ تھا: ایفل ٹاور

ماجیر مہنور کا ہاتھ تھامے، اسے لے کر ایفل ٹاور کے قریب پہنچا۔

دن کی روشنی میں ایفل ٹاور سنہری چمک لیے کھڑا تھا — اپنی تمام شان و شوکت کے ساتھ۔

مہنور حیرت سے اسے دیکھتی رہی، اور ماجیر نے شرارت سے کہا،

"دیکھو مہنور، یہ پیرس کا دل ہے... بالکل ویسے جیسے تم میرے دل کی دھڑکن ہو۔"

وہ دونوں ہنستے ہوئے اوپر کی منزلوں تک گئے، اور وہاں سے پورے پیرس کا دلکش منظر ان کی نظروں کے سامنے بچھ گیا۔

دور تک بہتی ہوئی سین دریا کی لہریں، چھوٹی چھوٹی رنگین چھتیں، اور گلیوں میں چہل پہل — سب کچھ ایک خواب جیسا تھا۔

پھر وہ گئے: سین دریا کی کشتی کی سیر پر

شام ہوتے ہی ماجیر نے مہنور کے لیے ایک کشتی کا ٹور بک کیا۔

درمیانی روشنی میں دریا کے کنارے روشن چراغ، پلوں کے نیچے سے گزرتی کشتی، اور ہلکی موسیقی کا سحر —

مہنور نے ماجیر کے کندھے پر سر رکھتے ہوئے آنکھیں بند کر لیں۔

یہ لمحہ ایسا تھا جسے وہ زندگی بھر کے لیے قید کر لینا چاہتی تھی۔

لور میوزیم

دن ڈھلنے لگا تو وہ لوور میوزیم گئے — دنیا کا سب سے مشہور عجائب گھر۔

شیشے کے اہرام نما دروازے کے پاس کھڑے ہو کر ماجیر نے مہنور کی ایک تصویر لی،

اور کہا،

"میری زندگی کی سب سے خوبصورت تخلیق تم ہو، مہنور۔"

مہنور شرماتے ہوئے ہنس پڑی۔

میوزیم کے اندر، وہ دونوں ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے مشہور تصویریں اور مجسمے دیکھتے رہے، مگر ان کی اپنی دنیا بس ایک دوسرے کے گرد گھوم رہی تھی۔

مونمارتر کی پہاڑی اور ساکرے کرچرچ

شام ڈھلے، وہ مونمارتر کی اونچی پہاڑی پر پہنچے۔

وہاں سے پورے پیرس کا منظر ایسا لگتا تھا جیسے کسی مصور نے خوابوں میں رنگ بھر دیے ہوں۔

ہوا میں خنکی تھی، چرچ کی سفید عمارت شام کی روشنی میں دودھیا چمک رہی تھی، اور سڑکوں پر مصور اپنے فن پارے بنا رہے تھے۔

ماجیر نے مہنور کو اپنے قریب کیا اور سرگوشی میں کہا،

"یہ منظر خوبصورت ہے، لیکن تمہاری مسکراہٹ کے سامنے تو یہ بھی پھیکا پڑ جاتا ہے۔"

مہنور کی آنکھیں نم ہو گئیں — خوشی سے۔

یہ ایک دن تھا جو محبت، خوابوں اور حسین لمحوں سے بھر گیا تھا۔

پیرس — محبت کا شہر — اب ان دونوں کی یادوں میں بس چکا تھا۔



oooooooo

وقت کا پرندہ اپنے پروں پر خوشیوں کے رنگ سجا کر اڑتا رہا۔

ماحیر اور مہنور کی زندگی میں محبت ہر گزرتے دن کے ساتھ اور گہری ہوتی گئی۔

ایک سال بعد جب مہنور نے ماجیر کو یہ خوشخبری سنائی کہ وہ ماں بننے والی ہے، تو ماجیر کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔

اس نے پورے دل سے مہنور کا خیال رکھا۔

اس کے چھوٹے چھوٹے ناز اٹھائے،

اس کی پسند کی چیزیں لائیں،

اور ہر لمحہ اس کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھنے کی کوشش کی۔

اب آٹھواں مہینہ تقریباً مکمل ہونے کو تھا۔

ان دونوں نے اپنے ننھے مہمان کے لیے کمرہ بھی سجا لیا تھا۔ ننھے ننھے کپڑے، رنگ برنگے کھلونے، دیواروں پر کارٹونز، اور ایک چھوٹا سا نرم بستر۔

مہنور کی طبیعت کچھ دنوں سے بہتر تھی، لیکن آج...

آج کا دن کچھ الگ تھا۔



سورج کی روشنی کمرے میں پھیل رہی تھی جب مہنور نے ایک دم پیٹ پر ہاتھ رکھ کر کراہتے ہوئے ماجیر کو آواز دی۔

چہرہ پسینے سے تر، سانسیں بھاری ہو رہی تھیں۔

ماجیر گھبرا کر بھاگتا ہوا اس کے پاس آیا۔

"مہنور! کیا ہوا؟ مہنور بات کرو مجھ سے!"

ماجیر کی آواز میں خوف اور بے بسی دونوں شامل تھے۔

مہنور نے ٹوٹی ہوئی آواز میں کہا،

"ماجیر... مجھے بہت درد ہو رہا ہے..."

ماجیر نے فوراً ایمبولینس کو کال کیا۔



اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے، دل تیز تیز دھڑک رہا تھا۔

وہ بار بار مہنور کے ماتھے پر ہاتھ پھیر کر تسلی دیتا،

"کچھ نہیں ہوگا میری جان... میں ہوں تمہارے ساتھ... تمہیں اور ہمارے بچے کو کچھ نہیں ہونے دوں گا۔"

ایسبولینس آچکی تھی۔

ماجیر نے خود مہنور کو بانہوں میں اٹھایا اور دوڑتے ہوئے نیچے لے آیا۔

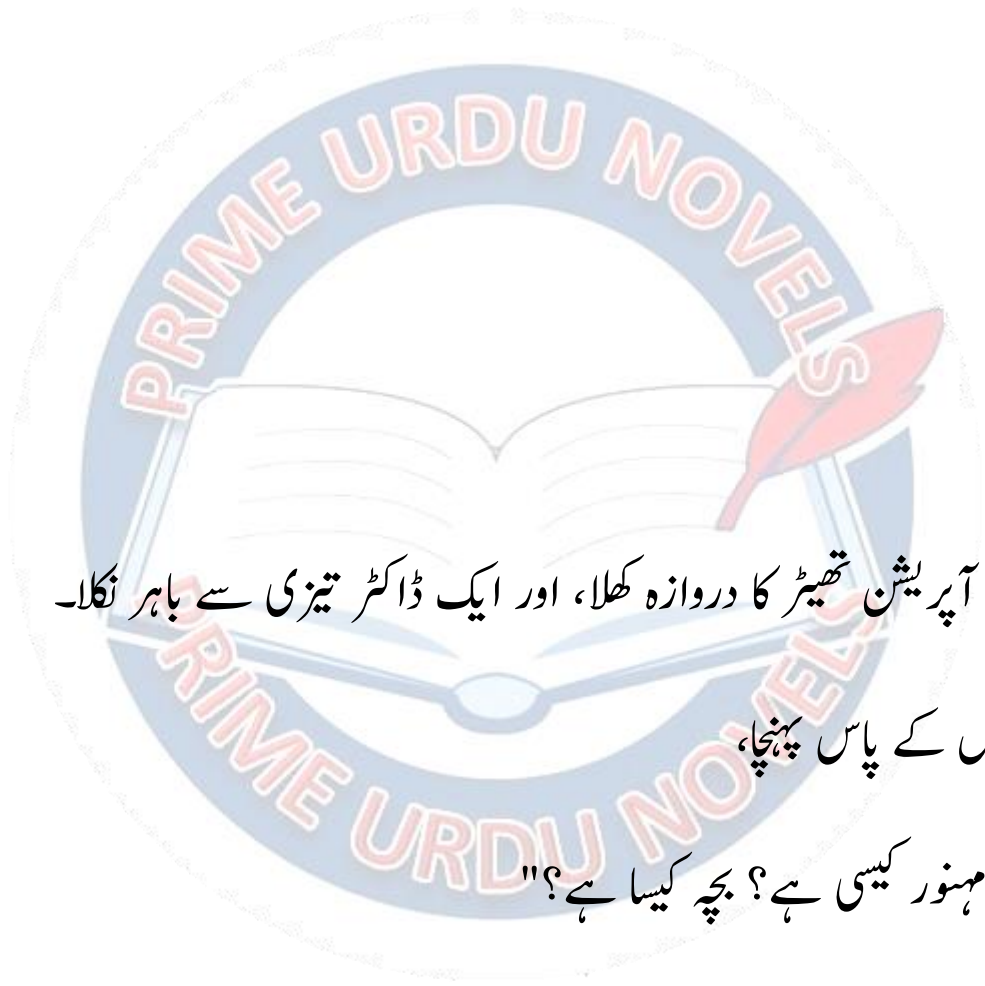
راستے میں مہنور کی آنکھیں نیم بند ہو رہی تھیں، اور ماجیر کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے۔

اسپتال کا عملہ فوری طور پر حرکت میں آیا۔

مہنور کو اسٹریچر پر ڈال کر اندر لے جایا گیا،

اور ماجیر ہاتھ جوڑے اللہ سے دعا مانگتا رہا:

"یا اللہ... میری مہنور اور میرے بچے کی حفاظت فرما... یا اللہ ان دونوں کو اپنی امان میں رکھ..."



چند لمحوں بعد آپریشن تھیٹر کا دروازہ کھلا، اور ایک ڈاکٹر تیزی سے باہر نکلا۔  
ماجیر دوڑ کر اس کے پاس پہنچا،  
"ڈاکٹر! میری مہنور کیسی ہے؟ بچہ کیسا ہے؟"

ڈاکٹر نے گہری سانس لیتے ہوئے نرمی سے کہا،

"ہماری پوری کوشش ہے۔ بچہ محفوظ ہے، ان شاء اللہ وہ بچ جائے گا... لیکن... ماں کی حالت بہت نازک ہے۔"

خون کی کمی ہے، اور کچھ پیچیدگیاں ہو گئی ہیں۔ ہم کوشش کر رہے ہیں، لیکن اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔"

ماحیر کو ایسا لگا جیسے کسی نے اس کے پیروں تلے سے زمین کھینچ لی ہو۔

وہ ایک لمحے کے لیے گم سم کھڑا رہ گیا،

پھر اچانک غصے اور بے بسی سے ڈاکٹر پر برس پڑا:

"تم لوگ کیا کر رہے ہو اندر؟"

تمہیں میری مہنور کو کچھ نہیں ہونے دینا سمجھ آئے!

اگر اسے کچھ ہوا تو میں کسی کو معاف نہیں کروں گا!"

ڈاکٹر نے نرمی سے ماحیر کو تسلی دی،

"ہم اپنی پوری کوشش کر رہے ہیں... لیکن کچھ چیزیں انسان کے بس میں نہیں ہوتیں۔ دعا کریں۔"

Welcome in to prime urdu novels & publications.

پرائم اردو ناولز میں خوش آمدید۔

- پرائم اردو ناولز میں بحیثیت لکھاری شمولیت اختیار کریں اور اپنی تحریروں، ناولز، افسانوں کا پی ڈی ایف لنک حاصل کریں۔ اور دنیا بھر میں ہماری ویب سائٹ کے لاکھوں قارئین تک اپنی تحریر ایک کلک میں پہنچائیں۔ لیکن دھیان رہے کہانی بولڈ نہ ہو، کیونکہ بے حیائی پھیلانے والوں کے لئے سخت وعید آئی ہے۔۔
- اگر آپ اپنی تحریروں کو کتابی شکل میں محفوظ کرنا چاہتے ہیں تو ہم آپ کو خصوصی ڈسکاؤنٹ پر آپ کی مرضی کی تعداد میں کتابیں بنا کر دیں گے۔
- ہمارے گروپ میں اپنی تحریر اپنے پیج لنک کے ساتھ پوسٹ کریں اور اپنے پیج کی پرموشن کے لئے اس سنہرے موقع سے فائدہ اٹھائیں۔

• اپنے پیچ پر ہماری ویب سائٹ کا پی ڈی ایف لنک شیئر کرک اپنے ریڈرز کو پی ڈی ایف سے آف لائن ناولز پڑھنے کی سہولت فراہم کریں۔

• اپنے ناولز کو ویب سائٹ کے ساتھ دیگر سٹریمنگ پلیٹ فارمز جیسے یوٹیوب پر بھی پڑھنے کی سہولت فراہم کریں اپنے ریڈرز کو۔

• اپنی تحریروں کے لئے دیدہ زیب اور دلکش ٹائٹل اور پرموشنل پوسٹ بنوانے کے لئے ہمارے گرافک ڈیزائنر کی خدمات مفت حاصل کریں۔

• اگر آپ کو اپنی تحریروں کو لکھنے میں راہنمائی کی ضرورت ہو تو ہماری ٹیم میں موجود سینئر لکھاری آپ کو مکمل راہنمائی فراہم کریں گے۔

تو پھر دیر کس بات کی، ابھی ہمارے گروپ کو جوائن کریں اور اپنی تحریر پوسٹ کریں اور ہماری ٹیم کا حصہ بن جائیں۔ کیوں کہ ہم اپنے سب لکھاریوں کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں۔ مزید معلومات کے لئے ہمیں میسنجر پر انبکس کریں یا واٹس ایپ پر رابطہ کریں۔



Whatsapp : 03335586927

Prime Urdu Novels Group Link

<https://www.facebook.com/groups/517883045059344/>

اسی وقت مہنور کی نانی، جو اطلاع پا کر اسپتال پہنچی تھیں، آگے بڑھیں اور ماجیر کا ہاتھ تھام کر نرم لہجے میں بولیں:

"بیٹا... غصے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔"

اب جو کچھ بھی ہے، اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

اب وقت ہے صبر اور دعا کا۔"

نانی کے الفاظ نے ماجیر کے دل پر جیسے کوئی مہر ثبت کر دی۔

اس نے خاموشی سے سر جھکایا،

اور اسپتال کے کمرے کے ایک کونے میں جا کر بیٹھ گیا۔



اس نے اپنے جوتے اتارے،

ہاتھ اٹھائے اور آنکھوں سے آنسو بہتے ہوئے رب کے حضور جھک گیا۔

مسجد کی اذان کی آواز کانوں میں گونج رہی تھی،

ماحیر نے سجدے میں سر رکھ کر روتے ہوئے کہا:

"یا اللہ... میری مہنور کو سلامت رکھنا۔

یا اللہ... تو سب کچھ کر سکتا ہے۔

تو رحم فرما، یا رب...

میں کچھ نہیں بس ایک بے بس بندہ ہوں... میری محبت، میری زندگی کی خیر کر دے...

یا اللہ میری دعا سن لے!"

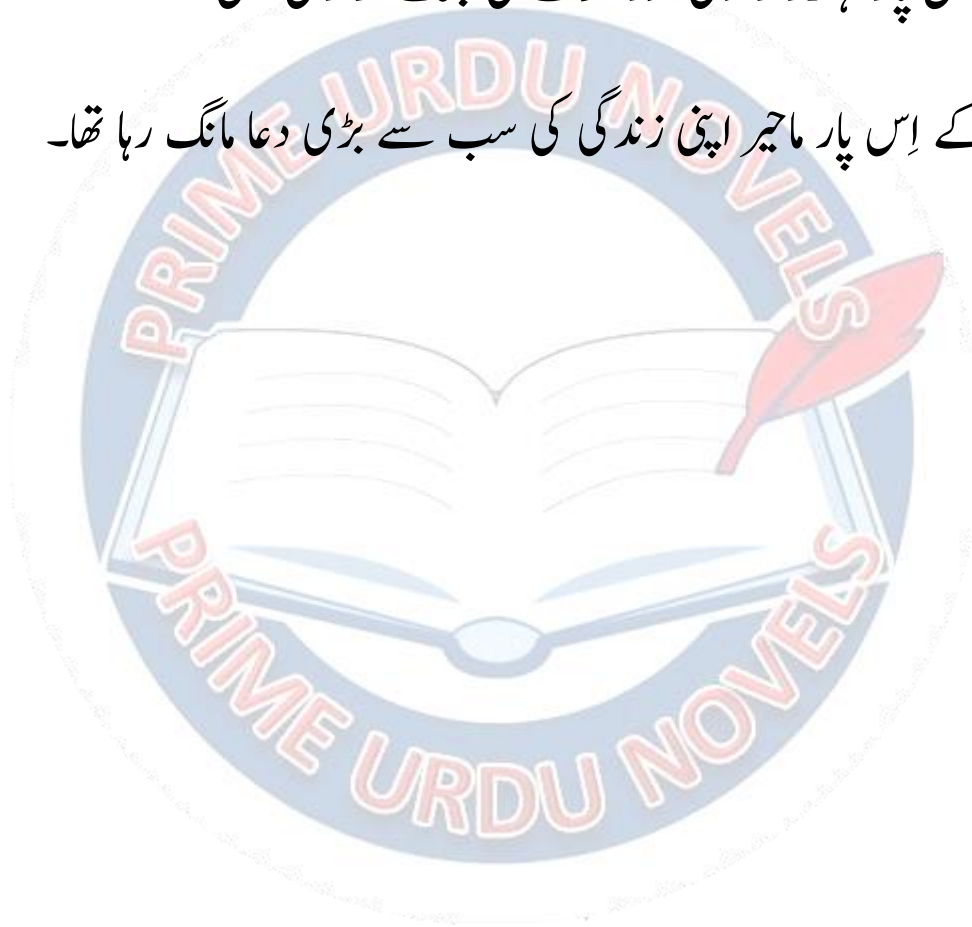
آنسوؤں سے بھیگی ہوئی دعا، دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی فریاد،

اور ایک محبت کرنے والے شوہر کا بے بسی سے بھرا سجدہ —

ساری فضا کو رلا رہا تھا۔

دروازے کے اس پار مہنور زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہی تھی،

اور دروازے کے اس پار ماجیر اپنی زندگی کی سب سے بڑی دعا مانگ رہا تھا۔



oooooooo

کچھ دیر بعد اسپتال کی ہال کی خاموشی میں دروازہ کھلا۔

ماجیر کی نظریں دروازے پر جمی ہوئی تھیں، دل میں ایک امید کی کرن جاگ رہی تھی۔

ڈاکٹر تیز قدموں سے باہر آیا اور ماجیر کی طرف بڑھا۔

ماجیر کی آنکھوں میں بے چینی تھی، اور جب ڈاکٹر نے اسے دیکھا، تو اس کی آنکھوں میں کچھ ایسی تسلی تھی جو ماجیر نے ابھی تک نہیں دیکھی تھی۔

ڈاکٹر نے مسکراتے ہوئے کہا،

"اللہ کا شکر ہے، بچہ بالکل ٹھیک ہے، اور ماں کی حالت بھی بہتر ہو رہی ہے۔ ہم نے ضروری علاج کیا، اور اب وہ خطرے سے باہر ہے۔"

ماجیر کے چہرے پر جیسے سکون کی ایک لہر دوڑ گئی۔

اس کا دل تیز تیز دھڑک رہا تھا، لیکن اس نے فوراً ڈاکٹر کا شکریہ ادا کیا،  
 "آپ کا بہت شکریہ، ڈاکٹر صاحب، اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے!"

اور پھر وہ فوراً اسپتال کے کمرے کی طرف دوڑنے لگا۔

جب وہ کمرے میں داخل ہوا، مہنور کی نانی اس کے پاس تھیں۔

مہنور کی حالت اب پہلے سے بہتر لگ رہی تھی، اور وہ آہستہ آہستہ ہوش میں آرہی تھی۔  
ماجیر نے اس کی طرف نظریں اٹھا کر دیکھا، اور پھر ہچکچاتے ہوئے اس کے قریب جا کر  
بیٹھا۔

"تم ٹھیک ہو، مہنور؟"

اس نے دھیرے سے پوچھا، جیسے کسی خوف کے تحت، جیسے ابھی بھی یقین نہیں آ رہا تھا۔  
مہنور کی آنکھوں میں ابھی تک کمزوری اور تھکاوٹ کی جھلک تھی، لیکن وہ مسکرا کر بولی،  
"ہاں، ماجیر... اب میں ٹھیک ہوں... بس تھوڑا سا تھکاوٹ محسوس ہو رہا ہے۔"

ماجیر نے اس کی ہاتھ تھاما، اور نرمی سے کہا،

"میرے لیے تم سب سے بڑی طاقت ہو، مہنور۔ اللہ کا شکر ہے کہ تم دونوں محفوظ ہو!"

اس کے بعد ماجیر نے فوراً ڈاکٹر سے پوچھا،

"ڈاکٹر صاحب، مہنور کی حالت میں اب اور کیا احتیاطیں کرنی ہوں گی؟ کیا ہمیں مزید کسی چیز کا خیال رکھنا ہوگا؟"

ڈاکٹر نے آہستہ سے کہا،

"اب بس آرام کی ضرورت ہے۔ ماں اور بچے دونوں کی حالت بہتر ہے، لیکن ابھی کچھ دنوں تک زیادہ آرام کرنا ضروری ہے۔ کوئی بھی اضافی پریشانی یا تھکاوٹ انہیں نقصان پہنچا سکتی ہے۔"

ماحیر نے ہونٹوں پر مسکراہٹ سجائی، اور مہنور کی طرف محبت بھری نگاہوں سے دیکھا۔  
 "ہم تمہیں آرام دیں گے، تمہیں اور ہمارے بچے کو کچھ نہیں ہونے دیں گے۔"

مہنور نے اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لے کر ہلکے سے دبایا اور کہا،

"تمہاری دعاؤں کی وجہ سے، سب کچھ ٹھیک ہو گیا۔ اللہ کا شکر ہے، اور تمہارا بھی شکریہ،  
 ماحیر..."



یہ لمحہ دونوں کے لیے بہت خاص تھا

○○○○○○○

وقت کا پہیہ ایک اور چکر مکمل کرتا ہے، اور مہنور اور ماجیر کی زندگی میں ایک نیا باب کھلتا ہے۔

مہنور کی حالت مکمل طور پر بہتر ہو چکی تھی، اور اب وہ اپنی زندگی کے نئے سفر کے لیے تیار تھی۔

آٹھ ماہ کی محنت، دعائیں، اور محبت کے بعد، وہ دونوں اپنے ننھے فرشتے ماہیرا کا استقبال کرنے کے لیے تیار تھے۔



ایک دن، اسپتال کے کمرے میں ڈاکٹر نے کہا،

"مبارک ہو، بیٹی کی پیدائش کامیاب رہی ہے۔ وہ بالکل صحت مند ہے۔"

ماجیر کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو تھے، اور اس نے فوراً مہنور کا ہاتھ پکڑا۔

"میرے خدا، تم دونوں کی زندگی کا سب سے خوبصورت لمحہ آچکا ہے،" ماجیر نے کہا، اور اس کی آواز میں محبت اور فخر کی جھلک تھی۔

جب ماہیرا کو پہلی بار مہنور کی گود میں رکھا گیا،

تو وہ ننھی سی بچی کی مسکراہٹ نے ان کی دنیا بدل دی۔

ماجیر نے پہلی بار اپنی بیٹی کو گود میں اٹھایا، اور اس کے چہرے پر ایک نیا انداز تھا — یہ وہ محبت تھی جو پہلے کبھی محسوس نہیں ہوئی تھی۔

"ماہیرا، تم میری زندگی کی سب سے بڑی خوشی ہو،" ماجیر نے نرم آواز میں کہا،

اور اس کی آنکھوں میں اس بچی کے لیے بے شمار خواب اور امیدیں تھیں۔

مہنور نے اپنے شوہر کو دیکھتے ہوئے کہا،

"ہم دونوں کی دعا، ہماری محبت، اور اللہ کی رحمت کا نتیجہ ہے، ماہیرا۔

یہ بچی ہمارے لیے ایک نعمت ہے۔"

دونوں نے مل کر ماہیرا کا نام رکھا — ماہیرا، جو کہ "محبت اور روشنی کی علامت" تھی، اور یہ نام ان کی زندگی کی حقیقت بن چکا تھا۔

ماہیرا کا چہرہ، اس کی معصومیت، اور اس کی ہر حرکت دونوں کے دلوں میں ایک نیا جذبہ بیدار کر رہی تھی۔

اس کے بعد، جب ماہیرا اپنے نئے گھر واپس آئی،

ماحیر اور مہنور نے اپنے نئے والدین ہونے کی زندگی کو بھرپور طریقے سے اپنانا شروع کیا۔

ماہیرا کی مسکراہٹ، اس کی نرم ہنسی، اور اس کے چھوٹے چھوٹے قدموں کی آواز گھر میں ایک خوشبو کی طرح پھیل گئی تھی۔

چند مہینوں بعد، جب ماہیرا تھوڑی بڑی ہوئی،  
ماحیر اور مہنور اپنے ننھے بچی کے ساتھ دنیا کے سب سے خوبصورت لمحے گزارنے لگے۔  
ماحیر کی نگاہیں ہمیشہ اپنے خاندان پر مرکوز رہتیں، اور مہنور ہمیشہ اپنی بیٹی کی مسکراہٹ میں  
اپنی زندگی کا مقصد تلاش کرتی تھی۔

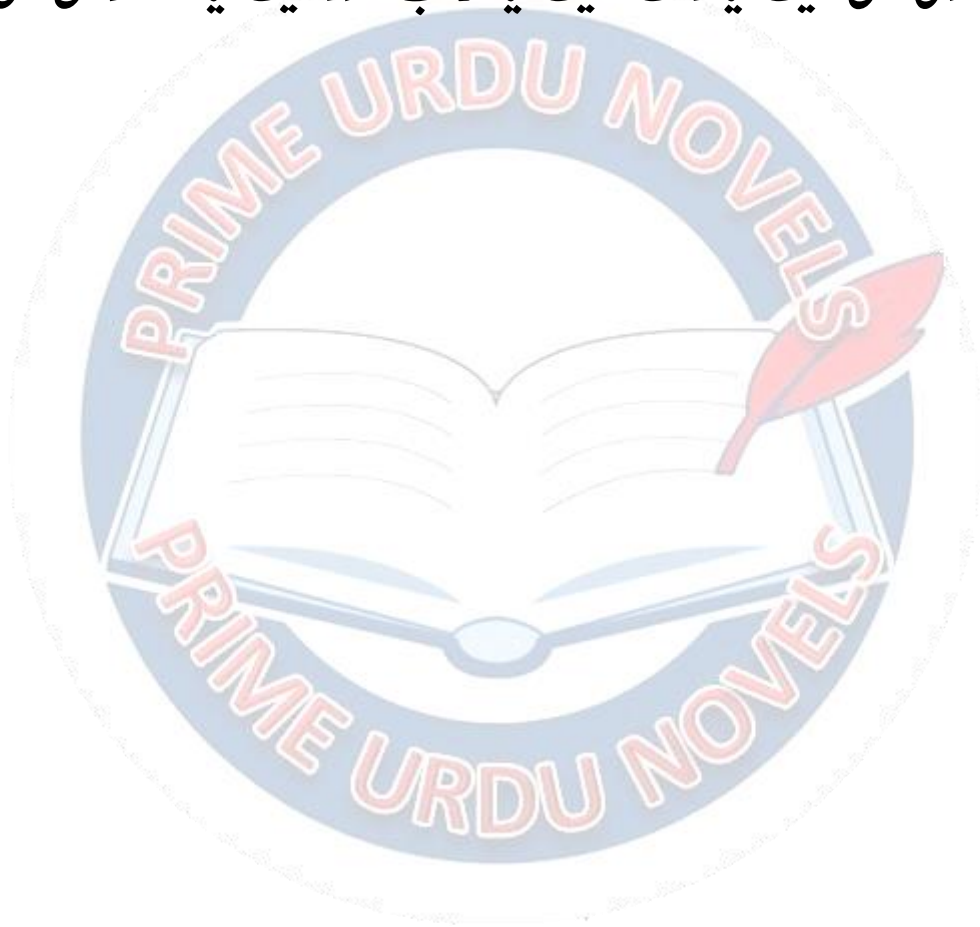
"ماہیرا، تمہاری ہر مسکراہٹ ہمارے لیے دنیا سے زیادہ قیمتی ہے،" ماحیر نے کہا،

اور مہنور نے مسکراتے ہوئے کہا،

"یہی ہماری زندگی کا مقصد ہے، ماہیرا کی مسکراہٹ، اس کی خوشی، اور اس کی ہر کامیابی۔"

یہ ایک ایسا سفر تھا جس میں محبت، قربانی، اور خوشی کا ہر رنگ تھا۔

ماہیرا ان کی زندگی میں ایک نیا رنگ، ایک نیا خواب، اور ایک نیا مقصد بن چکی تھی۔



oooooooo

رات کا وقت تھا اور ماہیرا کی ننھی سی مسکراہٹ مہنور کے دل کو سکون دے رہی تھی۔

مہنور ہمیشہ کی طرح ماہیرا کو اپنے پاس لے کر سو جاتی، تاکہ وہ اپنی بچی کے قریب رہ سکے اور اسے اپنی محبت سے گھیر سکے۔

لیکن ماہیرا کی نیند کے دوران، ماجیر کبھی کبھار ایک خاص انداز میں مزاحیہ طور پر اپنی محبت کا اظہار کرتا۔

ایک رات جب مہنور ماہیرا کو اپنی گود میں لے کر سو رہی تھی، ماجیر نے شریر انداز میں کہا،

"تم دونوں کو اکٹھے سونے کا بہت شوق ہے، لیکن میں بھی تمہارا شوہر ہوں، مجھے بھی اپنی جگہ ملنی چاہیے!"

ماجیر نے نرمی سے مہنور کو اٹھایا اور اسے اپنے قریب لے آیا، اور پھر نرم سے اس کے کمرے کے دوسرے طرف بچھے ہوئے قالین پر لے آیا۔

مہنور نے فوراً شرماتے ہوئے کہا،

"ماجیر! یہ کیا کر رہے ہو؟ ماہیرا کو دیکھو!"



ماحیر نے مسکراتے ہوئے کہا،

"میں بھی تمہارا شوہر ہوں، اور تم دونوں کے بغیر میں تو بے چین ہو جاتا ہوں۔ تمہاری مسکراہٹ میری زندگی ہے، اور میں چاہتا ہوں کہ تم دونوں ہمیشہ میرے قریب رہو۔"

مہنور نے اپنی مسکراہٹ کو چھپانے کی کوشش کی، لیکن اس کی آنکھوں میں محبت اور شرم کی جھلک تھی۔

"تمہیں کیسے سمجھاؤں کہ ماہیرا کا خیال رکھنا ضروری ہے، اور میں چاہتی ہوں کہ اس کی نیند میں کوئی مداخلت نہ ہو۔"

لیکن ماحیر نے ایک نرم انداز میں کہا،

"تمہاری بات درست ہے، لیکن میں بھی تمہاری قربت چاہتا ہوں، اور ماہیرا کو اس کی نیند کے بعد میں بھی تمہیں اپنی محبت دینے کا حق رکھتا ہوں!"



یہی وہ لمحے تھے جب ان کی زندگی میں ایک نرم اور پیار بھرا رشتہ مزید مضبوط ہوتا گیا۔  
راتوں کی خاموشی میں، ماہیرا کی نیند میں سکون تھا، اور مہنور اور ماجیر کے دلوں میں محبت کا  
ایک ایسا رشتہ تھا جو ہر رات مزید گہرا ہو رہا تھا۔

اس کے بعد، جب بھی ماہیرا سو جاتی، ماجیر اپنی محبت بھری حرکتوں کے ساتھ مہنور کو اپنے  
قریب لے آتا، اور دونوں کی راتیں ایک دوسرے کے قریب گزرتی رہتیں۔  
یہ محبت، یہ قربت، اور یہ چھوٹے چھوٹے خوشگوار لمحے ان کی زندگی کے سب سے  
خوبصورت حصہ بن چکے تھے۔

## زندگی کا حسین سفر

مہنور اور ماجیر کی زندگی کی کہانی ایک خواب کی طرح تھی، جو وقت کے ساتھ ساتھ حقیقت بنتی گئی۔ جب وہ پہلی بار ملے، تو انہیں نہیں معلوم تھا کہ ان کی زندگی کا یہ رشتہ کتنا پائیدار اور مضبوط ہو گا۔

دونوں نے مل کر خوشیوں کی نئی دنیا تخلیق کی تھی، اور ان کی محبت نے ہر رکاوٹ کو عبور کیا۔

مہنور اور ماجیر کی شادی کے بعد، جب ان کی زندگی میں ماہیرا کی آمد ہوئی، تو ایک نئی خوشی نے ان کی دنیا کو روشن کر دیا۔ ماہیرا کی معصوم مسکراہٹ نے ان کے دلوں کو سکون دیا تھا اور ان کے رشتہ کو ایک نئی سمت میں لے جایا۔ ماجیر اور مہنور کی ہر رات ایک نیا خواب بنتی جا رہی تھی، اور ان کی زندگی کے ہر لمحے میں محبت کی ایک نئی لہر محسوس ہو رہی تھی۔

پہلا قدم: محبت کی لوری

جب ماہیرا نے اپنی پہلی مسکراہٹ دنیا کو دکھائی، تو وہ لمحہ ایسا تھا کہ ان کے دلوں میں اس کی محبت کے بیج نے جڑ پکڑ لی۔ مہنور اور ماجیر کے لیے ماہیرا صرف ایک بچی نہیں تھی، بلکہ ایک ایسا خزانہ تھی جس کی موجودگی نے ان کی زندگی کے ہر درد کو کم کر دیا تھا۔

چند دنوں بعد، ماجیر کی شرارتی مسکراہٹ کے ساتھ، جب وہ مہنور کو ماہیرا کے بغیر سونے کی اجازت نہیں دیتا، تو یہ ان کی محبت کی ایک نرگسی تصویر بن گئی۔

ہر رات جب مہنور ماہیرا کو اپنے پاس سلا کر سو جاتی، ماجیر چپکے سے آکر اسے اپنے قریب لے آتا۔ مہنور کی شرم اور محبت کا ایک حسین امتزاج تھا، جو ہر رات کی خاموشیوں میں، ایک نئی امید اور خواہش کے ساتھ ان کی زندگی کا حصہ بنتا جا رہا تھا۔

دوسرا قدم: دعاؤں کا اثر

وقت گزرتا رہا، اور جب مہنور کی طبیعت خراب ہوئی اور وہ حمل کے آخری مہینوں میں داخل ہوئی، تو ایک اور مشکل نے ان کی زندگی کو اپنی گرفت میں لے لیا۔ لیکن اس بار بھی، ماجیر نے اسے اکیلا نہیں چھوڑا۔

وہ ہر لمحہ اپنی محبت سے مہنور کا حوصلہ بڑھاتا، اور دونوں کی دعائیں ایک ساتھ بلند ہوئیں۔  
 اسپتال کے کمرے میں، جہاں مہنور کی زندگی اور موت کا فیصلہ ہو رہا تھا، وہاں ماجیر کا دل  
 اللہ سے دعا گو تھا، اور اس کی دعاؤں میں ایک ہی طلب تھی — مہنور کی صحت اور بچے کی  
 حفاظت۔

وہ لمحہ جب ڈاکٹر نے خوشخبری دی کہ بچہ تو بچ جائے گا، لیکن ماں کی زندگی کے بارے میں  
 خطرہ موجود ہے، وہ ایک امتحان تھا، مگر ماجیر نے اللہ پر بھروسہ رکھا اور اس کی ہمت اور  
 صبر کا مظاہرہ کیا۔ ڈاکٹر کی تسلی کے بعد، ماجیر نے مہنور کی نانی کی نصیحتوں کو دل سے سنا،  
 اور پھر اپنے رب کے سامنے سجدہ کیا۔ وہ لمحہ تھا جب اس نے اپنے دل کی ہر خواہش کو اللہ  
 کے حوالے کر دیا، اور دعا کی کہ وہ دونوں کو اپنی رحمت سے نوازے۔

تیسرا قدم: ایک نیا آغاز

ماہیرا کی پیدائش کے بعد، مہنور اور ماجیر کی زندگی ایک نئی راہ پر چل نکلی۔ وہ ننھی سی بچی  
 ان کی دنیا کا مرکز بن گئی تھی۔ ماجیر اور مہنور دونوں اپنی بیٹی کی مسکراہٹ میں سکون تلاش  
 کرتے، اور اس کی ہر بات، ہر حرکت، ان کی محبت کی گواہی دیتی۔

ماہیرا کی پیدائش کے بعد، ہر رات جب وہ ماہیرا کو اپنے قریب لاتے، ان کی زندگی کی خوشیاں اور بھی بڑھ جاتیں۔ ماجیر کا کہنا تھا، "ماہیرا، تم میری زندگی کا سب سے حسین حصہ ہو، اور تمہاری مسکراہٹ میری دنیا کو روشن کرتی ہے۔" یہ وہ لمحہ تھا جب مہنور کو احساس ہوا کہ اس کی زندگی کی سب سے بڑی کامیابی اور خوشی یہی ہے کہ وہ ماجیر اور ماہیرا کے ساتھ ہے۔

چوتھا قدم: محبت کا نیا رنگ

ماہیرا کی ہر روز بڑھتی ہوئی مسکراہٹ نے مہنور اور ماجیر کے دلوں کو اور بھی قریب کر دیا۔ ماجیر کا ہر دن مہنور اور ماہیرا کے درمیان محبت بھرے لمحات میں گزرتا، اور وہ کبھی بھی اپنی بیوی اور بیٹی سے دور ہونے کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ جب ماہیرا تھوڑی بڑی ہو گئی، تو وہ اپنی ماں اور والد کے ساتھ کھیلنے میں محظوظ ہوتی، اور دونوں کے دلوں میں اس کے لیے محبت کی ایک اور گہری لہر بیدار ہو جاتی۔

پانچواں قدم: وقت کا گزرنا اور نئے خواب



مہنور اور ماجیر کی زندگی میں ہر دن ایک نیا سورج بن کر طلوع ہوتا، اور وہ ہر لمحہ ایک دوسرے کے ساتھ اپنی خوشیوں کو بانٹتے۔ دونوں کا رشتہ مضبوط ہوتا گیا، اور ان کی محبت کی کہانی ایک کامیاب سفر بن گئی۔

اب وہ ایک دوسرے کے ساتھ زندگی کے ہر لمحے کو بھرپور طریقے سے گزارنے لگے تھے، اور ان کی محبت کا ایک نیا باب شروع ہو چکا تھا۔

اختتام: خوشیوں کا سفر

مہنور، ماجیر اور ماہیرا کا سفر ایک خوبصورت اور مکمل داستان کی مانند تھا۔ جہاں محبت، قربانی، اور دعا کی طاقت نے ان کے رشتہ کو پختہ کیا تھا۔

وہ اپنے نئے مرحلے کی طرف بڑھتے ہوئے، ایک دوسرے کی قربت میں سکون پاتے، اور اپنے بچے کی معصومیت میں ایک نئی امید ڈھونڈتے۔

یہ کہانی صرف ان کی نہیں، بلکہ ہر محبت کرنے والے کے دل کی کہانی تھی، جو ایک دوسرے کے ساتھ ہمیشہ رہنے کا وعدہ کرتے ہیں، چاہے دنیا کی کتنی بھی مشکلات کیوں نہ آئیں۔



oooooooooooo

Alhumduallah ♥ □

Completed

